نوائے
افغان جہاد
رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ
مئی ۲۰۱۸ء
رمضان کریم
القرآن الکریم

حضرت یزید بن شجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحتیں

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت یزید بن شجرہ رہاوی رضی اللہ عنہ شام کے گونروں میں سے ایک گورنر تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ انہیں لشکروں کا امیر بنایا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ہم لوگوں میں بیان فرمایا، جس میں ارشاد فرمایا:

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں تمہیں عطا فرمائی ہیں انہیں یاد رکھو۔ اگر تم غور سے دیکھو تو تمہیں بھی وہ سیاہ، سرخ، سبز اور سفید رنگ برنگی نعمتیں نظر آجائیں گی جو مجھے نظر آرہی ہیں اور گھروں میں بھی کتنی نعمتیں ہیں اور جب نماز کھڑی ہوتی ہے تو آسمان کے، جنت کے اور جہنم کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور حوروں کو سجایا جاتا ہے اور وہ زمین کی طرف جھانکتی ہیں (اور جب میدان جنگ میں مسلمان صفیں بناتے ہیں تو اس وقت بھی یہ سب کچھ ہوتا ہے) اور جب مسلمان جنگ کی طرف متوجہ ہو کر آگے بڑھتا ہے تو وہ حوریں کہتی ہیں کہ اے اللہ! اس کو جما دے۔ اے اللہ! اس کی مدد فرما اور جب کوئی پشت پھر کر میدان سے بھاگتا ہے تو وہ حوریں اس سے پردہ کر لیتی ہیں اور کہتی ہیں اے اللہ! اس کی مغفرت فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔ لہٰذا تم دشمن کے چہروں پر پورے زور حملہ کرو۔ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں جب کوئی آگے بڑھتے ہوئے زخمی ہو کر گرتا ہے تو خون کے پہلے قطرے کے گرتے ہی اس کے گناہ ایسے گر جاتے ہیں جیسے خزاں میں درختوں کے پتے گرتے ہیں اور موٹی آنکھوں والی دو حوریں اتر کر اس کے پاس آتی ہیں اور اس کے چہرے سے گرد و غبار صاف کرتی ہیں۔ وہ ان دونوں سے کہتا ہے، میں تم دونوں کے لیے ہوں۔ وہ کہتی ہیں نہیں ہم دونوں آپ کے لیے ہیں اور ایسے ایسے سو جوڑے پہنائے جاتے ہیں کہ اگر انہیں اکٹھا کر کے میری ان دو انگلیوں (درمیانی اور شہادت کی انگلیوں) کے درمیان رکھا جائے تو وہ باریکی اور لطافت کی وجہ سے سارے ان کے درمیان آجائیں گے اور بنی آدمؑ کے ہاتھوں کے بنے نہیں ہیں بلکہ جنت کے کپڑوں میں سے ہیں۔ تم لوگوں کے نام، نشانیاں، حلئے، تنہائی کی باتیں اور مجلسیں سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے پاس لکھی ہوئی ہیں۔ جب قیامت کا دن آئے گا تو کسی سے کہا جائے گا اے فلانے! یہ تیرا نور ہے اور کسی سے کہا جائے گا اے فلانے! تیرے لیے کوئی نور نہیں ہے اور جیسے سمندر کا ساحل ہوتا ہے ایسے ہی جہنم کا بھی ساحل ہے، وہاں کیڑے مکوڑے، حشرات الارض اور کھجور کے درخت جتنے لمبے سانپ اور خچر کے برابر بچھو ہیں۔ جب جہنم والے اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے کہ ہمارا جہنم کا عذاب ہلکا کر دیا جائے تو ان سے کہا جائے کہ جہنم سے نکل کر ساحل پر چلے جاؤ، وہ نکل کر وہاں آئیں گے تو کیڑے مکوڑے حشرات الارض ان کے ہونٹوں، چہروں اور دوسرے اعضا کو پکڑ لیں گے اور انہیں نوچ کھائیں گے تو اب یہ فریاد کرنے لگیں گے کہ ہمیں ان سے چھڑایا جائے اور جہنم میں واپس جانے دیا جائے اور جہنم والوں پر خارج کا عذاب بھی مسلط کیا جائے گا اور جہنمی اتنا کھجائے گا کہ اس کی ہڈی ننگی ہو جائے گی۔ فرشتہ کہے گا اے فلانے! کیا تجھے اس خارش سے تکلیف ہو رہی ہے؟ وہ کہے گا ہاں! فرشتہ کہے گا تو جو مسلمانوں کو تکلیف دیا کرتا تھا یہ اس کا بدلہ ہے"۔

(اخرجہ الحاکم: ۳، ص ۴۹۴)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلد نمبر ۱۱، شمارہ نمبر ۴

رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ | مئی ۲۰۱۸ء

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
”اللہ کے لیے جہاد کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص مسلسل روزے رکھتا رہے اور رات بھر تہجد کی نماز اور تلاوتِ قرآن میں مشغول رہے۔ نہ کسی دن روزہ میں سستی کرے اور نہ کسی رات نماز میں، اور مجاہد کو یہ فضیلت اس وقت تک برابر حاصل رہے گی جب تک وہ لوٹ کر اپنے گھر نہ آجائے“۔ (صحیح بخاری و مسلم)

اس شمارے میں

تجاویز، تبصروں اور تحریروں کے لیے اس برقی پتے (E-mail) پر رابطہ کیجیے۔

nawai.afghan@tutanota.com

انٹرنیٹ پر استفادہ کے لیے:

Nawai-afghan.blogspot.com

Nawaiafghan.blogspot.com

قیمت فی شمارہ: ۲۵ روپے

قارئین کرام!

عصرِ حاضر کی سب سے بڑی صلیبی جنگ جاری ہے۔ اس میں ابلاغ کی تمام سہولیات اور اپنی بات دوسروں تک پہنچانے کے تمام ذرائع نظامِ کفر اور اس کے پیروؤں کے زیرِ تسلط ہیں۔ ان کے تجزیوں اور تبصروں سے اکثر اوقات مخلص مسلمانوں میں مایوسی اور ابہام پھیلتا ہے، اس کا سدِ باب کرنے کی ایک کوشش کا نام 'نوائے افغان جہاد' ہے۔

نوائے افغان جہاد

- اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے کفر سے معرکہ آرا مجاہدین فی سبیل اللہ کا موقف مخلصین اور محبین مجاہدین تک پہنچاتا ہے۔
- افغان جہاد کی تفصیلات، خبریں اور محاذوں کی صورت حال آپ تک پہنچانے کی کوشش ہے۔
- امریکہ اور اس کے حواریوں کے منصوبوں کو طشت از بام کرنے، اُن کی شکست کے احوال بیان کرنے اور اُن کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کی ایک سعی ہے۔

اس لیے ....

اِسے بہتر سے بہترین بنانے اور دوسروں تک پہنچانے میں ہمارا ساتھ دیجیے

جیت گئے وہ عشق کی بازی، جانیں گرچہ وار گئے

۲اور ۳مئی ۲۰۱۱ء کی درمیانی رات، جب عالمی تحریک جہاد کے قائد، محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادنؒ کو جنتوں سے بلاوا آیا اور تین دہائیوں تک دشمنانِ خدا کو ہر میدان میں ذلیل و رسوا کرنے کے بعد اللہ کا یہ بندہ خلدِ بریں کو سدھار گیا۔ شیخ اسامہؒ کا شمار اُن نابغۂ روزگار ہستیوں میں ہوتا ہے جنہیں تاریخ یاد نہیں رکھتی بلکہ وہ تاریخ بناتے ہیں اور تاریخ کو اُن کی وجہ سے یاد رکھا جاتا ہے۔ وہ ایسی عظیم ہستی تھے کہ ہر دور میں طواغیت کے خلاف علمِ جہاد بلند کرنے والوں کے لیے استعارے اور منارۂ نور کی سی حیثیت رکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس بندے پر اپنے فضل، رحمت، کرم، توفیق، عطا اور عنایات کے تمام در کھول دیے تھے۔

شیخ عبد اللہ عزام شہیدؒ کی پر سوز دعوت کو قبول کرتے ہوئے شیخ اسامہؒ نے جہاد فی سبیل اللہ کے راستے کا انتخاب کیا۔ شیخ اسامہؒ قافلۂ جہاد کے ہم سفر بنے' یہ وقت تھا جب امت مسلمہ صدیوں کی بے بسی و بے کسی جھیلنے کے بعد قوت، طاقت، عزت، غیرت تمکنت اور جاہ و حشمت کی منزلوں کو سامنے دیکھ رہی تھی۔ اور ان منزلوں تک جانے والے راستوں کو تراشنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے جن افراد کو منتخب کیا وہ بھی کیا عجیب ہستیاں تھیں۔ ذرا اک نظر تو ڈالیے ان غریب الدیار اور قوی ایمان قافلے کے راہیوں پر...وہ قافلہ کہ جس نے صرف تیس سال کے عرصہ میں دنیا کی ''سپر طاقتوں'' اور اُن کے حواریوں کی ناک کو خاک آلود کیا اور اُن کی پیشانی پر ''شکست خوردہ'' کا لفظ مستقل طور پر کندہ کر دیا...ان میں کوئی جزیرۂ عرب کا شہزادہ اور کوئی عجم کی آنکھ کا تارا، کوئی فلسطین کی راکھ میں دبی چنگاری اور کوئی مصر کے 'فراعنہ جدید' کا انکاری، کوئی اردن کی بستی 'زرقا' کی پہچان، کوئی شام کی پر فتن فضا میں پروان چڑھتا صالحیت کا شاہ کار، کوئی لیبیائی آمر کے زندانوں میں حق کی آواز، کوئی افغانستان کی دشت وصحرا کی آبرو اور کوئی پاکستان کی سرزمین میں بسنے والا جری و بہادر...

عشقِ بلاخیز کا یہ قافلۂ سخت جاں ہے کہ جس کی قیادت کا سہرا شیخ اسامہ کے سر سجا۔ رب تعالیٰ کی توفیق سے شیخ اسامہ نے اپنے حصے کے کسی فریضہ کو نامکمل اور شکستہ نہیں چھوڑا۔ سرخ ریچھ کی لاش کو دریائے آمو میں بہانے سے لے کر امارت اسلامیہ افغانستان کے قیام کی جدوجہد تک، سرزمینِ حرمین کی صلیبیوں اور اُن کے گماشتوں سے بازیابی کے لیے جہاد کی بناڈالنے سے لے کر سرزمینِ فلسطین کی پنجۂ یہود سے خلاصی کے لیے جہاد تک... کینیا اور تنزانیہ میں امریکیوں پر قہر بن کر برسنے سے لے کر عرب کے سمندروں میں امریکی دیو ہیکل بحری بیڑے کی تباہی تک...معرکہ گیارہ ستمبر کی صورت میں امریکہ کو امریکہ کی سرزمین پر عبرت ناک ضربیں لگانے سے لے کر افغانستان کو دنیائے کفر کا قبرستان بنانے تک...ارض الرافدین میں ائمۃ الکفر کے سر کچلنے سے لے کر یمن، الجزائر، صومالیہ ،شام، مصر اور لیبیا میں طاغوت کے حامیوں کی گردنیں مارنے تک...ہر جگہ آپؒ کی تحریک، دعوت، عزم، حوصلہ، استقلال، جہادی رہ نمائی اور انقلابی سوچ کارفرما نظر آتی ہے۔

آج کے دور میں کفر کی اندھی اور منہ زور طاقت کے خلاف امت کے محاذوں پر ڈٹے ہوئے لشکروں کے حقیقی قائد اور سالار آپؒ ہی تو تھے۔ آپؒ کے رخصت ہو جانے کے بعد اس صلیبی وصیہونی فساد کے مقابل آپؒ ہی کے تیار کردہ عساکر بر سر پیکار ہیں۔ آپؒ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ بیش بہا مال و دولت کو اُسی کی راہ میں لٹا اور کھپا دیا۔ صرف یہی نہیں کہ آپؒ نے اپنی زندگی اور مال و دولت کو عیش وعشرت کی نذر کرنے کے بجائے راہِ خدا میں پیش کر دیا بلکہ آپؒ نے اپنی آل اولاد کو بھی اسی راستے میں کٹنے اور مرنے کے لیے تیار کیا۔

کفار کی طرف سے امت مسلمہ کے جسم پر لگنے والے ہر زخم کو آپ نے اپنے دل کا زخم بنایا، امت کے ہر دکھ کو قلب و جگر میں اتارا، آپ کی راتیں امت کے زخموں پر رب کے حضور آہیں اور سسکیاں بھرتے گزرتیں اور دن اس امت کی سربلندی اور عزت و وقار کے حصول کے لیے جہاد کی ترتیبات بناتے بیتا کرتے فلسطینی بہنوں کی صدائیں کہ ''اسامہ اپنا وعدہ کب پورا کرو گے'' آپ کو بے کل رکھتیں...اور پھر یہ وعدہ معرکہ گیارہ ستمبر کی صورت میں پورا ہوتا اور آپ نے فلسطینی مسلمانوں سے ان الفاظ میں اپنے وعدہ کی تاکید کی:

”تمہارے بیٹوں کا خون ہمارے بیٹوں کے خون کی مانند ہے، تمہارا خون ہمارا خون ہے، بے شک خون کا بدلہ خون اور تباہی کا بدلہ تباہی ہے۔ ہم اللہ رب العزت کو گواہ بناتے ہیں کہ ہم کبھی تمھیں مایوس نہیں کریں گے یہاں تک کہ اللہ کی نصرت آجائے یا ہم بھی وہی (شہادت کا) مزہ نہ چکھ لیں جو حمزہؓ بن عبد المطلب نے چکھا تھا“۔

حرمِ مکی اور حرمِ مدنی کی زمین اور فضائیں صلیبیوں کے ناپاک وجود کے بارے میں شکوہ کناں ہوئیں تو آپ نے قسمیہ الفاظ میں وعدہ کیا:

”میں اللہ رب العزت کی قسم کھاتا ہوں، وہ جس نے آسمان کو بغیر ستونوں کے بلند کیا، امریکہ اور اس کے باسی اس وقت تک خواب میں بھی امن کا تصور نہیں کرسکتے جب تک فلسطین میں عملاً امن قائم نہ ہو جائے اور کفار کے تمام لشکر ارضِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ نکل جائیں“۔

دریدہ دہن کفار نے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کی تو اللہ کے اس شیر کی یہ للکار موت کے سائے کی طرح دشمنانِ دین کے مسلسل تعاقب میں ہے کہ:

”اگر تمہاری اظہار رائے کی آزادی کا کوئی اصول نہیں تو پھر ہمارے افعال کی آزادی کے لیے بھی اپنے سینے کھلے رکھو۔ یہ بات عجیب اور اشتعال انگیز ہے کہ تم نرمی اور سلامتی کی بات کرتے ہو حالانکہ تمہارے فوجی ہمارے ملکوں میں ناتواں لوگوں تک کا مسلسل قتلِ عام کر رہے ہیں۔ اس پر مزید یہ کہ تم نے یہ خاکے شائع کیے جو کہ جدید صلیبی حملے کا ایک حصہ ہیں اور ”ویٹی کن“ میں بیٹھے پوپ کا اس میں بہت بڑا ہاتھ ہے۔ یہ تمام چیزیں اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ تم مسلمانوں سے ان کے دین پر جنگ جاری رکھنا چاہتے ہو اور یہ جاننا چاہتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو اپنے جان و مال سے زیادہ محبوب ہیں یا نہیں؟ لہٰذا اب ہمارا جواب اب تم سنو گے نہیں بلکہ دیکھو گے اور ہم برباد ہوں اگر ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت نہ کریں“۔

شیخ اسامہؒ اپنی زندگی میں بھی دنیائے کفر کے لیے خوف اور دہشت کی علامت تھے اور حیات مستعار سے حیات جاودانی پانے کے بعد بھی کفار کے اعصاب پر سوار ہیں۔ ائمۃ الکفر کی ہر دوسری بات اور سامنے آنے والا ہر دوسرا بیان شیخ اسامہؒ کے تذکرے پر مبنی ہوتا ہے۔ اللہ رب العزت نے کفار کے قلوب میں شیخؒ کا ایسا رعب، ڈر اور ایسی ہیبت انڈیل دی ہے جو اُن میں نسل در نسل چلے گی۔ کفر کے امام سوتے جاگتے اللہ کے اس بندے کی برپا کردہ تحریک جہاد سے سہمے رہتے ہیں۔ اہلِ کفر پر شیخؒ اور اُن کے راہرو ساتھیوں نے دنیا بھر میں ایسی پیہم ضربیں لگائی ہیں اور دنیا کے ہر محاذ پر اُن کی افواج اور ٹیکنالوجی اہل ایمان کے ہاتھوں ذلت ورسوائی کا ایسا مزہ چکھ رہی ہیں کہ ہر لمحہ سہم سہم کر گزارنا اُن کا مقدر رہے۔

شیخ رحمہ اللہ ہی وہ شخصیت تھے جنہوں نے سانحہ لال مسجد کے بعد نظام پاکستان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا...اس سے قبل مجاہدین نے بھی اپنی حکمت عملی اور جہادی مصالح کے پیشِ نظر، پاکستانی فوج اور خفیہ اداروں کی تمام تر خیانتوں اور غدر کے باوجود اُن سے صرفِ نظر کیے ہوئے تھے اور اُنہوں نے اپنی توجہ افغانستان میں امریکی و اتحادی افواج کے خلاف مرکوز کر رکھی تھی... لیکن سانحہ لال مسجد کے بعد مجاہدین کی قیادت نے جان لیا اور وہ اس امر پر یکسو ہو گئے کہ اس بدباطن فوج اور باطل نظام کو مزید مہلت دینا پورے خطے سے اسلام کو دیس نکالا دینے اور لادینیت کو مسلط کرنے کے مترادف ہے...اسی لیے شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے جہادِ پاکستان کی پکار لگائی اور ”صلیبی فرنٹ لائن اتحادی“ کے خلاف وہی حکمت عملی اپنانے کا اعلان کیا جو صلیبی اتحادیوں کے خلاف افغانستان میں اپنائی گئی... شیخ رحمہ اللہ نے اس موقع پر فرمایا:

”اے پاکستان میں بسنے والے نوجوانانِ اسلام! بلاشبہ قلم تمہاری نیکیاں اور لغزشیں لکھ رہا ہے اور یہ عذر تمہارے کسی کام نہ آئیں گے کہ تمہارے علما و زعما کی ایک کثیر تعداد نے کافر حکام سے دوستی لگا رکھی ہے اور کچھ دیگر علما پر طاغوتی حکمرانوں کے خوف سے ایسا ضعف طاری ہو گیا ہے کہ وہ حق بات کہنے اور اعلانیہ اس کا پرچار کرنے سے پیچھے ہٹ گئے ہیں۔ ان گڑھوں میں گرنے سے صرف وہی علما مستثنیٰ رہے ہیں جن پر اللہ نے اپنا خصوصی رحم فرمایا ہے، اور ایسے علما یا تو جیلوں میں بند ہیں اور یا انہیں دربدری کا سامنا ہے۔ یہ عظیم مصیبت، یعنی علمائے سو کا مرتد

حاکم کے ہم رکاب ہو کر چلنا، اس کے ساتھ مداہنت کا رویہ اختیار کرنا، مخلص علما و مجاہدین پر طعن و تشنیع کرنا، یہ سب کچھ راہِ حق سے دور رہنے کا کوئی عذر نہیں بن سکتا کیونکہ یہ مسئلہ پاکستان ہی کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ یہ ایک ایسی مصیبت ہے جس کا شکار تمام عالمِ اسلام ہے۔

ہم، یعنی تنظیم القاعدہ کے ساتھی، اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتے ہیں کہ ہم مولانا عبد الرشید غازی اور ان کے ساتھیوں کے خون کا بدلہ پرویز اور اس کے ساتھیوں سے ضرور لیں گے۔ اور اسی طرح ہم ہر اس پاکیزہ اور محترم خون کا بدلہ لے کر رہیں گے جو ان ظالموں کے ہاتھوں بہا ہے، جن میں سرِ فہرست ابطالِ اسلام کا وہ لہو ہے جو وزیرستان میں بہایا گیا، خواہ شمالی وزیرستان میں ہو، یا جنوبی وزیرستان میں۔ اور اسی پاکیزہ لہو میں دو محترم قائدینِ جہاد، کمانڈان نیک محمد اور عبد اللہ محسود رحمہ اللہ علیہم کا خون بھی شامل ہے۔ یقیناً وزیرستان کے قبائل نے عالمی کفر' یعنی امریکہ، اس کے حلیفوں اور اس کے آلہ کاروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر استقامت کے ساتھ ایک تاریخی کردار ادا کیا ہے۔ ایک ایسا عظیم کردار جو بڑے بڑے ممالک بھی ادا کرنے سے عاجز رہے۔ ان کی اس ثابت قدمی کا اصل سبب ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اسی پر توکل ہے۔ انہوں نے اللہ ہی کی خاطر عظیم جانی اور مالی قربانیاں دیں۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اس راہ میں جو کچھ ان سے چھن گیا اللہ تعالیٰ انہیں اس سے بہت بہتر نعم البدل عطا فرمائے! مسلمان کبھی بھی اہلِ وزیرستان کا یہ عظیم کردار نہ بھولیں گے۔ نہ ہی علمائے اسلام، قائدینِ امت اور ابنائے ملت کا یہ خون یونہی رائیگاں جانے دیا جائے گا، جب تک کہ ہمارے جسم وجاں میں خون کا آخری قطرہ تک موجود ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں یہ عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے!"

ان الفاظ کے ساتھ محسنِ امت شیخ اسامہ رحمہ اللہ نے جہادِ پاکستان کی داغ بیل ڈالی... یہ وہی شیخ اسامہ رحمہ اللہ ہیں جنہوں نے روس کے سرخ ریچھ کو افغانستان میں بچھاڑا، جنہوں نے امت مسلمہ کے صاحبِ ثروت افراد' حتیٰ کہ عام غریب مسلمانوں کی طرف سے ملحد روس کے خلاف جہاد کے لیے فراہم کیے گئے اموال میں خیانت کر کے اپنے کاروبار وسیع نہیں کیے، نہ ہی اِن اموال سے مدارس کی تعمیر و توسیع کے نام پر اپنے اثاثہ جات کی طویل ترین فہرستیں تیار کیں، بلکہ اُنہوں نے اربوں روپیہ کا انفاق نصرتِ جہاد کی مد میں کیا، روسی یلغار کا مقابلہ کرنے کے لیے جہادی تحریک کو مضبوط سے مضبوط تر بنایا، اس مقصد کے لیے اپنے تمام خزانوں کے منہ کھول دیے اور خود اختیاری فقر و قناعت والی زندگی پر راضی ہوئے، جنہوں نے سرزمینِ حرمین میں امریکی صیہونی فوجیوں کے ناپاک قدم پڑنے پر سب سے پہلے جہاد کا اعلان کیا، جنہوں نے مسجدِ اقصیٰ کے محافظ فلسطینی مسلمانوں کی ڈھارس بندھائی اور "اسامہ اپنا وعدہ کب پورا کرو گے" پکارنے والی فلسطینی بہنوں کے جواب میں گیارہ ستمبر جیسا عظیم اور مبارک معرکہ سجایا، جنہوں نے بوسنیا میں مسلمانوں پر بدترین ظلم و قہر توڑنے والے سربوں کے خلاف اپنے لشکر روانہ کیے، جنہوں نے امارت اسلامیہ افغانستان کی ترقی، بہبود اور عروج کے لیے اپنے جان و اموال کو کھپایا اور امیر المومنین ملا محمد عمر مجاہد رحمہ اللہ کی بیعت کو شرعی فریضہ قرار دیا، جنہوں نے دنیا کے مشکل ترین محاذ شیشان کو گرمائے رکھنے میں بنیادی کردار ادا کیا... ان سب کارناموں ہی کی وجہ سے اُنہیں محسنِ امت اور مسلمانوں کا ہیرو قرار دیا گیا... شیخ رحمہ اللہ اپنے ہر موقف اور ہر عمل کی بنیاد' احکاماتِ شریعت کو بناتے اور انہی احکامات کی روشنی میں اُنہوں نے عالمی تحریک جہاد کھڑی کی...

شیخ رحمہ اللہ امریکہ کو "سانپ کا سر" قرار دیتے تھے، اور آپ رحمہ اللہ کی برپا کی عالمی تحریکِ جہاد ہے جس کا اولین ہدف "سانپ کا سر" کچلنا ہے... لیکن اس سانپ نے اپنے "کلمہ گو" محافظین کے ذریعے اپنے ارد گرد مضبوط حصار قائم کیا ہوا ہے، وہ اُس 'حصار' میں بیٹھ کر پوری دنیا کے مسلمانوں کو ڈستا ہے اور اپنی زہرناکیوں سے مسلم معاشروں کو مسموم کرتا ہے اور اُس کے "کلمہ گو" محافظین اُس کی حفاظت میں ہر وقت مستعد و تیار کھڑے رہتے ہیں... جہادِ پاکستان کی صورت میں شیخ رحمہ اللہ نے اِنہی "کلمہ گو" محافظین کا حصار توڑنے اور سانپ کے سر کو بالکلیہ کچل دینے کا آغاز کیا... اس صورت حال کو سانپ اور اُس کے محافظین بھلا کیونکر ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر سکتے تھے؟! اُنہوں نے عسکری، معاشی، معاشرتی، سیاسی اور فکری محاذوں پر اپنی ہر طرح کی قوت جھونک دی اور جہاد کی اس عالم گیر تحریک کے خلاف جو کچھ بن پڑا، وہ کیا... اپنی اِنہی کوششوں میں طواغیتِ عصر نے مجاہدین کے شرعی موقف کے جواب میں سرکاری علما کو کھڑا

کیا اور اُنھوں نے صلیبی امریکہ اور اُس کے اتحادیوں کی خواہش کے مطابق تحریکِ جہاد اور مجاہدین کے خلاف فتاویٰ جاری کیے... ایسے ہی فتاویٰ میں ایک فتویٰ نما کتاب "پیغام پاکستان" کے نام سے سامنے آئی... جس پر پاکستان بھر کے ۱۸۲۹ علما نے مہر تصدیق ثبت کی...

"پیغام پاکستان" کیا ہے؟ اس پر سابقہ شماروں میں تفصیل سے بات ہو چکی ہے... اگر اسے مختصر الفاظ میں بیان کریں تو سورۃ الانفال میں غزوہ بدر کے موقع پر گروہِ منافقین کی طرف سے اہل ایمان پر کسی جانے والی پھبتی کو نقل کرنا کافی ہے... جب منافقین نے کفار کے کیل وکانٹے (ٹیکنالوجی) سے لیس لشکر کو دیکھا اور دوسری طرف مفلس، بے حال اور تہی دامن اہلِ ایمان کو دیکھا تو اُنہوں نے اس لڑائی کو (نعوذ باللہ) اہل ایمان کی بے وقوفی اور کم عقلی پر محمول کیا اور کہنے لگے "غَرَّ هَٰؤُلَاءِ دِينُهُمْ" (اِن کے دین نے اِنہیں دھوکے میں ڈال دیا ہے)... بعینہٖ صورت حال آج کے سرکاری و درباری علما کی ہے کہ ان کے دل کافروں اور اُن کے صف اول کے اتحادیوں کے لشکروں کی ہیبت کو دیکھ کر بیٹھے جاتے ہیں اور مٹھی بھر اہلِ ایمان، جو مکمل بے سر وسامانی کی حالت میں اِن لشکروں کے مقابلے میں دفاعِ دین کے لیے نکلے ہیں، اُنہیں کہتے ہیں کہ "یہ بدراہ اور گمراہ لوگ ہیں جنہیں اِن کے دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے"...

دھوکے کا شکار کون ہے اور ایمان و توکل علی اللہ کی بنیاد پر اللہ کے دشمنوں کے سامنے کون کھڑا ہے، یہ حقیقت، ایمانی بصیرت رکھنے والے کسی بھی فرد سے مخفی نہیں ہے... اللہ کے دین کی صفوں میں کون کھڑا ہے اور اعدائے اسلام کے لیے فرنٹ لائن اتحادی کا کردار ادا کرنے والوں کی وکالت کون کر رہا ہے، یہ جاننا اور پہچاننا بھی کچھ مشکل نہیں... اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے لیے دردِ سر کون بنا ہوا ہے اور دین سے بدترین دشمنی اور عداوت کو اپنے سینوں میں پالنے والوں کی جی حضوریاں کن کا وظیفۂ زندگی بن گئی ہیں، دیکھنے والوں کو سب نظر آرہا ہے... اللہ سے صریح بغاوت کی بنیاد پر قائم اس مفسد نظام کی حقیقت کو پہچان کر، اِسے نابود کر دینے کے لیے کون اپنی زندگیاں کھپا اور گھُلا رہا ہے اور اسی نظام کو اسلامی سندیں فراہم کر کے اس کی شیطنت پر جانتے بوجھتے پردے کون ڈال رہا ہے، ایمان والے خوب جان چکے ہیں!

اے علمائے کرام! علومِ وحی و نبوت کے حاملین "مصلحت پسندی، حکمت، صلح جوئی اور امن پسندی" کی تعلیمات سے اس قدر متاثر تو کبھی بھی نہ تھے کہ اُن کے اداروں میں ملک و ملت کو لادینیت کے اندھیروں میں دھکیل دینے والوں آئیں، اُن کی سالانہ تقریبات (جو کبھی ختم بخاری کے بابرکت نام سے منعقد ہوتی تھیں، لیکن روشن خیالی نے اب اُنہیں "سالانہ کانووکیشن" کا روپ دے دیا ہے) میں آئیں، اُن کے سٹیج پر چڑھ کر "واہ واہ" اور "سبحان اللہ" کی صداؤں میں دین اور شریعت کو مشقِ ستم بنا کر روانہ ہو جائیں، اور اُن کے سامنے سیکڑوں علما بیٹھے ہوں لیکن اُن کی ہفوات اور بکواس کو روکنے کی بجائے مسکراہٹیں بکھیرنے اور اغماض کرنے پر ہی قانع رہیں... ایک "موقر و معتبر دینی ادارے" کے ایسے ہی کانووکیشن میں شعیب سڈل (جسے پاکستان میں مجاہدین کو جعلی پولیس مقابلوں میں شہید کرنے کے موجدین میں گردانا جاتا ہے) نے بکواس کی کہ

> "extremisms اور terrorism ہمارے لیے کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے، اگر دیکھا جائے تو شاید ۱۴ سو سال پیچھے چلے جائیں تو وہاں سے ہی شروع ہوتا ہے"۔

غربتِ اسلام کا یہ نظارہ تو اس سے پہلے کبھی اور کہیں نہیں دیکھا گیا... خاکی وردی والوں کا ایسا بھی کیا خوف کہ جو حمیتِ دینی سے ہی محروم کر دے اور جرنیلوں کی ایسی بھی کیا دہشت کہ جو غیرتِ اسلامی کو ہی مار ڈالے!!! آخر اس موقع پر کوئی ایک تو ہوتا کہ جو دین کی غیرت کھانے والا ہوتا اور اِس رذیل کے چہرے پر تھپڑ مار کر اُس کو shut up کال دیتا... لیکن علما کے پورے مجمع میں کوئی ایک آواز بھی نہیں اٹھی اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ایسے خسیس الزام کو سب ہی نے ٹھنڈے پیٹوں برداشت کر لیا... اتنی گراوٹ اور ایسی پستی کی صرف اور صرف ایک ہی وجہ سمجھ آتی ہے کہ اِن علما کے نزدیک اصل اہمیت فوجی بیانئے کی ہے نا کہ دین محمد علی صاحبہا السلام کی! فوج اور اُس کے اداروں کا خوف، اُن کی ٹیکنالوجی اور اسلحے کا رعب، اُن کے کروفر اور میلوں پر پھیلے کنٹونمنٹس نے ہی نظریں ایسی خیرہ کی ہیں کہ اب دل و دماغ میں دین کی عظمت و رفعت بیٹھتی ہی نہیں بلکہ دروں خانۂ نہاں بھی فوج ہی کی ہیبت و رعب بیٹھ چکی ہے... اس تقریب کے بعد مذکورہ "دینی ادارے" ہی سے وابستہ علما اور چند دیگر علما کو پاکستانی بحری فوج کے سربراہ نے کھلے سمندر میں وار شپ کے دورہ پر مدعو کیا تو بحری

جہاز کے عرشے پر کھلے سمندر میں 'جنگی تیاریاں' دیکھ کر یہ سب کے سب مبہوت ہو گئے۔ اِن میں سے ایک عالم صاحب نے جمعہ کے تقریر میں اس دورے کی کارگزاری بیان کی، اُس روداد میں سے چند جملے یہ ہیں:

> ''نیول چیف کا بہت بڑا عہدہ اور مقام ہے، اور انوائٹ کس کو کیا اُنہوں نے؟ علما کو! اور اتنا پروٹوکول دیا، اس پروٹوکول سے ایک بات کا تو اندازہ ہو گیا کہ ہماری فورسز پر جو سیکولر اور لبرل ہونے کا جو الزام لگایا جاتا ہے یہ الزام سو فی صد غلط ہے! اگر ہماری فورسز لبرل یا سیکولر ہوتیں تو علما کو اتنا پروٹوکول نہ دیتیں''

حضرات! آپ ''زبردست پروٹوکول'' سے ہی موم ہو گئے... ذرا سی تھپکی دی گئی، ''مولانا مولانا'' کہہ کر مخاطب کیا، ہنس کو دو لفظ بول دیے، بحری جہاز کے عرشے پر چار رکعت پڑھنے کی اجازت دی اور آپ اُن کی محبت و وارفتگی میں دیوانہ وار جھومنے لگے اور اُن کے قصیدے پڑھنے اور تقدس بیان کرنے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کو استعمال کرنے لگے! اور صاف اعلان کر دیا کہ پاکستانی فوج کے جرنیل لبرل اور سیکولر نہیں ہیں... سبحان اللہ! دنیاوی کر و فر سے آپ مرعوب ہوئے ہیں، بحری بیڑوں اور جنگی مشقوں اور ٹیکنالوجی و جدید ہتھیاروں کا ایسا رعب ہے کہ آنکھوں کی پتلیاں ہی پلٹ گئی ہیں بلکہ صرف آنکھوں کی پتلیاں نہیں دماغ کی چولیں بھی ہل گئی ہیں... آپ جنہیں سیکولر و لبرل ازم سے پاک صاف و منزیٰ قرار دے رہے ہیں کیا یہ وہی نہیں جو صلیبی لشکروں کے صف اول کے اتحادی ہیں؟ کیا یہ بھی اِن کے خلاف محض ایک ''تاثر'' ہی ہے؟ نہیں جناب! یہ محض تاثر نہیں بلکہ ان کے ہاں فخر و مباہات ہے، یہ خود گردنیں اکڑا کر اسے تسلیم کرتے ہیں اور دنیا سے اسے منوانے کے ہر جتن کرتے پھرتے ہیں۔ سیکولر ازم اور لبرل ازم سے پاک کیا یہ وہی نہیں ہیں جو دنیائے کفر کے امام، ہبلِ عصر امریکہ سے اعلیٰ ترین عسکری تمغہ اپنے سینوں پر سجاتے ہیں؟؟؟ کچھ تو خوف خدا کیجیے حضرات؟ کیا بحر بے کراں اور تاحدِ نگاہ پھیلے سمندروں کو پیدا کرنے والا رب زیادہ قوی ہے یا ان سمندروں پر تیرتے یہ چھوٹے موٹے کھلونوں پر اِترانے اور ان کے دورے کروا کر آپ کو اپنی طاقت و ہیبت سے مرعوب کروانے والے زیادہ قوی ہیں؟ اگر اللہ جل جلالہ کا ایک حکم ہو تو کیا ان سمندروں میں تیرتے ان بحری بیڑوں اور جنگی جہازوں کو اِنہی سمندروں کی تہوں میں غرق ہونے سے کوئی روک سکتا ہے؟ بالکل بھی نہیں! واللہ یہ اللہ کی طاقت، قوت اور جبروت کے سامنے چند سیکنڈ کی مار بھی نہیں ہیں!... یہ سب جانتے ہوئے بھی اللہ کا ڈر، رب کا خوف، مالک کی خشیت، اُس کے سامنے پیش ہونے کے لمحہ کا خوف... کچھ بھی تو آپ کے دلوں میں جگہ نہ بنا سکا... ہاں! صلیبی غلاموں کی ہیبت نے آپ کے قلوب میں گھر کر لیا اور اُن کی جھوٹی عظمت کے سامنے آپ کے سر جھک گئے...

یہ سب ''پیغامِ پاکستان'' کے اثرات اور کمالات ہیں جو دھیرے دھیرے ہویدا ہو رہے ہیں... یہ اثرات اور کمالات مختلف جگہوں پر اور مختلف اوقات میں مختلف طرح سے ظاہر ہو رہے ہیں لیکن لب لباب سب کا یہی ہے کہ پاکستانی فوج کی تمام خباثتوں اور دین و شریعت سے ہمہ پہلو غدر و خیانت کے باوجود اس کی تقدیس کا پہاڑا پڑھا جائے اور اِس کے خلاف کلمۂ حق کہنے والوں اور اس کے خلاف عملاً کھڑا ہونے والوں کا ہر ممکن طریقہ سے ناطقہ بند کیا جائے... صاف اور سیدھے لفظوں میں یہ سب کچھ صلیبی چاکری کا ہی حصہ ہے... ایک صلیبی چاکری وہ ہے جو پاکستانی فوج پچھلے سترہ سال سے کر رہی ہے اور صلیبی چاکری کی دوسری قسم یہ ہے جو ''پیغامِ پاکستان'' کے نام سے شروع کی گئی ہے... کیا ''پیغامِ پاکستان'' کی تسبیح پڑھنے والوں کو اور جمعہ کے خطبات اس پیغام کے لیے وقف کرنے کی اپیل کرنے والوں کو خبر ہے کہ ۸ مئی کو شمالی وزیرستان کے صدر مقام میران شاہ میں ایجنسی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ڈانس پارٹی منعقد کی گئی جس میں طوائفوں، ہیجڑوں اور گویوں نے اپنے ''فن'' کا مظاہرہ کیا... اسے ''طالبان سے آزادی کا جشن'' قرار دیا گیا... یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ پاکستانی فوج نے سوات اور مالاکنڈ ڈویژن ''فتح'' کرنے کے بعد بھی ناچ گانے اور بدکاری کی ایسی ناپاک سرگرمیوں اور ''امن میلوں'' کا کھل کر بندوبست کیا اور اسے ''طالبان کے خلاف فتح'' کا عنوان دیا...

اے علمائے کرام! یہ ہے ''پیغامِ پاکستان'' کا ''اصل پیغام''... ایک مذہبی بزرجمہر نے اسی ''پیغامِ پاکستان'' کی تقریب رونمائی کے موقع پر ایوانِ صدر میں کھڑا ہو کر کہا تھا کہ ''میرے خواب میں سیدنا آدم علیہ السلام آئے اور پوچھا کہ کیا چاہتے ہو؟ تو میں نے کہا کہ امن چاہتا ہوں۔ فرمایا کہ اُس کے لیے انتظار کرنا ہو گا''۔

نعوذ باللہ ‘کیا یہ وہ ”امن“ ہے جس کا وعدہ سیدنا آدم علیہ السلام نے کیا تھا؟ اے علمائے دربار و سرکار! کہاں بہکے جاتے ہو اور گمراہی و ذلت کے گڑھوں میں گر کر قوم اور ملت کو بھی کیوں اِنہی گڑھوں میں کھینچنے پر تُلے بیٹھے ہو؟!

آپ کے ”پیغامِ پاکستان“ میں ہی لکھا ہے نا کہ ”جہاد ریاست کے ذمہ فرض ہے“... چلیں اپنی ریاست کو جہاد کے لیے نفیرِ عام کرنے پر ابھاریں کہ اسرائیل نے صرف چند گھنٹوں میں غزہ میں ۵۲ فلسطینی مسلمانوں کو شہید اور اڑھائی ہزار سے زائد کو زخمی کر دیا ہے۔ اسی قتلِ عام کے دوران امریکی صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی بیٹی نے بیت المقدس میں امریکی سفارت خانے کا باقاعدہ افتتاح کیا... کیا ایسے حالات میں بھی جہاد فرضِ عین نہیں ہوا؟ کیا اندوہ ناک سانحات کے رونما ہونے اور بیت المقدس کو زمین بوس کرنے کی صیہونی سازشوں کو منطقی انجام تک پہنچتے دیکھ کر بھی آپ کے پاس اپنی ”اسلامی ریاستوں“ اور ”اسلامی افواج“ کے لیے نفیرِ عام کا فتویٰ نہیں ہے؟ حقیقت یہی ہے کہ یہ افواج اور یہ ریاست نہ اسلامی ہیں اور نہ ہی اِنہوں نے جہاد جیسی فرض عبادت کو کبھی ادا کرنا ہے! یہ کفر کے لشکروں کی میمنہ، میسرہ، قلب، سب کچھ بنیں گی اور دھڑلے اور فخر سے بنیں گی!... راحیل شریف کی قیادت میں یہ ۳۶ ممالک کی فوجیں مل کر بیت المقدس اور حرمین کی حفاظت کے لیے نہیں ایک قدم بھی نہیں بڑھائیں گی بلکہ اُن مجاہدین اور ”شدت پسندوں“ کے خلاف اپنی ساری طاقت جھونکیں گی جو سرزمینِ حرمین اور بیت المقدس کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر کے میدانوں میں کفریہ افواج کے مقابل موجود ہیں!

اے علمائے کرام! یہ بھی یاد رکھیے کہ یہ افواج اور یہ نظام کبھی آپ کو معاف نہیں کریں گے... آپ اس کا ادراک کریں یا نہ کریں لیکن حقیقت بہر حال یہی ہے کہ یہ غربا مجاہدین آپ کا دفاعی حصار ہیں اور آپ ہیں کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی ہی دفاعی حصار کو توڑنے کے درپے ہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ دفاعی حصار ٹوٹ گیا تو یاد رکھیے اور کہیں لکھنا چاہیں تو لکھ رکھیے کہ یہ نظام اور اس کے کرتا دھرتا آپ کو ہرگز ہرگز معاف نہیں کریں گے... آپ میں سے ایک ایک کو پکڑا جائے گا اور سرِعام ذبح کیا جائے گا... آپ کے ایک ایک مدرسہ کو قفل چڑھایا جائے گا... آپ کے دستار اور داڑھیوں تک ان خبثا کے ناپاک ہاتھ لازماً پہنچ کر رہیں گے! یہ کوئی فرضی اور ہوائی کہانیاں یا اَن ہونی باتیں نہیں ہیں... بلکہ لال مسجد اور جامعہ حفصہ کی شکل میں، ہنگو میں مولانا محمد امین اورکزئی رحمہ اللہ کے مدرسہ پر بم باری اور اُن کی شہادت کی صورت میں، خیبر ایجنسی میں تبلیغی مرکز پر بم باری کی شکل میں، قبائل میں تاک تاک کر نشانہ بنائے اور کھنڈر بنائے گئے ہزارہا مدارس و مساجد کی شکل میں، مالاکنڈ میں درجنوں بزرگ علمائے دین کو سڑکوں پر گھسیٹ گھسیٹ کر شہید کرنے کی صورت میں، مفتی نظام الدین شامزئی، مولانا ولی اللہ کابلگرامی، شیخ نصیب خان، غازی عبد الرشید رحمہم اللہ سمیت لاتعداد علمائے حق کی پاکستانی فوج اور اس کے خفیہ اداروں کے ہاتھوں شہادت کی صورت میں، جامعہ تعلیم القرآن کو جلا کر خاکستر کر دینے اور آئی ایس پی آر کی طرف سے اس کا الزام بھی روافض کی بجائے آپ ہی کے سر ڈال دینے کی صورت میں اس کا مشاہدہ آپ بہت بار کر چکے ہیں...

اے علمائے کرام! یہ طرزِ تخاطب و کلام آپ پر لازماً گراں گزرتا ہو گا، کیونکہ یہ آپ کے حقیقی مقام و مرتبہ سے مطابقت نہیں رکھتا اور یقیناً آپ کے ہاں یہ سوءِ ادب کے زمرہ میں آتا ہو گا... لیکن ہم نہ آپ کے ادب و احترام میں کسی قسم کی کوئی کمی چاہتے ہیں اور نہ ہی آپ کے عزت و عظمت کو کسی طور گھٹانا چاہتے ہیں... ہم تو چاہتے ہیں کہ آپ مسلمانوں کے درمیان عزت و اکرام کے اعلیٰ ترین مناصب پر فائز رہیں، ہماری تو دلی آرزو ہے کہ آپ دنیا بھر میں اللہ کے دین کی مظلومیت اور اس کے اسباب پر توجہ فرماتے ہوئے ہر طرح کے خوف اور لالچ سے بے نیاز ہو کر ڈنکے کی چوٹ پر احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا فریضہ سرانجام دیں اور شریعتِ اسلامیہ کی عظمت کو قائم کرنے واسطے امت کی رہ نمائی کے لیے نکلیں، ہماری تو شدید ترین خواہش ہے کہ کفر، طاغوت اور باطل کے خلاف ہر ہر میدان میں آپ کے سرکردگی اور رہ نمائی میں ہم معرکہ آرائیاں کریں اور کفر کو مغلوب اور اسلام کو غالب کرنے کی شرعی جدوجہد میں آپ کی ہر طرح کی اطاعت کرتے ہوئے اپنی جانیں واریں! پس آپ آگے آئیے! اپنے مدارس کے طلبہ کو طالبان بنائیے، اس باطل نظام کو کوئی رعایت دیے بغیر جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے میدان سجائیے، صلیبی گماشتوں کی طرف داری اور وکالت کرنے کی بجائے ‘مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ کی مثل ‘اُن کے خلاف جہاد کا فتویٰ دیجیے! پھر آپ اپنے اِن مجاہدین بیٹوں کو اپنے دائیں بائیں، آگے پیچھے حفاظت پر مامور پائیں گے اور اپنی رہ نمائی میں جہادی صفیں ترتیب دیتا دیکھیں گے، ان شاء اللہ!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زندگی کا گوشوارہ

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

اَلْحَمْدُ للهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِيْنُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاتِ أَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّه فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَنَشْهَدُ أَنْ لاَّ إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَنَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ صَلى الله عليه وسلم وعلى آله وصحبه أجمعين .اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَّ اتَّقُوْا اللهَ اِنَّ اللهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (الحشر:١٨)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو، اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کل (قیامت) کے لیے کیا بھیجا ہے؟ اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تمہارے سب اعمال سے باخبر ہے"۔

مقصدِ زندگی:

نیا سال ۱۴۰۵ ہجری شروع ہو چکا ہے اپنی عمر کے قیمتی لمحات کے بارے میں غور و فکر کریں، انسان کو اپنی زندگی کے بارے میں سوچنا چاہیے کہ یہ کدھر جارہی ہے؟ یہ قدم جنت کی طرف اُٹھ رہے ہیں یا جہنم کی طرف؟ جن کے دل میں کچھ فکر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کس مقصد کے لیے بھیجا ہے؟ وہ اپنے مقصدِ زندگی کو نہیں بھولتے، سوچتے ہیں کہ مالک کی رضا کس میں ہے؟ کیا کرنا چاہیے؟ اور آخرت جو صحیح معنوں میں وطن ہے وہ بگڑ رہی ہے یا سنور رہی ہے؟ یہ فکر ہر انسان کو ہونی چاہیے اپنی زندگی کا کچھ تو حساب و کتاب کیا جائے کہ گزرے ہوئے سال میں کیا کمایا کیا گنوایا؟ ایک سال کی مدت بہت طویل ہوتی ہے، سارے تغیرات اور موسم سب کچھ ایک سال میں گزر جاتا ہے، کوئی چیز باقی نہیں رہتی، سال میں چاند ستاروں کے علاوہ آفتاب بھی اپنی گردش پوری کرلیتا ہے، آفتاب کیش کئی قسم کی ہے، اس کی تفصیل بیان کرنے کی اس وقت فرصت نہیں، بہر حال ایک سال میں ہر قسم کی گردش مکمل ہو جاتی ہے، مختلف سمتوں سے مختلف قسم کی ہواؤں کا دور ہر قسم کی نباتات کی پیدائش، تمام کائنات میں مزاجوں کے تغیرات اور ہر جاندار مخلوق کے انقلابات کا دور ایک سال میں پورا ہو جاتا ہے۔ اسی لیے جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو ایک سال کے بعد اس کی سالگرہ مناتے ہیں، پھر دوسرے سال پھر سالگرہ، اسی طرح ہر سال سالگرہ مناتے رہتے ہیں، سالگرہ منانا ہے تو بہت بری بات مگر اس سے کچھ سبق تو حاصل کیا کریں، کہ سالگرہ منانے والوں کا نظریہ کیا ہے؟ وہ کیوں مناتے ہیں؟ اس لیے کہ سال کی مدت بہت طویل مدت ہے، بچہ ایک سال گزرنے کے بعد ابھی تک موجود ہے مرا نہیں، اس پر خوشی مناؤ۔ حالانکہ جس نے نعمتیں عطا فرمائیں اس کو خوش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، مگر کرتے ہیں الٹا کام کہ اس کو ناراض کرتے ہیں۔ بس جہاں محرم کا مہینہ شروع ہوا تو سمجھ لیں کہ نیا سال شروع ہو گیا۔ سوچیں، غور و فکر کریں کہ گزشتہ محرم سے لے کر اس محرم تک پورا ایک سال گزر گیا، مگر آخرت کے لحاظ سے گزشتہ محرم میں جہاں تھے اب بھی وہی ہیں یا ایک آدھ قسم آگے بھی بڑھے ہیں؟ اگر سارا سال گزر گیا مگر حالت میں ذرہ برابر انقلاب نہیں آیا تو کتنے بڑے خسارہ کی بات ہے۔ کوئی شخص کمانے کے لیے بیرون ملک گیا، جتنی جمع پونجی لے کر گیا تھا سال گزرنے کے بعد وہیں کا وہیں رہا، کچھ بھی نہیں کمایا تو کتنی محرومی اور بدنصیبی کی بات ہے۔ سوچیں کہ گزشتہ سال میں کتنے لوگ زندہ تھے اور اب کتنے لوگ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اس طرح سب کو ایک دن اس دنیا سے جانا ہے۔ ایک ایک لمحہ بہت قیمتی ہے۔ اس سال جب محرم کا چاند نکلا، اس وقت تو اس کی طرف زیادہ توجہ نہیں ہوئی لیکن جب کسی تحریر پر ۱۴۰۵ ہجری لکھتا ہوں تو شدت سے احساس ہوتا ہے کہ کل تو لکھتا رہا ۱۴۰۴ ہجری اور آج ہو گئی ۱۴۰۵ ہجری۔ یہ دیکھ کر دل دہل جاتا ہے، جسم پر سکتی طاری ہو جاتا ہے اور تھوڑی دیر کے لیے قلم ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے۔ تین چار روز تک یہی حالت رہی کہ سال گزر گیا اور ہماری حالت کا کیا کچھ بنایا نہیں بنا؟ پھر الحمد للہ! یہ سوچ یہی تک محدود نہیں، خیال ہوا کہ ۱۴۰۵ ہجری سے پہلے ۱۳۰۵ ہجری میں کیا ہوا؟ اور ۱۲۰۵ ہجری میں کیا ہوا؟ ایک سال کیا یہاں تو صدیاں گزر گئیں، زمانہ کس تیز رفتاری سے گزرتا چلا جارہا ہے، مگر غفلت کی آنکھ بیدار نہیں ہوتی۔ سوچیں اپنے ابا، دادا، پردادا کو کہ ان کی پیدائش کے وقت ان کے والدین اور رشتہ دار خوشیاں منارہے تھے اور سالوں پر گرہیں لگاتے تھے مگر ساری گرہیں ٹوٹ گئیں، کوئی رہی نہیں۔ اور سب اس دنیا سے چلے گئے۔ آپ بھی ہزاروں سالگرہیں منالیں، کوئی رہے گی نہیں! اور سب ٹوٹ جائیں گی۔ اسی طرح شادیوں کا نتیجہ آخر میں کیا رہا؟ اگر آخرت کو نہیں بنایا تو یہ دنیا کی سب شادیاں مہنگی پڑیں اور برباد ہو گئیں، کہاں گئیں یہاں کی شادیاں؟ جب اولاد کی شادی ہو تو سوچنا چاہیے کہ کسی روز ہماری بھی شادی ہوئی تھی۔ میں تو اپنی شادی تک ہی نہیں، حضرتِ آدم علیہ السلام کی شادی تک سوچتا ہوں کہ کسی روز ان کی بھی شادی ہوئی تھی۔

؎ گزر گئی گزران کیا جھونپڑی کیا میدان

کچھ باقی نہیں رہا، اگر باقی رہے گا تو وہ اعمال صالحہ جو آخرت کی شادی میں کام آئیں گے۔

ان سب باتوں کو سوچا کریں، سوچنا تو روزانہ چاہیے مگر کم سے کم ہر سال کی ابتدا میں تو سبق حاصل کر لیا کریں کہ ایک سال گزر گیا لیکن اب بھی وہیں کھڑے ہیں جہاں گزشتہ سال تھے یا کچھ آگے بھی بڑھے؟ آگے بڑھنے کا یہ مطلب ہے کہ سال بھر میں اگر ایک گناہ بھی چھوٹ گیا جب بھی کچھ تو آگے بڑھے۔ اور اگر یہ حالت ہے کہ گزشتہ محرم کی ابتدا

میں جتنے گناہ تھے، آج بھی اتنے ہی ہیں، ایک بھی گناہ نہیں چھوٹا تو بڑے خسارے کی زندگی گزری۔ کچھ فکر کرنی چاہیے کہ آخر ایک روز مرنا ہے، کب تک زندہ رہا ہے!

تجارت آخرت کا گوشوارہ:

دنیوی تجارتوں میں جہاں سال ختم ہونے کو آتا ہے نفع اور خسارہ کا حساب لگایا جاتا ہے، گوشوارے تیار کیے جاتے ہیں، تاجر لوگ نفع اور خسارہ کا حساب کیسے لگاتے ہیں؟ وہ اس طریقہ سے کہ سال کے اندر اگر ایک کروڑ کے نفع کی امید تھی اور نفع ہوا ۷۵ لاکھ تو یوں کہتے ہیں کہ ۲۵ لاکھ کا نقصان ہوا۔ یہ ناشکر ابندہ یہ نہیں کہتا کہ ۷۵ لاکھ کا فائدہ ہوا۔ نفع کو بھی خسارہ ہی بتاتا ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انس ایک تاجر ہر سال نقصان ہی بتاتا تھا، ایک بار انہوں نے پوچھا کہ اگر ہر سال نقصان ہوتا رہتا ہے تو اب تک آپ کا کباڑا ہو جاتا، آپ کی ساری تجارت ہی ختم ہو جاتی، لیکن یہ تو روز بروز ترقی پر ہے، یہ کیسا نقصان ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ تاجروں کی اصطلاح نہیں سمجھتے، یہ شروع سال میں تخمینہ لگاتے ہیں کہ آیندہ سال میں اتنا نفع ہونا چاہیے، اس تخمینہ سے جو کم ملا اسے یہ لوگ خسارہ کہتے ہیں۔ ناشکرا انسان دنیوی نفع کو بھی نقصان شمار کرتا ہے اور آخرت کے نقصان کو تو شمار ہی میں نہیں لاتا، کبھی اس کا گوشوارہ ہی تیار نہیں کرتا۔

دعا کر لیجیے اللہ تعالیٰ آخرت کے حساب وکتاب کے گوشوارے بنانے کی توفیق عطا فرما دیں، گوشوارہ پر ایک بات یاد آ گئی "گوش" کے معنیٰ ہیں "کان"۔ یہ دین کی باتیں جو آپ کے کانوں میں پڑ رہی ہیں وہ آپ لوگوں کے گوشوارے بن رہے ہیں۔ یااللہ! کانوں میں پڑنے والی اپنی باتیں دلوں میں اتار دے۔

دو مبارک دعائیں:

یہ دونوں دعائیں یاد کر لیں، اللہ تعالیٰ سے مانگا کریں، ان کا دائمی معمول بنا لیں۔

پہلی دعا:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ مَسَامِعَ قَلْبِیْ لِذِکْرِکَ

"یااللہ! میرے دل کے کان اپنے ذکر کے لیے کھول دیجیے"۔

جب تیرا ذکر ہو خواہ میں ذکر کروں یا کوئی دوسرا کرے تو میرے دل کے کان کھل جائیں اور ذکر کانوں سے گزر کر دل میں اتر جائے۔

یہ دعا یاد کر لیں، اگر عربی الفاظ یاد نہ رہیں تو مفہوم ہی یاد رکھیں۔ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ یااللہ! تیرے اذکار سر کے کانوں سے ہوتے ہوئے دل کے کانوں میں اتر جائیں۔

دوسری دعا:

اَللّٰھُمَّ افْتَحْ اَقْفَالَ قَلْبِیْ بِذِکْرِکَ

یااللہ! اپنے ذکر کی چابی سے میرے دل کے تالے کھول دیجیے"۔

جب انسان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو دل پر تالے پڑ جاتے ہیں۔ یااللہ! اپنے ذکر کی توفیق عطا فرما اور دل پر جو غفلت کے تالے پڑے ہیں انہیں ذکر کی برکت سے کھول دے۔

تریاقِ منکرات:

ہر شخص کو اپنے بارے میں روزانہ سوچنا چاہیے کہ اسنے اپنی آخرت کا گوشوارہ کتنا بنایا؟ یہ ہر قسم کی نافرمانیوں سے بچنے کے لیے تریاق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ لْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (الحشر: ۱۸)

اس آیت میں تقویٰ کے حکم کے ساتھ اس کو حاصل کرنے کا نسخہ بھی ارشاد فرما دیا کہ آخرت کے بارے میں سوچا کریں۔

یااللہ! تو اپنی رحمت کے صدقہ میں سب کو اپنی آخرت کے گوشوارہ کے بارے میں سوچنے کی توفیق عطا فرما۔ کچھ سوچنا تو چاہیے کہ یہ زندگی آخرت کے اعتبار سے کیسی گزر رہی ہے؟ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جیسے جیسے زمانہ دور ہوتا چلا جا رہا ہے، برکت اٹھتی چلی جا رہی ہے۔ پچھلے محرم سے اس محرم تک ایک سال گزر گیا تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے ایک سال اور دور ہو گئے۔

طلبِ رحمت کا طریقہ:

اس لیے یہ دعا کرنی چاہیے کہ یااللہ! تیری رحمت کمزوروں کی طرف زیادہ متوجہ ہوتی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوری کی وجہ سے ہم تیری رحمت کے زیادہ مستحق ہیں، تو ہماری مدد فرما۔ سب کو اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا چاہیے۔ مجھے ایک نماز میں خیال آیا کہ یا اللہ! میں سب سے زیادہ عاجز و ناقص ہوں، اس لیے رحمت کا سب سے زیادہ تو میں ہی مستحق ہوں۔ اس کو اس مثال سے یوں سمجھیں کہ ماں کے سامنے تین چار بچے ہوں، ایک ان میں سے نجاست سے بھرا ہوا ہے، عاجز ہے، کمزور ہے اور دوسرے بہتر حالت میں ہیں، تو ماں کی شفقت اس کی طرف متوجہ ہو گی جو کمزور اور گندہ ہے۔ جب انسان کا یہ حال ہے تو یا اللہ! تیری رحمت کو مجھ پر کیسے جوش نہ آئے گا؟ یااللہ! اس دوری کا صدقہ اس عاجزی، کمزوری اور ضعف کا صدقہ تیری رحمت کے ہم زیادہ مستحق ہیں۔ تو رحم فرما، دستگیری فرما۔ نفس، شیطان، برے معاشرے اور ماحول کے مقابلے میں ہماری مدد فرما۔ یااللہ! تیرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے دور ہیں مگر تجھ سے دور نہیں، تو ہمارے ضعف اور عاجزی کے مطابق ہمارے ساتھ رحم کا معاملہ فرما۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

ثناء ودعا

شیخ خالد الحسینان رحمہ اللہ

الحمدالله رب العالمين حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه ، واشهد ان لااله الا الله وحده لا شريک له واشهد ان محمدا عبده ورسوله اما بعد !

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک بدّو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھائیں کہ جس سے میں اپنے پروردگار سے سوال کروں۔ تو معلّمِ بشریت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے کیا فرمایا؟ فرمایا:

قل لا إله إلا الله وحده لا شريك له الله أكبر كبيرًا والحمد لله كثيرًا وسبحان الله رب العالمين ولا حول ولا قوة إلا بالله العزيز الحكيم

"آپ کہو اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو اکیلا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ بہت ہی بڑا ہے۔ اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیئے ہیں بہت زیادہ۔ اور اللہ پاک ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور نیکی کرنے اور برائی سے بچنے کی طاقت وقوت نہیں مگر اللہ (کی مدد) سے جو غالب حکمت والا ہے"۔

تو اس بدّو نے کہا کہ:

يا رسول الله هذه لربي

"یہ تو میرے پروردگار کے لیے ہیں"۔

اور حقیقت میں یہ تمام کلمات اللہ جلّ وعلیٰ کی ثناء، تمجید، تعظیم، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تقدیس پر مشتمل ہیں۔ اور کیا ہی خوب صورت اور کتنی عظیم بات ہے کہ ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ثناء خود اللہ سے یعنی اُس کی کتاب کریم سے یا اُس کے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے سیکھیں۔ لہٰذا بہت سی آیات ایسی ہیں کہ جن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ثناء ہے۔

بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضِ

"وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے"۔

وَإِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ

"اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے، اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ "ہو جا" اور وہ ہو جاتی ہے"۔

قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ اللهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ

"کہو، اللہ یکتا ہے، اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے"۔

اللّٰهُ لاَ إِلَـٰهَ إِلاَّ هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

"اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی، جو نظام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، حقیقت میں اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے"۔

یہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ثناء ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وہ آیات ہیں کہ جن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اپنی پہچان کروا رہا ہے۔ اور اسی طرح رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اپنے پروردگار سبحانہ وتعالیٰ کی ثناء بیان کرتے ہیں اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو جامع کلمات دیے گئے۔ لہٰذا یہاں ہمارے رسول علیہ الصلاۃ والسلام جانتے ہیں کہ بدّو کیا چاہتا ہے لیکن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اُس بدّو کی تربیت اس طرح کرنا چاہتے ہیں کہ اُسے یہ سکھائیں اور بتائیں کہ اپنے پروردگار سے کچھ مانگنے سے پہلے اُس کی ثناء بیان کرو، سو دیکھیے یہ تمام کلماتِ ثناء ہیں۔

لا إله إلا الله وحده لا شريك له

"نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ وہ اکیلا ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے"۔

اللہ اکبر۔ یعنی یہاں توحید اُلوھیت کے دلائل ہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اکیلا اس بات کا مستحق ہے کہ اُس کی عبادت کی جائے۔

الله أكبر كبيرًا اللہ ہر چیز سے بڑا ہے اپنی ذات، اپنی صفات، اپنے افعال، اپنے علم کے لحاظ سے۔ والحمد لله كثيرًا اللہ کی تعریف کم نہ کیجیے بلکہ بہت زیادہ۔ وسبحان الله رب العالمين اللہ کی پاکیزگی۔ ولاحول ولا قوة إلا بالله

پھر اللہ کے دو ناموں کے ساتھ ثناء ختم کی۔

العزيز الحكيم "العزیز یعنی غالب اور الحکیم یعنی وہ اللہ کہ جس کی حکمت پہنچی ہوئی ہو"۔

شریعت میں حکمت ہے، اس کی شریعت سب کی سب حکمت ودانائی اور مصلحت سے عبارت ہے۔ اسی طرح اس کی تقدیر حکمت۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کوئی بھی فیصلہ کرتا ہے، تو اس فیصلے میں بھلائی ہوتی ہے۔

لہٰذا نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم، اسے (بدّو کو) اپنے رب کی ثناء سکھانے کے بعد فرمایا۔ سبحان اللہ! یہ سورہ فاتحہ کی مانند ہے۔ سورۃ فاتحہ کے شروع میں ثناء ہے جب کہ اُس کے آخر میں دعا۔

الْحَمْدُ للّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ الرَّحْمـنِ الرَّحِيمِ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ

پہلی تین آیاتِ فاتحہ پوری کی پوری اللہ کی ثناء ہیں۔ پھر آخری تین آیات پوری کی پوری دعا ہیں۔

اهدِنَا الصِّرَاطَ المُستَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنعَمتَ عَلَيهِمْ غَيرِ المَغضُوبِ عَلَيهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ

تو یہاں ثناء کے بعد دعا ہے۔ اسی طرح سورۃ فاتحہ آغاز ثناء اور اس کا آخر دعا ہے۔
پھر اس بدّو کو ثناء سکھانے کے بعد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے دعا سکھائی۔ اب دعا سکھاتے ہیں۔ اوراحبابِ کرام! اس حدیث کی مناسبت سے ایک مسلمان یہ کلمات اپنے سجدوں میں بھی کہہ سکتا ہے۔ حتیٰ کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے (کتاب الأذکار) میں فرمایا کہ:

"یہ وہ اذکار اور دعائیں ہیں کہ جنہیں انسان ہر وقت پڑھ سکتا ہے"۔

آپ اس ذکر اور دعا کو ہر وقت اپنے سجدوں میں جاتے آتے وقت، ہر وقت، دن رات پڑھ سکتے ہیں۔ لہٰذا اللہ کی ثناء بیان کرنے کے بعد اب آپ سوال کریں۔ تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے سکھایا کہ پہلے کلمات تمام کے تمام اللہ کی ثناء، تقدیس و تعظیم کے ہیں۔ میں تو اپنے لیے کچھ چاہتا ہوں یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:

قل اللهم اغفرلي وارحمني واهدني وارزقني۔ اور بعض روایتوں میں ہے (وعافني)۔

میرے احبابِ کرام! اس حدیث کا حاصل کیا ہے؟
رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان عجیب اور عظیم چار کلمات کا نچوڑ بیان کیا ہے۔ ہمیں ہمیشہ انہیں دہراتے رہنا چاہیے۔ (اللهم اغفر لي وارحمني واهدني وارزقني)۔ لیکن اللہ کی ثناء بیان کرنے کے بعد یہ کلمات پڑھیں۔ نبی علیہ الصلاۃ والسلام نے واضح کیا کہ (اگر آپ ان کلمات کو ہمیشہ پڑھتے رہیں گے، تو ان سے تمہاری دنیا وآخرت اکھٹی ہو جائے گی)۔ یہ نچوڑ ہے اُس دعا کا۔
اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ

فقد ملأ يديه خيرًا

"اُس شخص نے دونوں ہاتھوں میں بھلائی بھر لی"۔

یہ بات رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُس بدّو کے جانے کے بعد کہی جو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھنے آیا تھا، تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ :

فقد ملأ يديه خيرًا

"اُس شخص نے دونوں ہاتھوں میں بھلائی بھر لی"۔

لہٰذا جو کوئی بھی اس ثناء ودعا کو پڑھتا رہے گا، تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بہت بڑی بھلائی بھر لے گا اور اس کے لیے دنیا وآخرت اکٹھی ہو جائیں گی اور یہ دعا جامع دعاؤں میں شامل ہوتی ہے۔ لہٰذا پانچ کلمے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ثناء ہیں اور پانچ کلمے دعا ہیں

(اللهم اغفر لي) اور مغفرت۔ ستر پوشی اور معاف کرنا ہے۔
یعنی آپ اللہ تعالیٰ سے سوال کر رہے ہیں کہ وہ آپ کو بخش دے اور آپ کے عیبوں پر پردہ ڈالے اور یہ کہ وہ آپ کو معاف کر دے اور وہ آپ کی پکڑ نہ دنیا میں کرے اور نہ آخرت میں اور نہ قبر میں۔
(اللهم اغفرلي واهدني)
یعنی اے رب! میرے تمام دنیاوی واُخروی مالمات میں رہنمائی کر۔ میری سوچ، میرے مؤقف اور میرے معاملات میں میری رہنمائی کر۔
(وارحمني)
یعنی دنیا اور آخرت میں مجھ پر رحم فرما۔
اور جس پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا وآخرت میں رحم فرمادیا، تو اُسے بہت بڑی کامیابی مل گئی۔
(واهدني) کی شرح ہم نے کر دی۔
(وارزقني)
رزق کی دو قسمیں ہیں۔ ایک رزقِ عام ہے جو کہ تمام مخلوق، مؤمن، کافر، بشر، غیر بشر سب کے لیے ہے اور وہ رزق ہے کھانے پینے اور نکاح وغیرہ کا ہے۔ جب کہ ایک رزق خاص ہے جس کے بارے میں اپنے رب سے دعا کے وقت انسان بہت کم سوچتا ہے یعنی جب یہ کہتا ہے کہ (اللهم ارزقني) یعنی مجھے ایمان کی حقیقت عطا فرمادے، مجھے خشوع کی حقیقت، سچّائی کی حقیقت، اخلاص کی حقیقت، توکّل کی حقیقت عطا کر۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ آپ کو سچّا ایمان نصیب کر دے۔
لہٰذا احباب کرام! ہمیں چاہیئے کہ ہم اس ثناء کو اس دعا کے ساتھ حفظ کر لیں۔ اور یہ (حصن المسلم) کتاب کے آخر میں موجود ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی پوچھے کہ مجھے یہ دعا کہاں ملے گی۔ یہ آپ کو (حصن المسلم) کتاب میں ملے گی۔ میں نے (حصن المسلم) اس لیے کہا کہ یہ اکثر لوگوں کے پاس موجود ہوتی ہے۔ رہی حدیث، تو اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کو یاد کر لیں اور اسے ہمیشہ دہرائیں اپنے سجدوں میں، اپنے آنے جانے کے وقت، ہر وقت۔ اس میں بہت بڑا فائدہ ہے اور اس میں دنیا آخرت کی خیر و برکت ہے۔
میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جو رب عرشِ عظیم کا مالک ہے کہ وہ مجھے اور آپ کو اپنی پسندیدہ اور رضا کے کاموں کی توفیق دے۔

أسأل الله الكريم رب العرش العظيم أن يوفقني وإياكم لما يحب ويرضى وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين۔

☆☆☆☆☆

شہید عالم ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین محمد وعلی آلہ وصحبہ وذریتہ اجمعین، اما بعد:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہم نے پچھلی نشست میں پڑھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:...

> من وحداللہ تعالیٰ جو کوئی اللہ کی توحید پر ایمان لایاوکفر بما یعبد من دونہ اوراللہ کے سوا ہر وہ چیز جس کی عبادت کی جاتی ہے، اُس کا انکار کیاحرم مالہ ودمہ تو اس کا مال اور اُس کی جان حرام ٹھہرے وحسابہ علی اللہ عزوجل اور اس کا حساب اللہ عزوجل کے ذمہ ہے...

اسی حدیث پر کچھ مزید بات آج کی نشست میں بھی کر لیتے ہیں... جیسا کہ پہلے ذکر ہوا اس حدیث کے اندر کلمے کا ہی بیان ہے... کلمے کے دو حصے ہیں ایک 'اثبات' اور ایک 'نفی'... اثبات اس بات کا یا اقرار اس بات کا کہ اللہ تعالیٰ ہی الہ ہیں اور نفی اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الہ اور معبود نہیں ہے... تو کلمہ کے بھی یہی دو حصے ہیں... لا الہ کا جو حصہ ہے وہ یہی کہتا ہے نہیں کوئی معبود... جہاں سے ہوتا کہ ہر چیز کی پہلے نفی کی جاتی ہے دل کو غیر اللہ سے خالی کیا جاتا ہے... اس کی نفی کرے اور پھر ہم کہتے ہیں کہ "الا اللہ" نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے... دوسرا حصہ اس بات پر مشتمل ہے کہ ہم ہر غیر اللہ کے الہ اور معبود ہونے کی نفی کرتے ہیں... پہلے حصے اور پھر ایمان کا اظہار کرتے ہیں کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لیے یہ مقام زیبا نہیں اور یہ مقام اللہ تعالیٰ کا ہی ہے... جو اس کا پہلا حصہ یعنی نفی کرنا ہے، اُس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبارکہ میں کئی جگہ پر بیان فرمایا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:...

> فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا
>
> "پس جس کسی نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا تو اس نے ایک مضبوط سہارا ایک مضبوط رسی کو تھام لیا"...

یہ بھی کلمے ہی کا بیان ہے... اسی بات کا بیان ہے کہ ایک حصے میں نفی کرتے ہیں ہر غیر اللہ کی، جس کی عبادت کی جارہی ہو یعنی ہر طاغوت کا ہم انکار کرتے ہیں اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ پر ایمان لے کر آتے ہیں... طاغوت کا انکار، یا غیر اللہ کا انکار کرنا یا "لا الہ" کا جو جز ہے اس پر ایمان لانے سے کیا مراد ہے؟ اس سے مراد یہی ہے کہ ہم یہ ایمان لائیں دل کی گہرائیوں تک اس یقین کو بٹھائیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کوئی اس لائق ہے کہ ہم اس کے سامنے اپنی پیشانی ٹیکیں اور سجدہ کریں، اور نہ کوئی اس لائق ہے کہ ہمارے رکوع اس کے لیے ہوں، نہ کوئی اس لائق ہے کہ ہماری نذر نیازیں اس کے نام کی جائیں، ہماری قربانیاں ہمارا صدقہ خیرات اس کے لیے ہو... اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور یہ مقام نہیں... اسی طرح ہم یہ تسلیم کریں، یہ ایمان لے کر آئیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی اور رزق دینے والا نہیں ہے، کوئی اور زندگی اور موت پر قادر نہیں ہے... اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نفع اور نقصان پہنچانے والا نہیں ہے... اسی طرح ہم یہ اپنے قلب کے اندر یقین بٹھائیں، اپنے قلبی اعمال کو اور اپنے ظاہری اعمال کو اس کے مطابق ڈھالیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور پر اعتماد نہیں کیا جانا چاہیے، توکل نہیں کیا جانا چاہیے، اللہ ہی ہیں کہ جن پر توکل کیا جانا چاہیے... اسی طرح ہم یہ ایمان لے کر آئیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مستحق نہیں کہ اس سے خوف کھایا جائے... "ولم یخش الا اللہ" کی جو صفت قرآن نے ہمیں بتائی اس سے اپنے آپ کو متصف کریں... اس طرح یہ ایمان لے کر آئیں کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر محبت کسی اور سے نہیں ہونی چاہیے... انسان اس پر ایمان لے کر آتا ہے اور یہ تسلیم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور اس کا مستحق نہیں ہے، باقی سب غیر اللہ کی نفی کرتا ہے... غیر اللہ کو یہ صفات دینے سے انکار کرتا ہے... اور پھر سب سے بڑھ کر یہ تسلیم کرے کہ زندگی گزارنے کا ڈھنگ دینا، یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حق نہیں... حکم دینا، یہ بالا صل اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حق نہیں... پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے تابع، جس جس کی اطاعت آتی ہو گی، وہ ہم کریں گے... لیکن تنہا، 'مستقل بالذات' جو اپنی ذات میں اطاعت کا مستحق ہے وہ ایک اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذاتِ مبارکہ ہے! یہ تسلیم کرنا، ہر غیر اللہ سے یہ سارے اختیارات چھین لینا، اس میں سے کسی کو بھی عبادت کا مستحق نہ جاننا یہ اس کا پہلا حصہ ہے... تو ظاہری بات ہے یہ ایسا عقیدہ ہے جو انسان کو ہر قسم کی توہمات سے نکالتا ہے، ہر قسم کی جہالتوں سے نجات دیتا ہے اور ایک رب کے ساتھ اُس کے دل کو اور اُس کی زندگی کو جوڑ دیتا ہے... اور جیسے جیسے وہ معاشرہ تشکیل پاتا ہے جو اِس کلمے کے گرد کھڑا ہو، وہ معاشرہ بھی ایک محور کے گرد گھومتا ہے... اور بالآخر ہم سے ایک ایسی دنیا تعمیر کرنا مطلوب ہے جو اِسی کلمے کے گرد گھومتی ہو... اور یہی کائنات کا محور ہے اور اسی محور کے گرد ہم ایک معاشرہ، ایک نظام، ایک ریاست اور بالآخر اس پوری زمین پہ پھیلا ہوا نظام خلافت قائم کریں کہ جو اسی کلمے کے گرد گھومتا ہو... یہ پہلا جز ہے... اور دوسرا جز ہم نے کہا "الا اللہ" کہ پھر اس پہ ایمان لے کر آئیں کہ ہاں! یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے ہے! جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے:

> قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
>
> "کہہ دیجیے کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا، سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے"...

یہ اس کا دوسرا جز ہے کہ یہ ساری چیزیں غیر اللہ سے پھیر کر، اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دی جائیں اور جیسا کہ حدیث کے اندر آتا ہے:

من احب لله وابغض لله واعطیٰ لله ومنع لله فقد استکمل الایمان

”جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے نفرت کی اور اللہ تعالیٰ کے لیے دیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے روکا تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا“

اس کی شرح میں ملا علی قاری رحمہ اللہ یہ بات لکھتے ہیں کہ یہ چار چیزیں، یعنی مال دینا اور روکنا اور محبت کرنا اور نفرت کرنا، یہ بطور مثال ذکر کی گئی ہیں، کیونکہ یہ سب سے مشکل چیزیں ہوتی ہی، جس میں انسان کو اپنی خواہش کو روکنا مشکل ہوتا ہے...یعنی محبت اور نفرت ایسی چیزیں ہیں جن پر یہ دل بے قابو ہو جاتا ہے...جب انسان اس کو مسخر کرے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر کرنا شروع کر دے محبت بھی اور نفرت بھی...اور مال دینا اور روکنا یہ بھی ایسی چیزیں ہیں جس میں دل کا بخل اور کنجوسی اور اپنی رغبت کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے...تو جب انسان اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی پسند اور مرضی کے تابع کر لے اور پھر باقی چیزوں کو تابع کرنا آسان ہو جاتا ہے...ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہاں مقصود صرف یہ چار چیزیں نہیں ہیں بلکہ مقصود ہے کہ انسان توحید پر ایسا عمل پیرا ہو کہ وہ بولے تو اللہ تعالیٰ کے لیے بولے اور خاموش رہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے خاموش رہے...وہ چلے تو اللہ تعالیٰ کے لیے چلے، وہ رکے تو اللہ تعالیٰ کے لیے رکے... اس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوتا ہو اور ہر وہ دم اللہ تعالیٰ کی طرف اپنا دھیان برقرار رکھتا ہو، اس کے اعمال اُسی ذات باری تعالیٰ کے گرد گھوم رہے ہوں...یہ اس زندگی کا محور ہو یا کھونٹی ہو جس کے گرد گھومتا ہو اور ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کی تلاش میں اور ہر ہر عمل اس کی تلاش میں سرگرداں ہو...یہ وہ درجہ ہے توحید کا ایمان کا، جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو مطلوب ہے... ایسا بندہ مومن مطلوب ہے... یہ عقیدہ محض کوئی فلسفہ نہیں ہے کہ جس کے چند جملے ہیں کہ جسے ادا کر دینا ہے... کچھ فلسفہ ہے کہ جس کو ذہن میں بٹھا لینا ہے...نہیں! بلکہ یہ انسان کی پوری عملی زندگی ہے! قلب میں راسخ ہوتا ہے، پھر اُس کے جوارح سے، اُس کے جسم سے وہ اعمال جاری ہو جاتے ہیں کہ جس میں سے ہر ہر عمل بتا رہا ہوتا ہے کہ یہ بندہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خشیت میں ڈوبا ہوا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت کا ادراک کرنے والا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو معبود نہ جاننے والا بندہ ہے...

تو پیارے بھائیو!! یہ وہ بنیادی پیغام ہے لا الہ الا اللہ کا...اگر اس کی تفصیل میں جائیں تو پوری زندگی اس پر عمل کرنے کے لیے ہمیں دی گئی ہے... یہ بنیادی امتحان ہے... لیکن اختصار کے ساتھ یہی وہ عقیدہ ہے جو ہمیں دیا گیا ہے کہ جس پر ہماری نجات کا دارومدار ہے...تو معبود اور الٰہ کسے کہتے ہیں؟ الٰہ اِسی ذات کو ہی کہتے ہیں کہ جس سے محبت کی جائے، جس کی طرف مشکلات میں پناہ حاصل کی جائے، پریشانی کے اندر جس کی طرف رجوع کیا جائے اور جس کے لیے ساری باتیں خالص کی جائیں...اور جس کی اطاعت کی جائے...جس کے دیے ہوئے طریقہ زندگی پر کسی اور طریقہ زندگی کو ترجیح نہ دی جائے...جس کے دیے ہوئے نظام کے اوپر کسی اور نظام کو ترجیح نہ دی جائے... جس نے زندگی گزارنے کا جو ڈھنگ بتا دیا ہے اُس کو سینے سے لگا کر رکھا جائے...اس ذات کو الٰہ کہتے ہیں! اور یہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کوئی ہے اور نہ کوئی ہو سکتا ہے...اور جو اس سے پھرے گا وہ کائنات کی سب سے بڑی حقیقت کا، سب سے اٹل حقیقت کا انکار کرے گا...اللہ تعالیٰ کے الٰہ ہونے کا انکار کرے گا...اور جب انسان اس حق اور سچ کا انکار کرتا ہے تو اس کی زندگی میں قدم قدم پر تضادات مصائب، مشکلات، بے سکونی جیسی کیفیات کے اندر وہ مبتلا رہتا ہے اور وہ آخرت کا خسارہ کہ وہ ابدی خسارہ کہ پھر جہنم سے کبھی خلاصی نہ ہو... یہ اُس کا انتظار کرتا ہے... یہ تو لا الہ الا اللہ کا مختصر اًتعارف ہو گیا... یہ پیغام، وہ پیغام ہے پیارے بھائیو! جو کہ تمام انبیاء علیہم السلام لے کر آئے... یہ تمام انبیاء کی دعوت تھی... جیسا کہ قرآن کہتا ہے کہ

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ (الانبیاء: ۲۵)

”ہم نے آپ سے قبل جو بھی رسول بھیجا، اُس کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، پس میری ہی عبادت کرو“...

یہ وہ بنیادی پیغام ہے لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا جو اللہ تعالیٰ نے دے کر بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے...لا الہ الا اللہ کے پیغام کے ساتھ رسولوں کو بھیجا...اس طرح قرآن مجید میں آتا ہے کہ ہر نبی کو یہ پیغام دے کر بھیجا گیا...

أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا

”اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو...اور طاغوت کی عبادت سے اپنے آپ کو بچاؤ“...

تو یہ سب نبیوں کی دعوت ہے... مشترک دعوت ہے...انبیاء کو دی گئی شریعتوں کی تفصیل کے اندر فرق رکھ دیا...کسی کے ہاں نماز کی تعداد کم، کسی کے ہوں زیادہ، کسی کے ہاں روزوں کا فرق اور کسی کے ہاں فرق لیکن جو بنیادی اساس ہے، جو بنیادی پیغام ہے، جو انبیاء لے کر آئے...تو سب انبیاء اس اعتبار سے آپس میں بھائی ہیں...سب کے سب ایک ہی پیغام لے کر آرہے ہیں...سب ایک ہی دعوت کی طرف بلا رہے ہیں...اور یہاں یہ بھی ذہن میں رہنا ضروری ہے اور قرآن میں اس بات کو اتنی صراحت سے کہہ دیا ہے کہ پھر اس میں شک کی گنجائش نہیں بچتی...کسی نبی نے اپنی ذات کی طرف، اپنے آپ کو الٰہ بنانے کی طرف دعوت نہیں دی...اور واضح طور پر سورۃ ال عمران میں آتا ہے کہ کسی نبی کے لیے یہ جائز نہیں کہ اس نے انسانوں کو آکر یہ کہا ہو...ان میں کسی نبی نے یہ پیغام نہیں دیا کہ:

كُونُوا عِبَادًا لِّي مِن دُونِ اللَّهِ

”اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بنو“۔

تو کیا پیغام ہے جو انبیاء لے کر آئے؟

(بقیہ صفحہ ۲۱ پر)

مجاہد کا زادِ راہ

تمہید: اللہ تبارک و تعالیٰ کا نہایت شکر و احسان ہے کہ اس نے ہمیں مسلمان بنایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کا شرف بخشا اور ان سب نعمتوں کے بعد مجاہد فی سبیل اللہ بھی بنایا۔ بلاشبہ شکر سے نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور کفرانِ نعمت غضب اور پکڑ کا سبب ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خبر دار ہو جاؤ! کہ بدن میں ایک ٹکڑا گوشت کا ہے، جب وہ سنور جاتا ہے تو تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ خراب ہو جاتا ہے تو تمام بدن خراب ہو جاتا ہے، سنو! وہ ٹکڑا دل ہے!"

بقول ایک اللہ والے بزرگ کے، کہ انسانی معاشرہ بھی انسانی جسم کی طرح ہے۔ جیسے چند چھٹانک کا دِل منوں کے تن و توش کو سنبھالے ہوئے ہوتا ہے بالکل اسی طرح انسانوں کے معاشروں میں بھی چند ہزار افراد کروڑوں افراد کے دل کے طور پر کروڑوں انسانوں کے تن و توش کو سنبھالے ہوئے ہوتے ہیں۔ جیسے انسانی جسم میں دل سنور جائے تو پورا جسم سنور جاتا ہے ویسے ہی معاشرے کے وہ افراد جو مل کر دل کا کام کرتے ہیں، ان کے سنورنے سے معاشرہ سنور جاتا ہے۔

مجاہد فی سبیل اللہ ان لوگوں میں شامل ہوتا ہے جو معاشرے کا دل ہوتے ہیں۔ پس مجاہدین کے قلوب سب سے زیادہ اس بات کے مستحق ہیں کہ وہ سنور جائیں۔ یہ قلوبِ مجاہدین سنوریں گے تو پورے اسلامی معاشرے کے قلوب کے سنورنے کا سامان ہو سکے گا۔

مجاہدین کے شیخ، حضرتِ عبد اللہ عزّام شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مجاہدین کے قلوب کو سنوارنے کے لیے مختلف تحریرات لکھیں اور تقاریر کیں۔ انہی تحریرات و تقاریر کے اردو مجموعے کا نام 'مجاہد کا زادِ راہ' ہے۔ یہ مجموعہ کتابی صورت میں جہادِ افغانستان ضد الروس میں چھپا تھا۔ اس مجموعے میں کچھ اغلاط تھیں۔ ادارہ نوائے افغان جہاد 'مجاہد کا زادِ راہ' قسط وار سلسلے کے طور پر ایک بار پھر چھاپ رہا ہے۔ کوشش ہے کہ اس نسخے میں اغلاط کی تعداد کم سے کم ہو جائے۔

انتساب: یہ کاوش مجاہدینِ برِّصغیر کے ایک مربّی و شیخ، شہید قاری اسامہ ابراہیم غوری رحمہ اللہ کے نام منسوب کی جاتی ہے۔ جنہوں نے مجاہدین کے قلوب کی اصلاح کے لیے بہت سی شمعیں اور بہت سے دیپ جلائے۔ ان کی انتہائی خواہش تھی کہ 'مجاہد کا زادِ راہ' ایک بار پھر، اغلاط سے پاک ہو کر چھپے اور اسے مجاہدین کے مراکز میں بطورِ نصاب پڑھا اور پڑھایا جائے۔

گزارش: مجاہدینِ عالی قدر سے خصوصی گزارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنے زادِ راہ میں 'مجاہد کا زادِ راہ' شامل کر لیں۔ اس کو پڑھیں، اس پر دل و جان سے عمل کریں اور اسی کو حرزِ جاں بناتے ہوئے ایک دوسرے کو نصیحت کریں۔ آپ کو اپنے آپ کو ان مفاسد اور برائیوں سے بچانا ہو گا جو اسلامی معاشرے کو دیمک کی طرح کھا جاتی ہیں کہ آپ اسلامی معاشرے کا دل ہیں اور آپ نے امتِ مسلمہ کے کروڑوں نفوس پر مشتمل تن و توش کو سنبھالنا ہے۔

عزیز مجاہدین! آپ اس نسلِ اولین کی مانند ہیں جس نے اسلام کو دنیا میں پہلی بار نافذ کیا اور جو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہلائے، رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

مجاہدینِ عالی قدر! آیئے اپنے آپ کو خامیوں سے پاک کر لیجیے اور اخلاقِ حمیدہ سے متصف، تاکہ اپنی اصلاح ہو اور پھر معاشرے کی تاکہ اللہ پاک کی خوشنودی و رضا کے ہم مستحق بن جائیں۔ آیئے اس انقلابِ عظیم کو برپا کرنے کی محنت میں قلب و ذہن سے بھی، شعوری طور پر بھی شامل ہو جائیں جس کی شام خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام ہے۔ اللہ پاک ہمیں ویسا بنا لیں جیسا اسے اپنے نیک بندوں کو دیکھنا پسند ہے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

؎ آدمی کے من میں بھی، اک محاذ ہوتا ہے
بس برائے دشمنوں ہی پہ وار مت کرنا

(ادارہ)

باب اوّل: نسلِ اولیں کی تربیت

نسلِ اولیں سے ہماری مراد ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نسل اور صحابی اس کو کہتے ہیں جس نے اسلام کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی ہو اور پھر اسلام ہی کی حالت میں فوت ہوا ہو یعنی تادمِ آخریں مسلمان رہا ہو۔ یہ لوگ ہیں جن کی اُن کے ربّ نے اور اُن کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف کی ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ نے اُن کا بہت فضل بیان کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اُن کی بڑی تعریف فرمائی ہے۔ قرآنِ عظیم الشان میں بیان ہوا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ (الفتح:۲۹)

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں (اور) آپس میں ایک دوسرے کے لیے رحم دل ہیں۔"

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ (التوبۃ:۱۱۷)

"اللہ تعالیٰ نبی کی، مہاجرین کی اور اُن انصار کی توبہ قبول کر کے اُن پر رحمت فگن ہو چکا ہے جنہوں نے عسرت اور تنگی کی گھڑی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی"۔

قرآن شاہد ہے (اور قرآن قطعی الثبوت ہے) کہ عُسرت کی اُس گھڑی (یعنی غزوۂ تبوک) میں شامل ہونے والے تیس کے تیس ہزار صحابہ رضی اللہ عنہم کی توبہ قبول ہو چکی ہے اور اللہ نے اُن کو اپنی حفاظت میں لے لیا ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ (الفتح:۱۸)

''اللہ اس وقت مومنوں سے بالکل راضی ہو گیا جب وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر آپ کی بیعت کر رہے تھے۔''

اور بیعت رضوان کرنے والے اُن صحابہ رضی اللہ عنہم کی تعداد چودہ سو تھی۔ یہ تو وہ صحابہ تھے جن سے اللہ تعالیٰ کی رضا کا خود قرآن شاہد ہے۔ صحیح میں وارد ہے کہ:

خیرکم قرني ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم

'' تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جو میرے زمانہ میں ہیں پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے پھر وہ لوگ جو ان کے بعد آئیں گے ''۔

(جامع صغیر ص ۳۲۹۴ بروایت بخاری)

صحیحین میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:''خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے درمیان کوئی تنازعہ پیدا ہو گیا۔ اس جھگڑے کے دوران حضرت خالدؓ نے ابن عوفؓ کو گالی دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لا تسبوا احدا من اصحابی فان احدکم لو انفق مثل احد ذہبا ما ادرک مد احدہم ولا نصیفه۔''

''میرے کسی صحابی کو گالی مت دو! اگر تم میں سے کوئی شخص کوہِ اُحد کے برابر سونا بھی تقسیم کرے تو بھی اُن کے نصف نصیف کو نہیں پہنچ سکتا۔''

[بخاری و مسلم بروایت جامع صغیر ص ۷۱۳۱]

یہ تو معلوم ہی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی ایک صحابی ہی تھے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو ''صحابیت'' میں صرف زمانی سبقت حاصل تھی لیکن اس کے باوجود صلی اللہ علیہ وسلم نے خفا ہو کر فرمایا کہ اے خالد! عبدالرحمٰن کی صحبت کا شرف اس قدر زیادہ ہے کہ اگر تم اُن کے برابر انفاق کرو تو بھی اُن کے شرف کو نہیں پہنچ سکتے بلکہ اگر اُحد پہاڑ کے برابر بھی خرچ کرو تو بھی اُن کا رتبہ نہیں پاسکتے حالانکہ تم صحابی بھی ہو اور باوجود اس کے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے قبل انفاق بھی کر چکے تھے اور جنگوں میں حصہ بھی لے چکے تھے اور فتح سے قبل انفاق اور جہاد کا اجر بھی کچھ کم نہیں۔ فرمایا:

لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُوْلَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِينَ أَنفَقُوا مِن بَعْدُ وَقَاتَلُوا (الحدید :۱۰)

''فتح سے قبل انفاق اور جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے۔ یہ لوگ اُن سے رُتبے میں بلند ہیں جنہوں نے فتح کے بعد خرچ کیا اور جہاد میں حصہ لیا۔''

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لایدخل النار احد بایع تحت الشجرۃ۔

''درخت کے نیچے بیعت رضوان کرنے والوں میں سے کوئی جہنم میں نہ جانے پائے گا۔''

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

''اللہ نے بندوں کے دلوں کی طرف دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل سب سے بہترین پایا چنانچہ اللہ نے اُن کے دل کو پسند کر کے منتخب کر لیا۔ اُس پر وحی کی اور اُسے رسالت کے منصب سے مشرف کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے بعد اور دلوں کی طرف دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے دلوں کو سب سے بہترین پایا چنانچہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے ہمکنار کیا اور انہیں اپنے نبی کا وزیر بنالیا''۔

علامہ ابن حجرؒ کہتے ہیں؛

اجمعت الامة ان شرف الصحبة لا یعدله شئ۔

''اس بات پر اُمت کا اجماع ہے کہ صحبت کے شرف کا مقابلہ کسی چیز سے نہیں کیا جاسکتا۔''

ابو جعفر الطحاوی اپنی کتاب ''عقیدۃ الطحاویۃ'' میں کہتے ہیں:

''ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے محبت کرتے ہیں اور اُن میں سے کسی کی محبت میں کمی نہیں کرتے۔ اُن سے بغض رکھنے والے سے بغض رکھتے ہیں۔ اُن کا نام بے ادبی سے لینے والے کو بُرا جانتے ہیں اور اُن کو ہمیشہ اچھے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔ اُن سے محبت کرنا دین اور ایمان کا حصہ ہے۔ اُن سے بغض رکھنا کفر، نفاق اور سرکشی کی علامت ہے''۔

انسانوں کا یہ پیارا گروہ جسے اللہ ربّ العزت نے اپنے دین کے اور اپنی شریعت کی نصرت کے لیے منتخب کیا، ہماری عزت و تکریم کا مستحق ہے۔

هُوَ الَّذِيٓ أَيَّدَكَ بِنَصْرِهِ وَبِالْمُؤْمِنِينَ (الانفال:۶۲)

''وہی ہے جس نے اپنی نصرت اور مومنین کے ذریعے آپ کی حمایت کی''۔

یہ منفرد نسل اور تاریخ انسانی کے یہ جگمگاتے لوگ۔ یہ کتاب اللہ کے اوراق میں سے نکلنے والے لوگ۔ انہوں نے کس طرح آیات کو اعمال کے ترجمے میں ڈھال دیا۔ لفظ کس طرح گوشت پوست کے لوتھڑوں میں ڈھل گئے۔ اُن کی زندگی کا کوئی ایک واقعہ آیاتِ قرآنی سے سرِ مُو فرق نہیں رکھتا۔

كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (الانفال:۱۱۰)

''تم وہ بہترین اُمت ہو جو لوگوں کی خاطر میدان میں نکالی گئی ہے۔ بھلائی کا حکم دیتے اور بُرائی سے روکتے رہو اور اللہ پر ایمان مضبوطی سے قائم رکھو!''

یہ نسل کس طرح پروان چڑھی، کس طرح پلی بڑھی اور پک کر ایسے مضبوط تنے کی طرح ہو گئی جس کی جڑیں زمین کی گہرائیوں میں اُتری ہوئی ہوں۔

أَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَفَرۡعُهَا فِي السَّمَاءِ o تُؤۡتِيۤ أُكُلَهَا كُلَّ حِينِۭ بِإِذۡنِ رَبِّهَا (ابراہیم : ۲۴،۲۵)

"جس کی جڑ مضبوط ہے اور جس کی ٹہنیاں آسمان میں ہیں جو اپنے پروردگار کے حکم سے بروقت اپنے پھل لاتا ہے"۔

یہ کون سے قواعد ہیں جن پر اس نسل کی اس عالی شان تربیت کی بنیاد رکھی گئی ہے؟ وہ کون سی بنیادیں ہیں جن پر عظیم مربی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم الشان عمارت کو تعمیر کیا جس میں نسق و ترتیب کی انفرادیت اس کا نمایاں وصف ہے؟ آج کے اس درس میں ہم انہی بنیادوں کا عرفان حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن بنیادوں پر اس منفرد نسل کی تربیت استوار کی، وہ میری نظر میں مندرجہ ذیل ہیں:

- تربیت کے پورے محل کی تعمیر صرف اور صرف "منہاج ربانی" کی بنیاد پر۔
- دعوت کو دنیوی فائدوں اور جلدی ملنے والے پھل کے لالچ سے پاک رکھنا۔
- مومن گروہ کی تعمیر کے لیے عقیدے کی تعلیم سے آغاز اور شریعت کے نفاذ کو مناسب وقت تک مؤخر رکھنا۔
- تربیت کا اپنے پہلے لمحے سے ہی متحرک قوت کی شکل میں نظر آنے کا اہتمام۔
- جس پرچم کو بلند کیا گیا، پوری وضاحت کے ساتھ کیا گیا اور جو ہدف سامنے رکھا گیا، بغیر کسی خلط مبحث کے اس کا واضح رہنا۔
- ایک بنیادی گروہ کی تیاری جو پوری عمارت کا بوجھ سہار سکے۔
- تمام تر قوتوں کو بروئے کار لانا۔
- افراد کی قدر و قیمت ناپنے کے لیے میزان ربانی "تقویٰ" کا استعمال۔
- واقعات اور ہنگاموں کے دوران تربیت کا خیال۔
- جہاد۔
- دلوں کی گہرائیوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح اور نصرت کا یقین واثق اتار دینا۔
- اُسوۂ حسنہ اور عملی قیادت کے ذریعے تعلیمات کا نفاذ۔
- محبت اور شفقت کا سلوک، تیوریاں چڑھانے، جھاڑ جھپٹ اور تلخی سے احتراز۔
- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت کی دُور اندیشی، خصوصاً ایک مرحلے سے دوسرے مرحلے میں منتقل ہوتے ہوئے انتہائی بصیرت قلبی کا ثبوت دینا۔
- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احکامات پر عمل اور فوری نفاذ کے لیے شوقِ وافر۔

اِن بنیادوں کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے میں تربیت کے اس ربانی طریقے کے بعض فوائد کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ ویسے تو اس کے بہت سے فوائد ہیں خصوصاً ان لوگوں کے لیے جو اللہ کی زمین پر اللہ کا دین قائم کرنا چاہتے ہیں۔ جو واقعی زندگی میں وہ اسلامی معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں جو عرصہ ہوا عملی زندگی سے غائب ہو چکا ہے اور جس کی دید کے لیے آنکھیں ترس کر رہ گئی ہیں۔ یہ فوائد حسب ذیل ہیں :

تعمیر کے لیے اسلامی نظامِ فکر کا علم:

فائدۂ اول: اسلام کے قیام میں حرکت و تحریک اور منہاج فکر، ایک دوسرے سے نہ تو قدر و قیمت میں کسی سے کم ہیں اور نہ ہی ضرورت کے لحاظ سے۔ جس طرح یہ دین خود اللہ کی طرف سے ہے اسی طرح جس رستے پر چل کر یہ دین پہلی بار قائم ہوا، اسی رستے پر چل کر یہ ہمیشہ قائم ہو گا۔

فائدۂ دوم: اسی منہاج ربانی کی سختی سے پیروی، تاکہ اللہ کے دین کی نصرت کی جاسکے اور زندگی میں شریعت کی بالادستی قائم کی جاسکے۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ أَنۢبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الۡحَقُّ وَمَوۡعِظَةٌ وَذِكۡرَىٰ لِلۡمُؤۡمِنِينَ (ہود: ۱۲۰)

"ان سب رسولوں کی یہ خبریں ہم تمہارے سامنے اس لیے بیان کر رہے ہیں کہ آپ کے دل کو ثبات دے سکیں اور آپ کے لیے ان خبروں میں خود حقیقت بیان کی گئی ہے۔ اس میں نصیحت ہے اور مومنین کے لیے تذکیر ہے"

أُوْلَٰٓئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقۡتَدِهۡ (الانعام: ۹۰)

"یہی لوگ ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت دی چنانچہ اُن کی ہدایت کی پیروی کیجیے"

یہی طریقہ ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے روز سے چلنا شروع ہوئے اور اس دین کی آخری فتح تک اسی پر چلتے رہے۔ خدا کا دین اس رستے کے علاوہ کسی رستے پر چل کر کبھی قائم نہ ہو سکے گا۔ سید قطب رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اس دین کے پروانوں کو اچھی طرح علم ہونا چاہیے کہ جس طرح یہ دین اللہ کا ہے اسی طرح اس کے نفاذ کا طریقہ بھی اللہ کی طرف سے طے کردہ ہے اور یہی طریقہ اس دین کی طبیعت کے لیے موزوں بھی ہے۔ اس دین کی حقیقت کو اس کے طریقِ عمل سے علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔ پس جب ہمیں معلوم ہو گیا کہ اس کے نفاذ کا عملی طریقہ کیا ہے تو ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ یہی ایک طریقہ اصلی اور ابدی طریقہ ہے۔ نہ یہ کوئی مرحلہ ہے، نہ کسی مخصوص معاشرے کے ساتھ مخصوص ہے۔ نہ اولین اُمت مسلمہ کی مشکلات یا حالات کے ساتھ مشروط ہے۔ بلکہ یہ وہ طریقہ ہے جس کے بغیر دین کبھی بھی کہیں بھی قائم نہیں کیا جاسکتا"۔

اس نظامِ انقلاب کا التزام اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ کسی بھی اسلامی تحریک کا اپنا نظام ضروری ہو سکتا ہے۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

ہلالِ رمضان کا پیغام

حضرت مولانا سید ابو الحسن علی ندوی رحمہ اللہ

لیجیے! پورے ایک سال کے بعد مجھے آپ حضرات کی زیارت پھر نصیب ہو رہی ہے۔ میں آپ کے لیے رمضان کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ وہ پیغام ہے تقویٰ کا اور صبر کا، رحمت کا اور مغفرت کا، تلاوت کا اور عبادت کا اور رضائے الٰہی کا۔ میں ایک ماہ تک آپ حضرات کی مہمانی میں رہوں گا اور دیکھوں گا کہ آپ کے روزے کیسے گزرتے ہیں؟ آپ کی عبادت و تلاوت کا کیا حال ہے؟ آپ کتنا وقت عبادت میں صرف کرتے ہیں اور اپنے مالک کی یاد میں گزارتے ہیں؟ پھر میں آپ سے اجازت لے کر رخصت ہوں گا اور دوسرا چاند میری جگہ لے گا، عید کا مبارک اور نیا چاند، اور عید تو خود رمضان کا انعام ہے۔ اگر رمضان نہ ہوتا تو عید بھی نہ آتی، اگر مشقت نہ ہوتی تو راحت کا بھی لطف نہ آتا، شب بیداری نہ ہوتی تو نیند کا بھی پورا مزہ نہ آسکتا، اگر بھوک نہ ہوتی تو کھانا بھی اچھا معلوم نہ ہوتا۔ اس لیے عید اپنی تمام مسرتوں اور لذتوں کے باوجود رمضان کی رہینِ منت ہے اور اس طرح میں صرف رمضان ہی کا سفیر نہیں بلکہ عید کا بھی سفیر ہوں۔

زہد اور صبر کا مہینہ:

ہاں! تو میں آپ کے لیے زہد، مجاہدہ اور صبر کا پیغام لایا ہوں۔ میں بھوک اور پیاس اور شب بیداری کا سفیر ہوں اور کھانے پینے اور دوسری دنیاوی لذتوں سے آپ کا ہاتھ روکنے کے لیے آیا ہوں۔ اس لیے اگر میری آمد سے آپ حضرات کو گرانی ہو اور آپ ''واپس جاؤ'' کے نعروں کے ساتھ میرا استقبال کریں اور مجھ کو ''بھوک اور پیاس کا پیامبر'' اور ''مشقت وتکلیف کا قاصد'' کے ناموں سے نوازیں تو مجھ کو مطلق تعجب نہ ہوگا۔ خاص کر اس صورت میں جب کہ انتہائی گرمی کے زمانہ میں مَیں آپ کے یہاں آیا ہوں، لیکن اس کے باوجود میں نے دیکھا کہ آپ نے میرا بڑی گرم جوشی اور محبت کے ساتھ استقبال کیا۔ آدمی مسجدوں اور اپنے مکانوں کی چھتوں پر کھڑے ہوئے میری ایک جھلک دیکھ لینے کے لیے بے قرار تھے، اور گویا انہوں نے اس بیکراں نیلے آسمان میں مجھے شکار کرنے کے لیے اپنی نگاہوں کا ایک جال سا بچھا دیا تھا۔ جب انہوں نے مجھے دیکھ لیا تو ان کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے اور مسرت وخوشی کے الفاظ ان کی زبانوں سے بے ساختہ نکلنے لگے۔ ایسا معلوم ہوا جیسے وہ تھوڑی دیر کے لیے بھول گئے ہوں کہ میں کس ذمہ داری اور کن مطالبات کو لے کر آیا ہوں۔

میرے خیال میں تو ایسے آدمی کا اس زندہ دلی اور گرم جوشی سے استقبال کرنا جو ایک پُر مشقت کام یا ایک تلخ پیغام لے کر آیا ہو، بہت بڑی بات ہے۔ اور حقیقت میں یہ تو ایمان کا کرشمہ ہے اور یہ ایمان ہی کی طاقت ہے جو ایک شاق چیز کو آسان کر دیتی ہے اور دشمن کو دوست بنا دیتی ہے۔

دس گنے سے سات سو گنے کا ثواب:

آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث سنی یا پڑھی ہوگی کہ

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ ،الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَة ضِعْفٍ ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ : إِلَّا الصَّوْمَ ، فَإِنَّهُ لِي ، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِي(مسلم:حديث رقم ٢٧٠٧)

''انسان کے ہر اچھے عمل میں دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک اضافہ کیا جاتا ہے؛ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، بندہ اپنی خواہشات اور اپنا کھانا پینا صرف میری خاطر چھوڑتا ہے''۔

اور فرمایا:

اِنَّ فِی الجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ له الرَّيَّانُ يَدخُلُ منه الصَّائِمُونَ يوم القِيامَةِ لَا يَدخُلُ منه اَحَدٌ غَيرُہُم يُقَالُ اَينَ الصَّائِمُونَ ؟ فَيَدخُلُونَ مِنْهُ فإذادَخَلُوااُغلِقَ فلم يَدخُل منه اَحَدٌ (مسلم: حديث رقم٢٧١٠)

''جنت میں ایک دروازہ ہے، جس کا نام ''ریان'' ہے، قیامت کے دن اس سے صرف روزہ دار داکل ہوں گے اور جب وہ داخل ہو جائیں گے ت ودروازہ بند کر دیا جائے گا اور پھر کوئی اس میں داخل نہ ہو سکے گا''۔

اور فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه (بخاری:حديث رقم٣٨)

جس نے اللہ وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے اور اس کے اجر وثواب کی لالچ میں رمضان کے روزے رکھے، اس کے تمام گزشتہ گناہ معاف کر دیے جائیں گے''۔

اگر یہ حدیثیں نہ ہوتیں جن پر آپ ایمان لائے ہیں، اگر یہ نعمتیں نہ ہوتیں جن کی طمع آپ اپنے اندر پاتے ہیں، یا مختصر الفاظ میں اگر ایمان آپ کے قلب میں پیوست نہ ہوتا تو بخدا یہ روزہ اس گرمی میں کبھی آپ کے لیے آسان نہ ہوتا۔ اس لیے کہ انسان چھوٹی لذت کسی بڑی لذت کی امید ہی میں چھوڑ سکتا ہے، اور مختصر راحت کسی طویل آرام کے یقین ہی کی وجہ سے ترک کر سکتا ہے۔ اور حقیقت میں روزہ دار کو جو خوشی حاصل ہوتی ہے وہ روزہ خور کو کبھی نہیں حاصل ہو سکتی۔ بلکہ روزہ دار کے لیے دو ایسی فرحتیں رکھی گئی ہیں کہ کسی دوسرے کے لیے نہیں ہیں۔ ہمارے اور آپ کے نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا؛إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ، وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ(بخاری:حدیث رقم ۱۹۰۴)

”روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں جو اس کو حاصل ہوں گی ،جب افطار کرے گا اس وقت کو خوشی حاصل ہو گی،اور جب اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزہ پر خوش ہو گا“۔

میری اپنی انفرادیت اور خصوصیت:

میں یہ نہیں کہتا کہ نماز،زکوۃ کوئی بڑی چیز نہیں اور اس کا زندگی پر کوئی اثر نہیں۔میں اس بات سے پناہ چاہتا ہوں کہ محسن کی ناشکری کروں اور صاحبِ فضل کے فضل کا انکار کروں۔جب کہ آپ جانتے ہیں کہ میرے اور ان احکاماتِ دینیہ میں کتنا برادرانہ اور مخلصانہ رشتہ ہے،لیکن اگر اجازت دیجیے تو میں یہ کہوں گا کہ میں دین کے ایک شعبہ کی زیادہ واضح اور طاقت ور نمائندگی کرتا ہوں۔اور وہ ہے اطاعت اور قربانی کا شعبہ۔میں جس گھر کو بھی دکھتا ہوں،یہی نظر آتا ہے کہ لوگوں نے اپنے منہ پر تالے لگا لیے ہیں اور گویا طلوعِ فجر سے لے کر آفتاب ڈوبنے تک انہوں نے کھانے پینے کی چیزوں پر ہاتھ لگانے تک کی قسم کھار کھی ہے۔طرح طرح کے لذیذ کھانے ان کے اشارے کے منتظر رہتے ہیں اور گویا ان کے ہاتھ میں ہوتے ہیں،بلکہ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ان کی وجہ سے ان کے منہ میں پانی آنے لگتا ہے،اور ہونٹ اس کے مزے کے لیے بے قرار ہو جاتے ہیں۔وہ کیا چیز ہے جو آپ کے اور ان لذیذ کھانوں کے درمیان حائل ہو جاتی ہے اور آپ کا ہاتھ پکڑ لیتی ہے ؟ٹھنڈا پانی آپ کے سامنے موجود ہوتا ہے اور آپ لُو اور شدید تپش کے باوجود اس کی طرف ہاتھ نہیں بڑھا سکتے اور اپنی پیاس نہیں بجھا سکتے۔خدا کا حکم ہی تو ہے جو آپ کو اس سے باز رکھتا ہے!اس سے اندازہ کیجیے کہ یہ اطاعت و قربانی کتنی بڑی ہے اور یہ فنائیت کا کیسا نمونہ ہے!

میں نے اقتدار و جلال کے بہت سے نمونے دیکھے ہیں،اور اطاعت و فرماں برداری کے بہت سے مناظر کا مشاہدہ کیا ہے۔لیکن میں آپ سے کہہ سکتا ہوں کہ میں نے بہت سے ایسے آدمیوں کو دیکھا جو دن کو جرائم سے دست کش ہو جاتے ہیں اور رات کو دوبارہ اس میں مشغول رہتے ہیں،اور ظاہری طور پر اطاعت کا مظاہرہ کرتے ہیں،اور پولیس کی آنکھ میں بھی کالک ڈالتے ہیں،بلکہ اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہو گا کہ یہ لوگ خود اپنے ساتھ خیانت کرتے ہیں۔لیکن اس موقع پر جس اطاعت و فرماں برداری ،اور وفاداری و جاں نثاری،جس اخلاص اور صبر اور ثابت قدمی کے نمونے دیکھے،وہ میں نے کسی دنیاوی اقتدار وعزت کی وجہ سے نہیں دیکھے۔

ایک آدمی ہے جس کو پیاس نے بے تاب کر رکھا ہے،پانی کے گلاس بھرے ہوئے سامنے رکھے ہیں،لیکن مجال نہیں کہ اس کو وہ اپنے ہونٹوں سے لگا لے۔ایک مسلمان باورچی ہے،جو روزہ رکھے ہوئے دن بھر طرح طرح کے کھانے تیار کرتا ہے اور گرمی و تپش برداشت کرتا ہے،وہ چاہتا تو اس میں سے کچھ لے کر کھا سکتا تھا،لیکن محض ایمان اس کو اس چیز سے باز رکھتا ہے کہ تھوڑے سے چٹخارے کے لیے اپنے رب کو ناراض کر بیٹھے۔

جب سورج ڈوب جاتا ہے اور روزے دار اللہ کا نام لے کر افطار کرتے ہیں اور کہتے ہیں ذَهَبَ الظَّمَأُ، وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ، وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ”پیاس دور ہو گئی،رگیں تر ہو گئیں اور ان شاء اللہ اجر ثابت ہو گیا“۔اس وقت کوئی کھانے کے لیے ایک منٹ نہیں رکتا،بلکہ اس وقت نہ کھانا ایسی ہی معصیت اور گناہ ہے جیسے دن کو روزہ نہ رکھنا۔معلوم ہوا کہ مومن حکم کا غلام ہے،حکم ہی سے وہ روزہ رکھتا ہے اور حکم ہی سے افطار کرتا ہے۔اپنی طرف سے کچھ اضافہ یا ترمیم کرنے کا حق اس کو حاصل نہیں ہے۔

اسی چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا يَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ (بخاری:حدیث رقم ۱۹۵۷)

”جب تک لوگ افطار کرنے میں جلدی کرتے رہیں گے،اس وقت تک وہ خیر میں رہیں گے“۔

یہی وجہ ہے کہ عید و بقر عید میں روزہ رکھنا بہت بڑا گناہ بتایا گیا ہے،کیوں کہ یہ کھانے پینے کے دن ہیں،ان دنوں میں روزہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی تو نافرمانی کی گئی اور اپنے نفس کی فرماں برداری کی گئی۔

کھانے پینے میں اعتدال اور دوسروں کی مدد کر کے میرا ساتھ دیجیے:

موجودہ دور میں لوگ کھانے پینے میں بہت اسراف سے کام لیتے ہیں،یہاں تک کہ کبھی کبھی اس پُرخوری کی وجہ سے اپنے لیے ہلاکت کا سامان بھی کر لیتے ہیں۔ان کے دل پتھر ہو جاتے ہیں اور ان کے احساسات بالکل مردہ،ان کو نہ کسی کے فقر کا خیال رہتا ہے اور نہ کسی کی بھوک کا،کسی ایسے منظر کو دیکھ کر ان کے کان پر جوں بھی نہیں رینگتی،وہ اتنا سیر ہو کر کھاتے ہیں کہ وہ بھوک کا مطلب بھی بھول جاتے ہیں۔وہ یہ سمجھ نہیں سکتے کہ بھوک سے انسان کو کیا تکلیف ہوتی ہے ؟اگر ایسا ہی ہوتا اور وہ ہمیشہ سیر ہو کر کھاتے رہتے،تو ان کو بھوک کا تجربہ کیسے ہوتا؟وہ بھوکوں اور فقیروں پر کیسے رحم کرتے ؟جو بھوک کا نام ہی نہ جانتا ہو،وہ بھوکے پر کیسے رحم کھا سکتا ہے ؟

میں ہر سال آکر دولت مندوں اور خوش حال لوگوں کو بھوک کا تجربہ کرا جاتا ہوں،شاید وہ یہ سمجھیں کہ غریب لوگ کس بھوک اور فاقے کا شکار ہیں،شاید وہ ان کی مدد کے لیے آمادہ ہوں اور ان کے اندر رحم کا جذبہ پیدا ہو۔

اس سوسائٹی کا اصل مرض یہی کھانے کا مرض ہے نہ کہ بھوک،جیسا کہ بہت سے لوگ سمجھ بیٹھے ہیں۔کھانے کا یہ حد سے بڑھا ہوا شوق ہی تو ہے جس نے بہت سے اخلاقی و مادی امراض آپ کی سوسائٹی میں پیدا کیے۔یہ سب بے صبری،شدتِ حرص اور لالچ کا نتیجہ ہے۔ (بقیہ صفحہ ۲۱ پر)

رمضان المبارک...روحانیت کی اصلاح اور ارتقا کا مہینہ

مفتی محمد صادق قاسمی

ماہِ رمضان المبارک کی آمد پرُ بہار ہونے والی ہے، جس کی آمد سے ہر مسلمان خوشی و مسرت سے سرشار ہوتا ہے، اور جس کی آمد سے ہر طرف نورانی ماحول چھاجاتا ہے۔ اور جس کا انتظار سید الرسل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہوا کرتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آمد سے قبل اس کی اہمیت وعظمت کو صحابہ کرامؓ کے سامنے اجاگر کیا کرتے تھے۔ کریم پروردگار کے لاتعداد احسانات اور بے شمار انعامات میں سے ایک ماہِ رمضان المبارک کا بھی نصیب ہو جاناہے۔ جس مہینہ کو خیر وخوبی کے ساتھ پانے اور عافیت کے ساتھ گزارنے کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگا کرتے تھے۔ بڑے اہتمام کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم الشان مہینہ کی عظمتوں کو بیان فرمایااورامت کو اس مہینہ سے بھرپور فائدہ اٹھانا کی ترغیب دی۔

ماہِ رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں اور نوازشوں کا مہینہ ہے۔ اس مہینہ کو اللہ تعالیٰ نے مختلف حیثیتوں سے اہمیت دی ہے، اسی مہینہ میں روزے رکھے جاتے ہیں جس کے ذریعہ ظاہر وباطن کو سنوارا جاتا ہے، اخلاق و کردار کو سدھارا جاتا ہے، اسی مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم کتاب اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی معجزہ قرآن مجید کونازل فرمایا، جو ساری انسانیت کے لیے ہدایت کا آخری خدائی نسخہ ہے، اسی مہینہ میں اللہ تعالیٰ نے شبِ قدر کو رکھا جوایک ہزار راتوں سے بہتر ہے، اسی مہینہ میں دیگر آسمانی کتابیں نازل ہوئیں۔ غرض یہ کہ بے شمار خوبیوں اور خصوصیتوں کا حامل یہ مبارک مہینہ ہے۔ انسانوں کی تربیت اور اصلاح کے لیے یہ ایک جامع دستور کی حیثیت بھی رکھتا ہے، جس میں ہمدردی وغم خواری کو پروان چڑھایا جاتا ہے، ایثار و قربانی کا سبق دیا جاتا ہے، صبر و ضبط کی تعلیم دی جاتی ہے، نیک اعمال کو انجام دینے کا خوگر بنایا جاتا ہے، برائیوں اور گناہوں سے بچنے کا اہتمام کروایا جاتا ہے، آنکھ، کان، زبان، دل و دماغ اور دیگر اعضاء کے درست استعمال کرنے کا سلیقہ سکھایا جاتا ہے، عبادات و طاعات کی لذتوں سے آشنا کروایا جاتا ہے، تلاوتِ قرآن اور ذکر و دعا سے صبح وشام کو منور کروایا جاتا ہے، نماز وتراویح کی عبادت سے مقصدِ بندگی کی اہمیت کو اجاگر کروایا جاتا ہے، جائز و حلال چیزوں سے بھی بسااوقات بچنے کی تربیت کی جاتی ہے، رضائے الٰہی کو مقصود بنا کر دن و رات گزارنے کا طریقہ بتایا جاتا ہے، اور ایک انسان کو مکمل نظام العمل اور اصول کا پابند بنایا جاتا ہے۔

رمضان المبارک دراصل اہل ایمان کے لیے ایک حیاتِ نو کا پیغام لے آتا ہے، نفس کو پاک کرنے اور قلب کی ظلمتوں کو صاف کرنے کے لیے رمضان المبارک رکھا گیا، انسان جو شب وروز کی مصروفیتوں میں رہ کر اپنے مالک وخالق سے دور ہو چکا تھا ایک مرتبہ پھر اسے قرب نصیب کرنے کے لیے رمضان المبارک کو عطا کیا گیا تاکہ بندۂ مومن اس ماہ میں عبادتوں کو انجام دے کر اور رب کی مرضی کے مطابق ایک مہینہ کو گزار کر پھر سے ایمانی زندگی میں تروتازگی اور روحانی حیات میں ترقی پاسکے۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ رمضان کے روحانی اور ایمانی اثرات کے قلبِ انسانی پر مرتب ہونے کے بارے میں فرماتے ہیں:

> ”رمضان کو لیجیے تو اس میں افعالِ بر اور تروکِ تقویٰ کو باہم ایک دوسرے سے اس طرح گوندھ دیا کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوسکتے، چنانچہ ہلالِ رمضان نظر آتے ہی اول شب ہی سے اس ماہ کا افتتاح دو چیزوں سے کیا گیا جو اعمالِ بر کی جان ہیں یعنی تلاوت قرآن اور نمازِ تراویح، یہی دو چیزیں ہیں جس سے انسانی نفس کو قرب خداوندی اور لذتِ وصال کی دولت میسر آتی ہے۔ وہیں اس مبارک مہینہ کے دنوں میں نفس کی ہوس ناکیوں اور نفسانی لذات کو بھی قوت سے ترک کرایاجاتا ہے، کھانا پینا بھی ترک، مقاربتِ نسواں بھی بند، حتی کہ ان چیزوں سے خیالی لذت لینا بھی ناپسندیدہ...کیوں؟ محض اس لیے کہ وہ شب کی غیر معمولی لذتِ وصول و قبول، جو افعال میں سے فعل تراویح و تلاوت سے ملتی تھی بغیر ان تقوائی تروک کے میسر آنی ناممکن تھی۔ پس رمضان کے مہینہ میں دن بھر روزہ کے ذریعہ جو مجموعۂ تروک ہے نفس کو مانجھا اور صاف کیا جاتا ہے اور شب کو اس صاف شدہ ظرف پر تلاوت وتراویح سے جو مجموعۂ افعالِ بر ہے قلعی کی جاتی ہے جس سے چمک اٹھتا ہے۔“(خطباتِ حکیم الاسلام:ج۹، ص۹۹)

رمضان المبارک کن بلند صفات سے اہل ایمان کو مزین کرنے کے لیے آتا پر اس پر روشنی ڈالتے ہوئے مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ فرماتے ہیں:

> ”رمضان ہر سال ہر شخص کو اپنی سطح سے ترقی دینے کے لیے آتا ہے، جو شخص جس سطح تک پہنچ گیا ہے، خواہ وہ سطح کتنی ہی بلند کیوں نہ ہو، اس سے بلند کرنے کی طاقت اس میں موجود ہے، ہر شخص عمل، روحانیت، ذکر و عبادت، تعلق باللہ، اخلاص، جفاکشی ومجاہدہ، زہد و قناعت، ایثار، غم خواری اور مواساۃ کی جس منزل ومقام پر بھی ہے، ہر نیا رمضان اس کو اس سے آگے بڑھانے کے لیے اور زیادہ بلند منزل کا شوق دلانے کے لیے آتا ہے، رمضان کی ساخت، رمضان کا نظام، رمضان کے اجزاء، رمضان کے مشاغل اور رمضان کا ماحول ایسا بنایا گیا ہے کہ ہر شخص کو اپنے ترقی دینے کا موقع حاصل ہوتا ہے، مادی موانع تقریباً دور ہو جاتے ہیں، ذکر وعبادت میں جذبۂ

مسابقت پیدا ہوتا ہے، اچھے دین داروں اور روزہ داروں کا ساتھ ہوتا ہے، قرآن مجید کی تلاوت اور مطالعہ کا زیادہ سے زیادہ موقع ملتا ہے، قلب وروح میں لطافت پیدا ہوتی ہے۔ غرض وہ سارے مواقع بہم پہنچ جاتے ہیں جو انسان کی روحانی ترقی اور اصلاح کے لیے ضروری اور مفید ہیں اور ہر شخص کو اپنی سطح کے مطابق ترقی ہوتی ہے"۔(رمضان اور اس کے تقاضے:۲۵)

مفسر قرآن حضرت مولانا عبد الماجد دریابادیؒ اپنے اچھوتے اسلوب اور دلنشین انداز میں اس عظیم مہینہ کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہ پرُ بہار مہینہ جب کسی کے شوق و ارمان میں گزرے گا، یہ متبرک گھڑیاں جب کسی کی یاد میں بسر ہوں گی، یہ مبارک دن جب کسی کے اشتیاق میں بغیر بھوک وپیاس کے صرف ہوں گے، یہ برکت والی راتیں جب کسی کے انتظار میں آنکھوں میں کٹیں گی، تو ناممکن ہے کہ روح میں لطافت، قلب میں صفائی، اور نفس میں پاکیزگی پیدا نہ ہو جائے، حیوانیت دور ہو گی، ملکوکیت نزدیک آئے گی، اور انسان خود اپنی ایک جدید زندگی محسوس کرے گا، ایسی حالت میں بالکل قدرتی ہے کہ سوزِ دل اور تیز ہو جائے، قرب ووصل کی تڑپ اور بڑھ جائے، تزکیہ ومجاہدہ کے اثر سے زنگ دور ہو کر کسی کا عکس قبول کرنے کے لیے آئینہ قلب بے قرار و مضطر ہونے لگے"۔(تفسیرِ ماجدی: ج۱، ص۷۵۲)

اللہ تعالی نے ہر مسلمان کو رمضان کی رحمتوں اور برکتوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لیے جنات وشیاطین کو بھی قید کر دیا تاکہ بندہ یکسو ہو کر عبادات وطاعات میں مصروف رہے اور اپنی روحانی ترقی میں منہمک ہو۔ شیاطین وجنات کے قید کیے جانے کے سلسلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف حدیثیں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ہے:

اذاكان اول ليلة من شهر رمضان صفدت الشياطين ومردة الجن وغلقت ابواب النار فلم يفتح منها وفتحت ابواب الجنة فلم يغلق منها باب وينادى مناد يا باغى الخير اقبل ، ويا باغى الشر اقصر ، ولله وعتقا ء من النار وذلك كل ليلة۔ (ترمذی:حدیث رقم٦١٧)

"جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین وجنات جکڑ دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے سارے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی دروازہ بھی نہیں کھلا رہتا۔ اور جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اس کا کوئی دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا، اور اللہ کا منادی پکارتا ہے کہ اے خیر اور نیکی کے طالب آگے بڑھ، اور اے اور شر کے طلب کرنے والے رک جا، اور اللہ کی طرف سے بہت سے (گناہ گار) بندوں کو دوزخ سے رہائی دی جاتی ہے (یعنی ان کی مغفرت کا فیصلہ فرمادیا جاتا ہے) اور یہ سب رمضان کی ہر رات میں ہوتا رہتا ہے"۔

رمضان میں کیسے رہیں؟

رمضان کی آمد چونکہ انسانوں کو روحانی بلندیوں پر پہونچانے کے لیے ہوتی ہے اور اعمال و افعال میں اصلاح کے لیے ہوتی ہے، اور یہ حقیقت ہے کہ جو بندہ رمضان کو اس کے حقوق اور تقاضوں کے مطابق گزارے گا اور نبوی تعلیمات کی ہدایات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے رمضان کو بسر کرے گا تو یقیناً اس کے اثرات اور برکات انسانی زندگی میں ظاہر ہوتے ہیں اور یقینی طور پر انسان کو روحانی عروج اور ایمانی بلندی نصیب ہوتی ہے۔ تو اس سلسلہ میں ہمیں چاہیے کہ ہم رمضان المبارک کی صحیح قدردانی کرنے والے بنیں، اس کے حقوق اور تقاضوں کو بجالائیں، لمحہ لمحہ کی قدر کرتے ہوئے رمضان المبارک کو گزاریں۔ چناں چہ رمضان المبارک کے استقبال اور اس کے اہتمام کے سلسلہ میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیے اور اس پر عمل بھی کرنا چاہیے۔

☆ رمضان المبارک کی آمد پر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین خوش ہوتے تھے، ہمیں بھی اس کی آمد پر خوش ہونا چاہیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کو سلامتی اور عافیت کے ساتھ پانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمایا کرتے تھے، ہمیں بھی دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہیے کہ اللہ ہمیں بھی رمضان پوری صحت اور سلامتی کے ساتھ نصیب فرمائے۔

☆ رمضان کی صحیح قدردانی یہ ہے کہ روزوں کو ان تمام چیزوں سے بچایا جائے جس سے وہ ناقص ہو جاتا ہے اور اس کی روح ختم ہو جاتی ہے، مثلاً بے کار باتیں، فضول کھیل کود، غیبت، چغل خوری، جھوٹ وغیرہ سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

☆ تلاوتِ قرآن کا اہتمام کرنا چاہیے اور راتوں کو قیام کی کوشش کرنی چاہیے، بطور خاص نمازِ تراویح کا پورے اہتمام کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے، اس کے علاوہ بھرپور کوشش کرنی چاہیے کہ راتوں کا کچھ نہ کچھ اللہ تعالی کے سامنے گزرے۔

☆ مسکینوں اور ضرورت مندوں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے۔

☆ نظام الاوقات کی پابندی کے ساتھ نیک اعمال کو انجام دینے کی فکر ہونی چاہیے اور سیئات سے بچا جائے۔ غفلت، سستی اور کاہلی سے روکا جائے، چوں کہ اسی مہینہ کی سترہ تاریخ کو غزوۂ بدر کا معرکہ پیش آیا اور اسی مہینہ میں فتح مکہ کا یادگار واقعہ بھی ہے، جو پیغام دیتا ہے کہ مسلمان غفلت اور سستی کا شکار نہ ہو۔

☆ تمام عبادات میں اخلاصِ نیت کا اہتمام ہو۔

☆ہر عمل کو سنتِ رسول کے مطابق کرنے کی کوشش ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرامؓ اور خلفائے راشدینؓ کے طریقہ کے مطابق نمازِ تراویح کا التزام کرنا چاہیے۔

☆دعاؤں میں الحاح و زاری، صبح و شام استغفار کی کثرت ہونی چاہیے۔

اگر ان باتوں کو پیشِ نظر رکھ کر رمضان المبارک کا استقبال کریں گے اور ان باتوں کے اہتمام کے ساتھ رمضان المبارک کو گزاریں گے تو ان شاء اللہ رمضان ہمارے لیے سعادتوں کا ذریعہ ہو گا، روحانی ترقی کا سبب ہو گا، ایمانی زندگی کے کمال کا وسیلہ ثابت ہو گا ، خدا سے قریب ہونے میں معاون بنے گا، دل کو پاک و صاف کرنے، اور اعمال و افعال کو بہتر بنانے میں مددگار ہو گا۔ ہم رواجی اور روایتی انداز کو چھوڑ کر حقیقی معنوں میں رمضان کا استقبال کریں اور دل و جان سے رمضان کو گزارنے کا عزم و ارادہ کریں، اللہ کی مدد بھی شامل حال ہو گی اور اعمال کو انجام دینے میں لطف و سرور بھی حاصل ہو گا، یہ بات ہمارے ذہنوں میں ہونی چاہیے کہ رمضان اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے، معلوم نہیں کہ یہ نعمت ہمیں آئندہ سال نصیب ہو گی یا نہیں؟ اپنے آپ کو نیک اور دین دار بنانے کی فکر اگر واقعی ذہن و دل پر سوار ہو گی تو پھر ہم کسی لمحہ کو ضائع کرنے والے نہیں بنیں گے۔ اس مبارک مہینہ کے ذریعہ ہمارا شفیق پروردگار ہمیں اپنے نیک بندوں میں شامل کرنا چاہتا ہے اور ہمارے سطحِ ایمان کو بلند کرنا چاہتا ہے، ہماری ایمانی زندگی میں اصلاح و انقلاب لانا چاہتا ہے، کیا ہم جانتے بوجھتے ان مبارک لمحوں کو اور قیمتی اوقات کو ضائع کر دیں گے؟؟

بقیہ: توحید باری تعالیٰ... سلسلہ دروس احادیث

وَلَـٰكِن كُونُواْ رَبَّـٰنِيِّـۧنَ

"بلکہ تم ربانی بن جاؤ... رب والے بن جاؤ"۔

اللہ والے بن جاؤ... اللہ تعالیٰ کے بندے بن جاؤ... یہ وہ بنیادی پیغام ہے جو ہر نبی لے کر آیا... کسی نبی نے اپنا بندہ بنانے کے لیے انسانوں کو دعوت نہیں دی... اور ہم انبیاء سے جو محبت کرتے ہیں اور دیوانی محبت کرتے ہیں... اور انبیاء کی اتباع کرتے ہیں تو اسی اعتبار سے کرتے ہیں کہ انھوں نے ہمیں بندہ بننے کا اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کا بہترین نمونہ ہمارے لیے چھوڑ کر گئے... ہم ان کی اتباع اس لیے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بہترین عبد اور غلام انھوں نے اپنے آپ کو ثابت کیا... اور ایسے اعمال کر کے دکھائے جو بہترین نمونہ ہمارے لیے اور قیامت تک کے لیے چھوڑ گئے... تو ہماری ان سے محبت بھی اسی وجہ سے ہے ... ان کی اطاعت بھی اسی وجہ سے ہے، ان کی ایک ایک سنتوں کو عزیز رکھنا، بالخصوص جو آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں... تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ایک طریقے کو اس طرح محبوب رکھنا اسی بنیاد پر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بندگی کا ڈھنگ سکھایا... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا غلام کیسا ہوتا ہے... اللہ تعالیٰ کیسا ہے... کیسے وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی رضا میں تھکاتا ہے... گھلاتا ہے... اُس کی انفرادی زندگی اور اجتماعی زندگی کیسے اللہ تعالیٰ کی محبت کے رنگ ہیں وہ نظر آتے ہیں... اور کیسے وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنی جان اور خون تک دینے سے دریغ نہیں کرتا...

تو یہ وہ پیغام ہے جو انبیاء لے کر آئے ہیں... یہ وہ بنیادی دعوت کا موضوع ہے کہ انبیاء علیہ السلام جس کی طرف بلاتے رہے ہیں... اور جس کی طرف قیامت تک بلاتے رہنا اب اس اُمت کی ذمہ داری ہے... یہاں پر اس گفتگو کو روکتے ہیں... ان شاء اللہ اس حدیث پہ مزید بات اگلی نشست میں کریں گے... اللہ سبحانہ تعالیٰ ہمیں لا الہ الا اللہ کا معنیٰ سمجھنے کی توفیق دیں اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے والا بنا دیں... آمین

سبحانك اللهم وبحمدك نشهد ان لااله الاانت نستغفرك ونتوب اليك

وصلى الله على محمد وآله وصحبه اجمعين... برحمتك يا ارحم الراحمين

☆☆☆☆☆

بقیہ: ہلالِ رمضان کا پیغام

میں ہر سال اسی مقصد سے آتا ہوں کہ اس شدت اور بے صبری میں کچھ تخفیف کر سکوں اور لوگوں میں کھانے پینے اور رہنے سہنے کے معاملہ میں اعتدال کا ذوق پیدا ہو۔ اس لیے کہ یہی وہ چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ میری آمد کے ساتھ آپ لوگوں پر فرض کرتا ہے۔ جس نے ایک مہینہ کے روزے رکھ لیے، اس کی خواہشات میں اور اس کی ذہنی بھوک میں ضرور تھوڑی سی کمی آنی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ صرف کھانے اور پینے ہی سے نہیں روکا گیا بلکہ ہر قسم کے فسق و فجور سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ غیبت، جھوٹ، چغل خوری، لڑائی، فساد اور تمام بری باتوں سے روکا گیا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی روزہ سے ہو تو نہ وہ بری بات کہے اور نہ لڑے جھگڑے، اگر کوئی اس کو گالی دے یا اس سے لڑنے پر آمادہ ہو تو اسے کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّورِوَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ فَلَيْسَ لِلَّهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ (بخاری:حدیث رقم ۱۹۰۴)

"جس نے جھوٹ اور بری بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کی بھی کوئی حاجت نہیں ہے کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑے"۔

جو شخص ان شرائط و آداب کے ساتھ روزہ رکھے گا، اور روزے کی روح کو اپنے اندر پیدا کرے گا وہ اعلیٰ اخلاق، پاکیزگی نفس اور عفت و طہارت کا اعلیٰ نمونہ بنا سکتا ہے۔

میں نے اپنے پیغام پہنچا دیا اور اپنی بات ختم کر لی۔ اب رخصت ہونا چاہتا ہوں، اجازت دیجیے، خدا حافظ!

☆☆☆☆☆

روزہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا نشان!

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو مٹی سے بنا کر اشرف المخلوقات کا لقب دیا۔ سوچنے اور سمجھنے کے لیے اُسے عقل و شعور کی نعمت سے نوازا۔ دیکھنے ، سننے ، چکھنے ، سونگھنے اور لذت و تکلیف محسوس کرنے کے لیے حواسِ خمسہ جیسے اعضاء سے مزین کیا۔ راہِ حق دکھانے اور بتانے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کا عظیم الشان سلسلہ جاری فرمایا، اُنہیں آیاتِ بینات اور معجزات سے مالا مال کیا۔ انبیاء ورسل علیہم السلام نے اولادِ آدم کو ان کے خالق ومالک کی بندگی اور اطاعت کی طرف بلایا۔ جن بندگانِ الٰہی نے ان داعیانِ الی اللہ کی دعوت پر لبیک کہی اور اُسے قبول کیا، خالق کائنات نے اُنہیں سعادت مندی اور نجاتِ ابدی کا پروانہ عطا کیا اور جن افراد نے ان کی دعوت سے سرتابی کی اور طغیان وعصیان کا مظاہرہ کیا، رب ذوالجلال نے انہیں راندۂ درگاہ اور عتاب وعقاب کا نمونہ بنادیا۔

سلسلۂ نبوت کی آخری کڑی خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مبعوث فرمایا، قرآن کریم جیسی لاریب اور عظیم کتاب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو آخری شریعت بنایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت دی، جن لوگوں نے کلمۂ توحید اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو قبول کیا، اُنہیں نماز کی دعوت دی گئی۔ اس کے بعد زکوٰۃ، حج اور رمضان کے روزہ کی فرضیت نازل ہوئی اور ان پانچوں چیزوں کو اسلام کی بنیاد اور اساس قرار دیا گیا، جیسا کہ حضور اکرم اکا ارشاد ہے:

بنی الإسلام علیٰ خمس: شهادةِ أن لا إلٰه إلا اللّٰه وأن محمداً عبدهٗ ورسولهٗ وإقامِ الصلوٰة وإیتاء الزکوٰة والحجِ وصومِ رمضان(متفق علیه، مشکوٰة، ص:۱۲)

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد االلہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا"۔

مختصر یہ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اکرم اکی برکت سے اس امت کو رمضان جیسا ماہِ عظیم، ماہِ مبارک ، ماہِ صبر اور ماہِ مواساۃ عطا فرمایا، جس میں تھوڑی سی بدنی مشقت یعنی سحری سے لے کر غروب آفتاب تک عبادت کی نیت سے کھانے، پینے اور جنسی خواہشات سے اپنے آپ کو روک لینے پر اللہ تعالیٰ نے اُنہیں بہت سے انعامات، برکات، ہدایا اور عطایا سے نوازا ہے۔

مثلاً: رزق کی زیادتی، گناہوں سے مغفرت، جہنم سے آزادی، جنت کا حصول، روزے دار کی منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک وعنبر سے زیادہ پسندیدہ ہونا، سارا دن مچھلیوں کا ان کے لیے استغفار کرنا، جنت کا ان کے لیے سجایا جانا، سرکش شیاطین کا قید کیا جانا، رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کیا جانا، اللہ تبارک وتعالیٰ کا روزے دار کی طرف متوجہ ہونا اور اپنی رحمت خاصہ کا نزول فرمانا، اللہ تعالیٰ کا خطاؤں کو معاف فرمانا، روزے داروں کی دعاؤں کا قبول ہونا، اللہ تعالیٰ کا اپنے روزے دار بندوں کی وجہ سے ملائکہ پر فخر فرمانا، روزے کا گناہوں اور جہنم سے ڈھال بننا، رمضان میں ایک نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ثواب عام دنوں کے اعتبار سے ستر فرائض کے برابر ہونا، اسی طرح عام عبادات میں ایک عمل کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو تک اور خاص طور پر شب قدر کی عبادت کا ثواب ہزار مہینوں سے افضل اور زائد ملنا۔

لیکن روزے کے لیے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور دوسری روایت میں ہے کہ میں خود روزے کی جزا ہوں، یعنی میں روزے دار کا بن جاتا ہوں، اب وہ جو چاہے گا میں اس کو عطا کروں گا۔ ایک حدیث میں ہے:

وروی عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ا: إذا کان أول لیلة من رمضانَ فُتِحَتْ أبوابُ السماءِ، فلا یُغْلَقُ منها بابٌ حتیٰ یکون آخرُ لیلة من رمضان، ولیس عبدٌ مؤمنٌ یصلی فی لیلةٍ فیها إلا کتب اللّٰه لهٗ ألفاً وخمسَ مائة حسنة بکل سجدةٍ وبنیٰ له بیتاً فی الجنة من یاقوتةٍ حمراءَ لها ستون ألفَ بابٍ لکل بابٍ منها قصرٌ من ذهبٍ موشحٌ بیاقوتةٍ حمراءَ، فإذا صام أولَ یومٍ من رمضانَ غُفِرَلهٗ ماتقدم من ذنبهٖ إلٰی مثل ذلک الیوم من شهر رمضان، واستغفر له کلَّ یوم سبعون ألفَ ملکٍ من صلاة الغداة إلیٰ أن تَوَاریٰ بالحجاب، وکان له بکل سجدةٍ یسجدها فی شهر رمضان بلیل أو نهارٍ شجرةٌ یسیر الراکب فی ظلها خمسَ مائةِ عامٍ (الترغیب والترهیب،ج:۲،ص:۹۴،۹۳، ط:داراِحیاءالتراث العربی)

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر ان میں سے کوئی دروازہ آخر رمضان تک بند نہیں کیا جاتا، اور جو مومن بندہ اس (رمضان) کی رات میں نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر سجدہ کے بدلہ میں پندرہ سو نیکیاں عطا فرماتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں سُرخ یاقوت کا ایک گھر بناتے ہیں، جس کے ساٹھ ہزار دروازے ہوتے ہیں، ان میں سے ہر دروازے کا (کے اندر) ایک سونے کا محل ہے جو سرخ یاقوت سے مزین کیا گیا ہے، پھر

(مومن بندہ) جب رمضان کے پہلے دن روزہ رکھتا ہے تو اُس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور ہر دن فجر کی نماز سے سورج غروب ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور رمضان میں خواہ دن ہو یا رات وہ جو بھی سجدہ کرتا ہے، اس کے بدلہ میں اس کے لیے (جنت میں) ایک ایسا درخت لگ جاتا ہے جس کے سائے کے نیچے ایک گھڑ سوار پانچ سو سال تک دوڑ سکتا ہے''۔

اسی طرح روزے دار کو دو خوشیوں کا ملنا: ایک افطار کے وقت کی خوشی کہ اللہ تعالیٰ نے روزے جیسی عظیم عبادت کی توفیق عطا فرمائی اور ایک خوشی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے وقت ہو گی، ان شاء اللہ! اسی طرح روزہ داروں کے لیے جنت کے بابِ ریان کا مخصوص ہونا، جنت میں شرابِ طہور کا ملنا، جس کے پینے کے بعد کبھی پیاس نہیں لگے گی، روزہ رکھنے سے صحت کا ملنا، روزہ کا روزے دار کے لیے قیامت کے دن سفارش کرنا، خیر کے کام کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کے منادی کی طرف سے مزید اعمالِ خیر کی ترغیب دینا، رمضان کی پہلی رات میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنے بندوں پر نظرِ رحمت کرنا اور جس پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ رحمت ہو گئی، اس کو کبھی عذاب کا نہ ملنا، ہر دن دس لاکھ لوگوں کا جہنم سے آزاد ہونا وغیرہ۔

ایک روایت میں ساٹھ ہزار کا آزاد ہونا اور رمضان کی آخری رات میں پورے مہینے کے برابر آزاد شدہ لوگوں کی تعداد کے برابر لوگوں کا جہنم سے آزاد کیا جانا، رب العالمین کا فرشتوں سے ان کے اجر کے بارے میں دریافت کرنا اور فرشتوں کو ان روزہ داروں کی بخشش پر گواہ بنانا، آسمان کے دروازوں کا کھلنا، رمضان کی ہر رات میں اللہ تعالیٰ کے منادی کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ ندا دینا کہ

''ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں اس کا سوال پورا کروں؟ ہے کوئی اپنے گناہوں سے توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں؟ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ میں اس کو بخشش دوں؟ ہے کوئی دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں؟''

شب قدر میں فرشتوں کا عبادت میں مصروف لوگوں سے مصافحہ کرنا، ان کی دعاؤں پر فرشتوں کا آمین کہنا، ہر رات دن میں روزہ دار کی ایک دعا کا قبول ہونا۔ یہ تمام وہ انعامات ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ روزہ رکھنے والوں کو روزہ کی بنا پر عطا فرماتے ہیں۔ روزہ رکھنے کی بنا پر اتنے انعامات ملنے کے باوجود اللہ تبارک و تعالیٰ نے اہل ایمان کو روزہ کی فرضیت کے بارہ میں بڑے محبانہ، شفیقانہ اور حکیمانہ انداز میں فرمایا:

يَاأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ:۱۸۳)

''اے ایمان والو! فرض کیا گیا تم پر روزہ جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ''۔

یعنی یہ روزہ صرف تم پر فرض نہیں ہوا، بلکہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کیا گیا اور یہ روزہ اس لیے فرض کیا گیا، تاکہ تم متقی بن جاؤ اور یہ چند دنوں کی بات ہے، لیکن اس میں بھی مریض اور مسافر کو اجازت ہے کہ وہ بعد میں اس کی قضا کر سکتے ہیں اور جو لوگ روزہ کی طاقت نہیں رکھتے، بڑھاپے وغیرہ کی بنا پر وہ فدیہ دے دیا کریں۔ یہ کتنا شفقت، محبت اور پیار بھرا انداز اور خطاب ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کے لیے اختیار فرما رہے ہیں۔

روزے کے روحانی و جسمانی فوائد اور اس کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا سید زوّار حسین شاہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ رقم طراز ہیں:

''روزہ رکھنے میں بہت سی حکمتیں اور فوائد ہیں، جن سے روزہ کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے، ایک حکمت یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے انسان کو اپنی عاجزی اور مسکینی اور خدا تعالیٰ کی عظمت و جلال اور اس کی قدرت کاملہ پر نظر پڑتی ہے اور اس سے بندگی اور فرمانبرداری کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ روزہ کی برکت سے چشم بصیرت کھلتی ہے اور دین کی سمجھ میں ترقی ہوتی ہے، روزہ کی حالت میں فرشتوں کی صفاتِ ملکیہ سے متصف ہوتا ہے اور اس کی برکت سے انسان کو ملائکہ الٰہی کے ساتھ قرب حاصل ہوتا ہے۔ روزہ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کا موقع ملتا ہے، درندگی اور چوپایوں والی صفت سے دوری حاصل ہوتی اور انسانی ہمدردی کا جذبہ دل میں پیدا ہوتا ہے، کیونکہ جب تک کسی شخص نے بھوک اور پیاس کی تکلیف کو محسوس ہی نہ کیا ہو، وہ بھوکوں اور پیاسوں کے حال سے کس طرح واقف ہو سکتا ہے؟ جو شخص بھوک اور پیاس کی مشقت سے واقف نہ ہو، وہ رزاق مطلق کی نعمتوں کا شکر حقیقی طور پر ادا نہیں کر سکتا، اگرچہ زبان سے شکر کے الفاظ ادا کرتا رہے۔ جب تک کسی کے معدہ میں بھوک اور پیاس کا اثر اور اس کے رگ و ریشہ میں ضعف و ناتوانی کا احساس نہ ہو، اس کو اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کی قدر نہیں ہوتی، جو اس کی بھوک اور پیاس کو دور کرتی اور کمزوری کو زائل کرتی ہیں، اسی لیے وہ ان خداوندی نعمتوں کا کماحقہ شکر بھی ادا نہیں کر سکتا۔

روزہ انسان کے لیے ایک روحانی غذا ہے، جو دوسرے جہاں یعنی آخرت میں انسان کو ایک غذا کا کام دے گا۔ جن لوگوں نے اس دنیا میں روزے نہیں رکھے، وہ اس جہاں میں بھوکے پیاسے ہوں گے اور ان پر آخرت میں

روحانی افلاس ظاہر ہو گا، کیونکہ انہوں نے اپنے ساتھ اپنا زادِ راہ نہیں لیا۔
روزہ کی اہمیت یہ بھی ہے کہ یہ بلغمی امراض اور رطوباتِ فُضلیہ کو جسم سے زائل کر دیتا ہے۔
روزہ میں صبر اور برداشت کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ ریگستان یا بیابانی سفر میں اگر اتفاق سے غذا یا پانی میسر نہ آئے تو روزہ کا عادی شخص اس فاقہ کو برداشت کر سکتا ہے، بخلاف زیادہ کھانے والے شخص کے جو فاقہ کو زیادہ دیر تک برداشت نہ کر کے تھوڑے عرصہ میں موت کے منہ میں پہنچ جاتا ہے...
ان سب مصلحتوں اور حکمتوں کے باوجود روزہ کی ایک بہت بڑی اہمیت اور ایک خاص حکمت یہ ہے کہ روزہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک بہت بڑا نشان ہے، جس طرح کوئی شخص کسی کی محبت میں سرشار ہو کر کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے اور میاں بیوی کے تعلقات بھی اس کو بھول جاتے ہیں، اسی طرح روزہ دار بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو کر اسی حالت کا اظہار کرتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کسی اور کے لیے روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔
(مقالاتِ زوّاریہ، ص: ۱۴۱، ۱۴۰)

مسلمانوں کو چاہئے کہ ان ایام کی قدر کریں، اخلاص اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے روزہ رکھیں، روزہ کو جھوٹی باتوں، تمام گناہوں اور ریاکاری سے محفوظ رکھیں، ورنہ روزے کے ثواب سے محرومی کا سامنا کرنا پڑے گا، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:
”کتنے روزہ رکھنے والے ایسے ہیں کہ جنہیں سوائے بھوکا پیاسا رہنے کے کچھ حاصل نہ ہو گا اور کتنے قیام کرنے والے ایسے ہیں کہ سوائے مشقت کے انہیں کچھ حاصل نہ ہو گا“۔
اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من صام رمضان وعرف حدودهٗ وتحفظ مما ينبغى له أن يتحفظ كَفَّرَ ماقبله۔ رواه ابن حبان فى صحيحه والبيهقى۔ (الترغيب والترهيب، ج:۲، ص:۵۵، ط:دار إحياء التراث العربى)

”جس نے رمضان کا روزہ رکھا اور اس کی حدود کو پہچانا اور روزوں کا ہر اعتبار سے تحفظ کیا، اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے روزہ کو گزشتہ گناہوں کے لیے کفارہ بنا دیں گے“۔

مسلمان خواہ مرد ہوں یا عورتیں بغیر عذرِ شرعی کے کسی روزہ کی قضا نہ کریں، اس لیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

من أفطر يوماً من رمضان من غير رخصة ولامرض لم يقض عنه صوم الدهر كله وإن صامه۔ (مشكوٰة، ص:۱۷۷)

”جس نے رمضان کا ایک روزہ بغیر کسی رخصت اور بیماری کے چھوڑ دیا، ساری زندگی وہ روزے رکھتا رہے، اس ایک روزہ کا ثواب اسے نہیں مل سکتا“۔

روزہ خواہ فرض ہو یا نفل، اس میں کوئی ایسی خاص بات تو ضرور ہے نا! کہ جس کی بنا پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اس کی تاکید فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس کے مثل اور اس کے برابر کوئی عبادت نہیں۔
جیسا کہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیے کہ جس کی بنا پر مجھے جنت کا داخلہ مل جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”روزوں کو لازم پکڑو، اس کے برابر کوئی عمل نہیں ہو سکتا“۔

صحابیؓ فرماتے ہیں: میں نے دوبارہ، سہ بارہ یہی سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مرتبہ یہی فرمایا کہ:

”روزوں کو لازم پکڑو، اس کے برابر کوئی عمل نہیں ہو سکتا“۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے اس پر ایسا عمل کر کے دکھایا کہ رمضان کے فرض روزوں کی بجا آوری تو کرتے ہی تھے، لیکن نفلی روزوں کا بھی ساری زندگی ایسا اہتمام کیا کہ کہا جاتا ہے: ان کے گھر سے دن کو کبھی بھی دھواں اُٹھتا ہوا نظر نہیں آیا، سوائے ان دنوں کے جب کہ کوئی مہمان ان کے گھر میں آجاتا۔ اسی لیے فرمایا گیا کہ رمضان المبارک کی برکتوں اور رحمتوں سے جو محروم رہا، وہ تمام خوبیوں اور بھلائیوں سے محروم رہا۔
رمضان المبارک کو قرآن کریم کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے، ہر مسلمان کو چاہئے کہ رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کی تلاوت کرے، دعاؤں کا اہتمام کیا جائے، صدقہ وخیرات کی کثرت کی جائے، اپنے ملازم اور نوکروں سے کام میں تخفیف کی جائے، لا إلٰه إلا اللّٰه کا ورد رکھا جائے، استغفار کا معمول بنایا جائے، جنت کی طلب ہو اور جہنم سے آزادی کی دعائیں کی جائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں رمضان المبارک جیسے سعید لمحات واوقات عبادت میں گزارنے اور اس کے تمام انعامات، برکات اور فضائل حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

☆☆☆☆☆

حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:
”اے میرے عزیزو! اے میرے دوستو! قومیت اور وطنیت ایک فتنہ ہے، بت پرستی کے بعد قوم پرستی اور وطن پرستی کا درجہ ہے اور کفر دون کفر اور شرک دون شرک اور ظلم دون ظلم کا مصداق ہے“۔ (سیرت مصطفی ﷺ: جلد دوم، ص ۲۲)

رمضان المبارک میں مجاہدین کے کرنے کے کام

ادارہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخر میں وعظ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”لوگو تم پر عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے، ایسا مہینہ جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیے ہیں اور اس کی رات کا قیام نفل ہے، جس نے بھی اس مہینے میں نیکی کی وہ ایسے ہے جس طرح عام دونوں میں فرض ادا کیا جائے، اور جس نے رمضان میں فرض ادا کیا گویا کہ اس نے رمضان کے علاوہ ستر فرض ادا کیے، یہ ایسا مہینہ ہے جس کا اول رحمت اور درمیان مغفرت اور آخری حصہ جہنم سے آزادی ہے“۔(الترغیب والترھیب)

رمضان المبارک ہمارے لیے اپنی انفرادی اصلاح کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔ چنانچہ چند گزارشات پیش خدمت ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق سے نوازے۔ آمین

تجدید نیت:

سب سے پہلا کام یہ ہے کہ ہم اپنی نیت خالص کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور یہ عہد باندھیں کہ صرف رمضان ہی نہیں بلکہ بقیہ سال بھر میں بھی اللہ کی اطاعت سے انحراف نہیں کریں گے۔ رمضان شروع ہونے سے پہلے نیت نہیں کرسکے تب بھی کوئی بات نہیں۔ اس وقت ’ایمان اور احتساب‘ کے ساتھ بقیہ دن گزارنے کی نیت کر لینی چاہیے۔

تزکیہ نفس کا درست اسلوب:

تزکیہ نفس کا صحیح اسلوب تو وہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ہو۔ کیونکہ دین کی تکمیل ہو چکی ہے اور اتباع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی میں تمام فلاح پوشیدہ ہے اور اس کا اچھا ذریعہ اہل اللہ کی صحبت ہے۔

اپنا محاسبہ کیجیے:

اللہ تعالیٰ تو علیم وبصیر ہے۔ وہ ہر کھلے اور چھپے راز سے واقف ہے، تاہم دنیا میں انسان کا سب سے بڑا محرم خود اس کی اپنی ذات ہی ہے۔ بل الانسان علی نفسه بصیرۃ۔ لہٰذا اپنی خامیوں کی فہرست تیار کریں اور عزم مصمم کریں کہ ان شاء اللہ اسی رمضان کے اندر ان سے چھٹکارا پانا ہے۔ کیونکہ انسان کو گناہ پر مائل کرنے والی دو ہی چیزیں ہیں۔ ایک اس کا نفس امارہ اور دوسرا شیطان الرجیم... اور احادیث میں تصریح ہے کہ رمضان میں شیاطین جکڑ دیے جاتے ہیں لہٰذا اب صرف نفس کی تحریص ہی باقی رہ جاتی ہے... اسے بھی روزہ اتنا کمزور کر دیتا ہے کہ وہ کوئی قابل ذکر قوت نہیں رہتی۔

لہٰذا اگر آپ رمضان میں اپنی خامیوں سے جان نہیں چھڑا سکے تو پھر کبھی بھی نہیں چھڑا سکیں گے، الا ان یشاء اللہ۔ چنانچہ ابھی سے عزم کریں کہ اپنی خامیوں کو دور کرنا اور خوبیوں کو مزید بڑھانا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص غیبت جیسی قبیح عادت میں مبتلا ہے تو اس کے لیے سنہری موقع ہے کہ وہ اپنی زبان کو قابو کرسکے۔ یاد رہے کہ غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ نیز اسے زنا سے بدتر ٹھہرایا گیا ہے۔ لہٰذا غیبت کرنے والا فرد اس گناہ کے گھناؤنے پن کا تصور کرکے اس کو چھوڑنے کی کوشش کرسکتا ہے۔

ہم غیبت کیوں کرتے ہیں؟

بالعموم محض اپنی زبان کا چسکا پورا کرنے کے لیے... یا یوں سمجھ لیں کہ... غیبت دراصل زبان کی شہوت ہے... بسا اوقات غیر ضروری اور لایعنی گفتگو کرتے رہنے کی عادت بھی غیبت میں ڈھل جاتی ہے۔ کیونکہ موضوعِ گفتگو تو بہر حال چلتے ہی رہنا چاہیے نا!!! بہتر یہ ہے کہ ہم رمضان میں اپنی یہ عادت بنائیں کہ کوئی لایعنی بات زبان سے نہیں نکالنی، دوسرے لفظوں میں ہمیں تقلیل کلام کو اپنانا ہوگا۔ غیبت 'دوسرے مسلمان کی غیر موجودگی میں اُس کا ایسا ذکر ہے جو اس کے سامنے کیا جائے تو اسے برا لگے... غیبت سے بچنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ کسی کی غیر موجودگی میں اس کا ذکر کیا ہی نہ جائے... نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری... آزمائش شرط ہے۔

غیبت تو خیر بہت بڑا گناہ ہے... ہمیں تو بحیثیت مسلمان، آفات اللسان کی ہر شکل سے خود کو بچانا چاہیے۔ اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ کم از کم... رمضان کی حد تک... تو یہ طے کر ہی لیں کہ کم سے کم گفتگو کرنی ہے اور ایسی کوئی بات زبان سے نہیں نکالنی جو آخرت کی میزان میں حسنات کے پلڑے میں نہ ڈالی جاسکے۔ غیبت ہی کی طرح ایک دوسری خطرناک بیماری جس کی طرف آج کل کے معاشرے میں بہت کم دھیان دیا جاتا ہے، وہ ہے... بدنظری... اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس بری بلا سے بچائے! بدنظری چاہے دانستہ ہو رہی ہو یا نادانستہ طور پر... بہر حال بعض اوقات نیک لوگ بھی یا یوں کہہ لیں کہ بظاہر متشرع وضع رکھنے والے بھی اس روگ کا شکار ہو جاتے ہیں۔

اس سے بچنے کا حقیقی نسخہ تو یہی ہے کہ آدمی محض اتنا تصور کر لے کہ... جب میں بدنظری کے گناہ سے اپنی آنکھیں گندی کر رہا ہوں... تو کیا آخرت میں انہی آنکھوں سے دیدارالٰہی سے مشرف ہو سکوں گا... سبحان اللہ! کہاں یہ فانی حسن اور کہاں جمالِ الٰہی!

یہ بات تو شاید آپ نے کہیں پڑھی ہوگی کہ محرمات کی طرف دیکھنے سے اجتناب کرنے والے کو عبادات میں حلاوت نصیب ہوتی ہے۔ کاش لوگ نگاہوں کی چوری کرتے ہوئے اتنا سوچ لیں کہ کیا وہ اپنے والدین کے سامنے ایسی حرکت کرسکتے ہیں؟ اور یقیناً کوئی حیادار آدمی ایسا نہیں کرسکتا... تو پھر اس رب کریم سے حیا کیوں نہیں آتی؟ بہر حال بدنظری سے

بچا جاسکتا ہے، بازاروں میں اپنی آمد ورفت کم سے کم کرکے اور غیر محرموں (ہر قسم کے) کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے اجتناب کرکے۔

کوشش کریں کہ اس ماہ مبارک میں زیادہ سے زیادہ اوقات مسجد میں گزاریں یا پھر اہل اللہ، بزرگ صالحین کی صحبت میں۔ اور چونکہ رمضان، شہر قرآن ہے، لہٰذا اسے قرآن مجید ہی کی معیت میں گزارا جائے۔

یادرکھیں! اس وقت دنیا میں 'دین حق پر حقیقتاً عمل کرنے والے آٹے میں نمک کے برابر ہیں اور حقیقی اہل ایمان "غربا" ہو چکے ہیں، ان میں سے بھی اَغْرَبُ الْغُرْبَا وہ ہیں جو اپنا سب کچھ چھوڑ کر راہ جہاد میں گامزن ہیں... اور ہم یہی چاہ رہے ہیں کہ ہمارا شمار بھی اسی طائفہ منصورہ میں سے ہو جائے۔ بنابریں ہمارے لیے اشد ضروری ہے کہ اپنے شب وروز قرآن کے سائے میں گزاریں۔

مسلمان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہوتا ہے۔ اس لیے رمضان المبارک میں ہم اپنے معمولات کو بہتر سے بہتر بنا سکتے ہیں۔ ایک ایسا مہینہ جب نوافل، فرض کے درجے میں اور فرائض کا اجر ستر گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے تو پھر کون بدنصیب ہے جو رحمت باری سے محروم ہونا چاہے گا

؎ یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

چنانچہ دن بھر کے معمولات کی ترتیب بنا کر اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ تفصیلی منصوبہ بندی تو ہر بھائی اور بہن اپنے حالات کی مناسبت سے کرسکتے ہیں لیکن ایک سرسری خاکہ پیش خدمت ہے:

قیام اللیل:

رمضان میں قیام اللیل' عام دنوں سے زیادہ آسان بھی ہے اور زیادہ فضیلت والا بھی۔ اگر کوئی ہمت پاتا ہو تو رات کا تیسرا پہر... افضل وقت ہے۔ لیکن کم از کم اتنا تو ہونا چاہیے کہ سحری سے کچھ دیر پہلے اٹھ کر آٹھ نوافل ادا کر لیے جائیں۔ قیام اللیل میں قرآن کی تلاوت کا لطف تو وہی جانتا ہے جسے اس کی سعادت نصیب ہوتی ہے۔ جتنی سورتیں زبانی یاد ہیں پڑھ ڈالیے... جتنا پڑھیں، تدبر کے ساتھ اور اس احساس کے ساتھ کہ آپ کو اللہ تعالیٰ سے شرف ہم کلامی نصیب ہورہا ہے۔ کیا خبر کہ اس عمل کی برکت سے ہم بھی 'وبالاسحارھم یستغفرون' والوں کی فہرست میں شامل ہو جائیں۔

لیکن قیام اللیل پر عامل ہونے کے لیے ضروری ہے کہ تراویح سے فارغ ہونے کے بعد بلا تاخیر سو جائیں۔ اگر عام دنوں میں ہم عشاء کے بعد بھی تادیر جاگنے کے عادی ہیں... لیکن خدارا... کم از کم رمضان میں ہی اس "خلافِ سنت" عادت کو ترک کر دیا جائے۔ اور اس طرح فجر کے بعد سونے کی عادت کو بھی جبراً چھوڑ دیا جائے... اور آرام کرنا ضروری ہو بھی تو... اشراق کے نوافل پڑھنے کے بعد کچھ دیر آرام کر لیا جائے۔

اذکار مسنونہ:

نماز فجر کے فوراً بعد اٹھ جانے کی بجائے اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے صبح کے مسنون اذکار کا ورد کر لیا جائے۔ اس حوالے سے 'حصن المسلم' اور 'علیکم بسنتی' میں موجود اذکار کی ترتیب مفید پائی گئی ہے۔ نیز اگر 'مناجات مقبول' کو اپنے روزانہ کے معمولات میں شامل کر لیا جائے تو سونے پہ سہاگہ ہوگا۔

صبح کے اذکار کا وقت سورج نکلنے سے پہلے اور شام کے اذکار عصر کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک مسنون ہیں۔ اذکار مسنونہ کا ورد اپنی عادت بنالیں۔ نیز رمضان چونکہ شہر قرآن ہے لہٰذا کم از کم ایک پارے کی تلاوت ضرور کریں۔ ہوسکتا ہے کہ آغاز میں طبیعت کو آمادہ کرنے میں دشواری پیش آئے لیکن یاد رکھیں کہ "اب نہیں تو کبھی نہیں"۔ ہمارے اکابر اور اسلاف رمضان میں بہت زیادہ تلاوت فرماتے تھے۔ اگر ممکن ہو تو کیسٹ وغیرہ سے اچھے قراء کی تلاوت اور اللہ والوں کے بیانات سننے کا بھی اہتمام کیا جاسکتا ہے۔

سنن رواتب:

سورج طلوع ہونے کے بعد... کم از کم دو رکعت اشراق کے نوافل ادا کریں۔ اسی طرح کوشش کریں کہ وہ سنتیں جنہیں چھوٹے ایک مدت گزر گئی ہے، انہیں از سر نو زندہ کیا جائے، مثلاً تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد اور نماز عصر کی چار سنتیں۔

(نوٹ: نماز عصر کی چار سنتوں کے حوالے سے ایک فضلیت والی حدیث نظر سے گزری ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: رحم اللہ امرء اصلی قبل العصر اربعاء۔ اسی روایت کو ابوداؤد اور ترمذی نے حسن قرار دیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے لیے رحم کی دعا کی ہے جو عصر سے پہلے چار رکعتیں ادا کرتا ہے۔ آپ خود اندازہ کرسکتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی فرد کے لیے دعا کر رہے ہیں تو وہ رد کیسے ہوسکتی ہے)۔

ذکر الٰہی:

ہماری سابقہ زندگی کی تعلیم وتربیت میں چونکہ ایک فرد میں خود اعتمادی پیدا کرنے پر بہت زور دیا جاتا رہا ہے لہٰذا اس کے اثرات یہ ہوئے ہیں کہ ہم دنیا بھر کے موضوعات پر بے تکان بولے چلے جاتے ہیں... تقلیل کلام کے ذریعے اس چیز پر قابو پایا جاسکتا ہے۔ لیکن تقلیل کلام سے مقصود یہ نہیں کہ زبان پر تالہ لگا کر بیٹھ جائیں بلکہ ہونا یہ چاہیے کہ ہماری زبان... ہمہ وقت، ذکر الٰہی سے تر رہے۔ جتنی مسنون دعائیں منقول ہیں ان کا ورد اٹھتے بیٹھتے جاری رکھیں... ممکن ہے شروع میں تصنع کا خیال آئے لیکن اس وسوسہ شیطانی کو دل سے جھٹک کر اپنا معمول جاری رکھیں... اگر کچھ تصنع ہوا بھی تو ان شاء اللہ خود بخود ڈھل جائے گا۔ البتہ یہ دھیان میں رہے کہ جہراً ذکر کی بجائے سراً ذکر بہتر ہے۔

سورہ کہف کی تلاوت:

جمعۃ المبارک کے دن سورہ کہف کی تلاوت کو اپنا معمول بنائیں اور جمعہ کے دن عصر کے بعد کی گھڑیاں قبولیت دعا کے لیے بہت اہم ہیں، حدیث میں ان کی بہت فضیلت آئی ہے۔ لہٰذا ان اوقات کو غنیمت جانتے ہوئے اللہ کے حضور خوب دعائیں کریں۔

مطالعہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم:

تزکیہ نفس کے حوالے سے بنیادی بات یہ ہے کہ اپنے انفرادی اوراجتماعی اعمال... سیرت نبویؐ... کے سانچے میں ڈھل جائیں لہٰذا اس غرض کے لیے کتب سیرت، مثلاً زاد المعاد، سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسوہٴ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطالعہ شروع کردیں۔

حیاۃ الصحابہ رضی اللہ عنہ سے استفادہ:

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین وہ مبارک اور خوش قسمت ہستیاں ہیں جن کی تربیت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ اُن کی زندگیوں کو اپنی زندگی میں اپنانے کی نیت سے 'حیاۃ الصحابہؓ' کی تعلیم اگر گھروں اور مراکز میں ہو سکے تو اُس کے بہت مفید اثرات عملی زندگی میں سامنے آتے ہیں۔

محاسبہ نفس:

حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا۔ روزانہ سونے سے پہلے کچھ دیر کے لیے اپنے دن بھر کے معمولات کا محاسبہ کریں۔

کثرت دعا:

ان سارے معمولات کے باوجود، قبولیت اخلاص سے مشروط ہے لہٰذا اخلاص کی دعا ضرور کریں۔

ہم اپنی تمام حاجات میں اللہ تعالیٰ ہی کے محتاج ہیں۔ ان مبارک ساعتوں میں بار بار اس کا در کھٹکھٹائیں۔ بالخصوص رات کے پچھلے پہر اور بوقت افطار کی جانے والی دعائیں مقبول ہوں گی۔ (ان شاء اللہ)

اللہ تعالیٰ سے اپنی، اپنے والدین، عزیز و اقارب اور امت مسلمہ کے لیے عفو و عافیت کا سوال کریں۔ سعادت مندی کی زندگی اور شہادت کی موت طلب کریں۔ مجاہدین اسلام کی نصرت اور کامیابی کے لیے خصوصی دعائیں کریں، یہ بھی ان کی مدد ہے۔ قنوت نازلہ پڑھیں اور بالخصوص اپنے قیدی بھائیوں اور بہنوں کی قید سے رہائی کے لیے نہایت الحاح و زاری سے دعائیں مانگیں۔ قیدیوں کو چھڑوانے میں تساہل کر کے ہم بحیثیت مجموعی جس گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں اس پہ رو رو کر اللہ کے حضور معذرت پیش کریں۔ مجاہدین کی قیادت کے حق میں صبر و استقامت کی دعا کریں۔ امت مسلمہ کے سروں پر مسلط غاصب کفار اور طواغیت کی ہلاکت اور بربادی کی دعا کریں۔

انفاق فی سبیل اللہ:

مجاہدین فی سبیل اللہ کے لیے اپنی ذاتی جیب سے 'نصرت فنڈ' قائم کریں۔ اس سلسلے میں ایک طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ اپنے گھروں میں ایک ڈبہ رکھ لیں اور روزانہ اس میں کچھ نہ کچھ ڈالتے رہیں۔ اسی طرح دیگر ساتھیوں اور اہل خیر کو بھی 'انفاق فی سبیل اللہ' پر ابھاریں۔ محاذوں پر موجود مجاہدین بھائیوں تک ضروری سامان پہنچانا ہمارا فرض ہے۔

ترک تعیش:

راہِ جہاد اور تعیش میں باہم ضد واقع ہوئی ہے۔ عیش کوشی اور سہولیات کے عادی افراد 'راہ جہاد' کے مسافر نہیں بن سکتے۔ وہاں تو ایسے رجال کی ضرورت ہے جو رھبان باللیل اور فرسان بالنھار ہوں۔

چنانچہ رمضان کو غنیمت جان کر اپنی زندگی میں سے ان چیزوں کو آہستہ آہستہ خارج کرتے جائیں جو اگرچہ مباح ہی کیوں نہ ہوں لیکن ان سے آرام طلبی اور عیش پسندی کی بو آتی ہو۔ اس حوالے سے دو حدیثیں یاد رکھیں۔

کن في الدنيا كانك غريب وعابرسبيل

"دنیا میں اس طرح رہو گویا تم پردیسی ہو یا مسافر"

اور

الدنيا سجن المؤمن وجنة الكافر

"دنیا مومن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت"۔

آخری عشرے کا اعتکاف:

آخری عشرے میں اعتکاف کی کوشش کریں۔ وگرنہ کم از کم طاق راتیں ضرور قیام اللیل میں گزاریں۔

نصاب برائے حفظ:

قرآن مجید کی بعض سورتیں جو بھول چکی ہوں از سرِ نو یاد کرنے کی کوشش کریں۔ آخر میں... یہ عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل و کرم ہے کہ اس نے ہمیں ایک بار پھر رمضان کی برکات سے مستفید ہونے کا موقع عنایت فرمادیا۔ چنانچہ اس کے ایک ایک لمحے کو غنیمت جان کر عبادت الٰہی میں وقف ہو جائیں۔

افطاری کے وقت بہت زیادہ کھانے سے پرہیز کریں۔ نفس تو یہ چاہے گا کہ پورا دن بھوکا پیاسا رہنے کے بدلے چٹخارے دار کھانے ملیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ اپنے نفس کی باگیں ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں یا قابو کر لیتے ہیں۔

افطار کے وقت انواع و اقسام کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے وقت، گوانتانامو کے پنجروں میں قید اپنے بھائیوں کو ضرور یاد رکھیے گا... اور اگر ان کی یاد سے آپ کی آنکھیں بھر آئیں... تو امید رکھیں کہ ان شاء اللہ ہمارے لیے راہِ جہاد میں چلنا آسان ہو جائے گا۔

☆☆☆☆☆

من جهزغازياً فقد غزا

"جس نے کسی مجاہد کو تیار کیا گویا اس نے خود جہاد کیا" [الحدیث]

شیخ مصطفیٰ ابوالیزید شہید رحمہ اللہ

اے امت مسلمہ!

ہم پر لازم ہے کہ ہم جہاد بالمال کریں جو کہ جہاد بالنفس کے ساتھ لازم وملزوم ہے۔ ہم اپنی بابرکت امت مسلمہ کو بتاتے چلیں کہ اس کے مجاہد فرزندوں نے افغانستان میں امارت اسلامیہ کی قیادت میں اپنی صفیں باندھ لی ہیں، اور اپنی جانوں کو اپنی ہتھیلیوں پر رکھ لیا ہے۔ اور اپنی جان کو اپنے رب کی رضا کی خواہش میں اور اس کی رحمت کی امید پر نچھاور کر دیا ہے۔ اور تاحال شہدا کے قافلے در قافلے پیش کیے جا رہے ہیں۔ انہیں امریکی اور ان کے اتحادی صلیبی غنڈوں [خچروں، جنگلی گدھوں، اکھڑ مزاجوں] کو تہ تیغ کرنے کا شوق کھینچے جا رہا ہے۔ انہیں ضرورت وسائل کی ہے جو انہیں اللہ کے دشمنوں کے ساتھ مسلسل نبرد آزما ہونے اور ان پر لگاتار ضرب کاری لگانے کے لیے درکار ہیں۔ بلکہ افغانستان وپاکستان اور دیگر ممالک میں ایسے سینکڑوں جوانانِ اسلام ہیں جو اپنے آپ کو مجاہدین کی قیادت کے سامنے پیش کر رہے ہیں تاکہ وہ انہیں ساز وسامان سے لیس کریں اور جہاد کے لیے تیار کریں۔ لیکن حال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان جیسوں کے بارے میں فرمایا:

وَّلَا عَلَی الَّذِیۡنَ اِذَا مَاۤ اَتَوۡكَ لِتَحۡمِلَهُمۡ قُلۡتَ لَاۤ اَجِدُ مَاۤ اَحۡمِلُكُمۡ عَلَیۡهِ تَوَلَّوۡا وَّاَعۡیُنُهُمۡ تَفِیۡضُ مِنَ الدَّمۡعِ حَزَنًا اَلَّا یَجِدُوۡا مَا یُنۡفِقُوۡنَ (التوبۃ: ۹۲)

"اور نہ ان (بے سروسامان) لوگوں پر (الزام) ہے کہ تمہارے پاس آئے کہ ان کو سواری دو اور تم نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی چیز نہیں جس پر تمہیں سوار کروں تو وہ لوٹ گئے اور اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہ تھا ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے"۔

چونکہ وہ وسائل ہی نہیں جو انہیں ساز وسامان سے لیس کریں۔ اور بیشتر تیز بہدف اور پایۂ تکمیل تک پہنچنے والی کارروائیاں قلت وسائل کی وجہ سے رکی ہوئی ہیں۔ لہٰذا جان ومال سے جہاد کرنا ہم سب پر فرض ہے۔

اے امت کے نوجوانو! شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"پس اللہ نے مسلمانوں پر جان ومال کا جہاد فرض کیا ہے۔ اور جہاد ہر اس مسلمان پر فرض ہے جو اس کی قدرت رکھتا ہو۔ اور وہ شخص جو جان سے جہاد کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے مال سے جہاد کرے، اگر اس کے پاس اتنا فراخ مال ہو۔ گویا اللہ نے جان ومال سے جہاد فرض کیا ہے۔ اور جو بادشاہ یا امیر، یا عالم یا بزرگ، یا تاجر یا سرمایہ دار یا ان کے علاوہ کوئی اور اپنی دولت کو اس وقت جمع کرے جبکہ جہاد میں انفاق کی ضرورت ہو تو وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فرمان میں داخل ہے:

وَالَّذِیۡنَ یَكۡنِزُوۡنَ الذَّهَبَ وَالۡفِضَّةَ وَلَا یُنۡفِقُوۡنَهَا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ فَبَشِّرۡهُمۡ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ یَّوۡمَ یُحۡمٰی عَلَیۡهَا فِیۡ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكۡوٰی بِهَا جِبَاهُهُمۡ وَجُنُوۡبُهُمۡ وَظُهُوۡرُهُمۡ هٰذَا مَا كَنَزۡتُمۡ لِاَنۡفُسِكُمۡ فَذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَكۡنِزُوۡنَ (التوبۃ: ۳۵)

"جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے اُن کو اس دن کے دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دو۔ جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں (خوب) گرم کیا جائے گا پھر اُس سے ان (بخیلوں) کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے۔ (اب) اس کا مزہ چکھو"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسلمانوں کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ اور جب انہوں نے غزوہ تبوک میں ترغیب دلائی جبکہ مسلمانوں کو اشد ضرورت تھی۔ تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنے مال میں سے ایک ہزار اونٹ اپنے زین اور کجاوے سمیت فی سبیل اللہ لے آئے۔ پھر مسلمانوں کو پچاس سواریوں کی مزید ضرورت پڑی تو انہوں نے مزید پچاس گھوڑوں سے پورا کر دیا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما ضر عثمان ما فعل بعد اليوم

"عثمان جو کچھ بھی آج کے بعد کرے اسے کوئی نقصان نہ دے گا"۔

جہاد بالمال کی اہمیت اور اس کا اجر:

ہم پر لازم ہے کہ ہم ہمیشہ اس حکم کا خیال رکھیں۔ اور ذمہ داری کے ساتھ جہاد بالمال کی کوشش کریں۔ فرض ادا کرنے، اجر حاصل کرنے، جہاد میں شریک ہونے اور اللہ کے دشمن کو زیر کرنے کی خاطر۔ جہاد بالمال کی اہمیت کے سبب ہی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں اس کا حکم دیا ہے اور مسلمانوں کو اس پر ابھارا ہے اور اس کی ترغیب دلائی ہے۔ ان میں سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے کہ:

وَاَنۡفِقُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡكُمۡ اِلَی التَّهۡلُكَةِ وَاَحۡسِنُوۡا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ

"اور اللہ کی راہ میں (مال) خرچ کرو اور اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو اور نیکی کرو بے شک اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"۔

اور یہ بھی فرمایا:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ وَاُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (صف:۱۰۔۱۳)

”مومنو! میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں عذابِ الیم سے خلاصی دے؟۔(وہ یہ کہ) اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو باغہائے جنت میں جن میں نہریں بہہ رہی ہیں اور پاکیزہ مکانات میں جو بہشت ہائے جاودانی میں (تیار) ہیں داخل کرے گا یہ بڑی کامیابی ہے۔اور ایک اور چیز جس کو تم بہت چاہتے ہو (یعنی تمہیں) اللہ کی طرف سے مدد (نصیب ہو گی) اور فتح (عن) قریب (ہو گی) اور مومنوں کو (اس کی) خوشخبری سنادو“۔

اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ بھی فرمان ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (توبہ......)

”جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُن (کے مال) کی مثال اُس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اُگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور اللہ جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے اور وہ بڑی وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے“۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

جاہدوا المشركين بأموالكم وأنفسكم وألسنتكم

”مشرکوں کے ساتھ اپنے مال، جان اور زبان سے جہاد کرو“۔

حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص مہار بندھ اونٹنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور کہا: یہ اللہ کی راہ میں ہے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اس کے بدلے تمہیں قیامت کے دن سات سو مہار بندھ اونٹنیاں ملیں گی“۔

تو اے معزز تجار! جو ایسی نفع بخش تجارت کی تلاش میں ہو جو تمہیں جہنم کی آگ سے بچا دے اور تمہیں نعمتوں بھری جنتوں میں داخل کر دے۔اللہ کا حکم بجالاؤ:

مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ

اللہ کی قسم جو آپ اللہ کی راہ میں خرچ کریں گے وہ آپ کے لیے اس سے بہتر ہے جو آپ اپنے پاس بچا کر رکھیں گے۔اور اللہ کے یہاں کچھ بھی ضائع نہ ہو گا۔جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗٓ اَضْعَافًا كَثِيْرَةً وَاللّٰهُ يَقْبِضُ وَيَبْصُۜطُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

”کوئی ہے کہ اللہ کو قرضِ حسنہ دے کہ وہ اس کے بدلے اُس کو کئی حصے زیادہ دے گا اور اللہ ہی روزی کو تنگ کرتا اور (وہی اُسے) کشادہ کرتا ہے اور تم اُسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے“۔

اور حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ كَرِيْمٌ (حدید:۱۸)

”جو لوگ خیرات کرنے والے ہیں مرد بھی اور عورتیں بھی اور اللہ کو (نیت) نیک (اور خلوص سے) قرض دیتے ہیں ان کو دوچند ادا کیا جائے گا اور ان کے لیے عزت کا صلہ ہے“۔

اور فرمایا رب العزت نے:

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ (سبا39)

”اور تم جو چیز خرچ کرو گے وہ اس کا (تمہیں) عوض دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے“۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ غزوۂ تبوک سے اخذ کردہ نکات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اور اس میں جہاد بالمال کی فرضیت بھی ہے جیسے کہ جہاد بالنفس کی ہے۔یہی امام احمد رحمہ اللہ سے مروی دو اقوال میں سے ایک قول ہے۔اور یہی صحیح ہے جس میں کوئی شک نہیں۔اس لیے کہ قرآن میں جہاد بالمال کا حکم جہاد بالنفس کا جڑواں اور اس کے ساتھ لازم ہے۔بلکہ ماسوائے ایک مقام کے تمام جگہوں پر جہاد بالنفس پر مقدم ہے۔یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مال کا جہاد، جان کے جہاد سے اہم اور مؤکد ہے۔اس میں تو کوئی شک نہیں کہ دو جہادوں میں سے ایک جہاد ہے، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"جس نے ایک مجاہد کو تیار کیا گویا اس نے خود جہاد کیا"۔

جس طرح جان سے جہاد کرنے پر قادر شخص پر جہاد بالنفس فرض ہے، اسی طرح مال سے جہاد کرنے پر قادر شخص پر جہاد بالمال فرض ہے۔ جہاد بالنفس کا فریضہ اس وقت تک ادا نہیں ہوتا جب تک اپنی جان کو اس راہ میں نہ کھپائے۔ اور کامیابی بھی تعداد و وسائل دونوں پر منحصر ہے۔ تو جب کوئی شخص مجاہدین کی تعداد کو بڑھانے پر قادر نہ ہو تو اس پر لازم ہے کہ سازوسامان کے ذریعے مدد کرے"۔

ہم جانتے ہیں کہ بہت سے مسلم تاجر اور صاحب ثروت افراد (اللہ ان کی حفاظت فرمائے) چاہتے ہیں کہ جہاد بالمال کریں۔ اور انہیں انفاق فی سبیل اللہ کا شوق بھی ہے جس کے بدلے وہ اللہ کی رضا کے طلب گار ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں مجاہدین تک اپنے صدقات و خیرات پہنچانے کا کوئی راستہ نہ ملتا ہو یا وہ اللہ کے دشمنوں کے ظلم سے ڈرتے ہوں۔ لیکن اس کے باوجود بھی اس کام میں تگ و دو کرنا لازم ہے اور اللہ کی راہ میں قربانی دینا بھی لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا (الطلاق:۴)

"اور جو کوئی اللہ سے ڈرے گا اللہ اس کے کام میں سہولت پیدا کر دے گا"۔

لہٰذا ان پر لازم ہے کہ وہ علمائے صادقین اور جہاد و مجاہدین سے محبت کرنے والے علما سے پوچھیں۔ اور ایسے افراد کو تلاش کریں جنہیں وہ نیک، امانت دار اور وسائل کو مجاہدین تک پہنچانے پر قادر پائیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس تلاش اور تگ و دو میں تمام تر کوششیں صرف کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:۶۹)

"اور جن لوگوں نے ہمارے لیے کوشش کی ہم ان کو ضرور اپنے رستے دکھائیں گے اور اللہ تو نیکوکاروں کے ساتھ ہے"۔

تمام مسلم ممالک میں ہر مرد، جوان اور عورت پر فرض ہے کہ جو وسائل جمع کر کے مجاہدین تک ارسال کر سکیں وہ جمع کر کے بھیجیں۔ وہ اس طرح اپنے ذمہ کا فرض جہاد ادا کر رہے ہوں گے۔ اور انہیں باذن اللہ میدان میں موجود مجاہدین جتنا اجر ملے گا۔

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ سے روایت ہے کہ

بعث بعثا الى بنى لحيان من هذيل فقال لينبعث من كل رجلين أحدهما والاجر بينهما (مسلم)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہذیل قبیلے کی بنو لحیان شاخ کی طرف ایک لشکر بھیجا اور فرمایا کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک نکلے اور اجر ان دونوں کے درمیان برابر ہے"۔

نیز فرمایا

من جهز غاذيا فى سبيل الله فقد غزا ومن خلفه فى أهله بخير فقد غزا (مسلم)

"جس نے فی سبیل اللہ مجاہد کو لیس کیا گویا اس نے خود جہاد کیا۔ اور جس نے اس مجاہد کے گھر والوں کی دیکھ بھال بھلائی کے ساتھ کی گویا اس نے خود جہاد کیا"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ مزید فرمایا:

من انفق فى سبيل الله كتبت له بسبع مائة ضعف (نسائى)

"جس نے فی سبیل اللہ کچھ انفاق کیا وہ اس کے لیے سات سو گنا لکھا جائے گا"۔

ہم اعلام (جہادی میڈیا) میں کام کرنے والے اپنے مجاہد بھائیوں سے بھی گزارش کریں گے 'اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے' کہ اس معاملہ میں وہ اپنی سمجھ داری اور عقل مندی سے ایک فعال اور کارگر کردار ادا کریں۔

گم نام سخی:

ہم یہاں ان بھائیوں اور بہنوں کا شکریہ ادا کرنا نہیں بھول سکتے جنہوں نے مجاہدین کو وسائل پہنچانے کی بھرپور کوشش کی۔ جنہیں مجاہدین سے نہ کوئی بدلہ مطلوب تھا نہ شکریہ کے طلب گار تھے۔ انہوں نے بہت قربانیاں بھی دیں اور بہت کچھ برداشت بھی کیا ہے۔ ان میں سے بہت سوں نے نصرتِ جہاد کی وجہ سے قید بھی بھگتی ہے۔ مگر اس سب کچھ نے انہیں اپنے بھائیوں کی نصرت کا فرض ادا کرنے سے باز نہیں رکھا۔ یہاں تک وہ بند کٹہروں سے بھی اپنا کام کرتے گئے۔ اللہ کی قسم! مجاہدین تک ایسے متقی نامعلوم لوگوں کے اموال پہنچتے ہیں جنہیں ہم بھی نہیں جانتے۔ جس کی ایک مثال صالح اور نیک خاتون ناصرہ منصورہ کی صورت میں ہے۔ اللہ ان کی اور ان کی طرح دیگر انصار کی بھی مدد و نصرت فرمائے۔ اگر ہم انہیں نہ بھی جان پائیں تو یہ ان کے لیے کوئی باعث خسارہ معاملہ نہیں ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو انہیں جانتے ہیں! شاید یہ ان لوگوں میں سے ہوں جن پر اللہ کا سایہ ہو، اس دن جس دن اللہ کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہو گا۔ ان میں سے [حدیث کے مصداق] ایسا شخص بھی ہو گا جس نے صدقہ دیا اور اسے چھپایا، یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ تک کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ہم ان سب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے دعا کرتے ہوئے انہیں مزید انفاق و صدقات کی ترغیب بھی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت و نگہبانی فرمائے، آمین

ماہِ رمضان اور سخاوت

مفتی محمد مجیب الرحمن دیودرگی

اہل عرب کی جو بنیادی صفات زمانۂ جاہلیت کی مذکور ہیں وہ یہ کہ ان میں شجاعت بہت زیادہ تھی، اور سخاوت بھی ان کا طرۂ امتیاز تھا، جاہلی دور میں ہزار ہا خرابیوں کے باوجود یہ بنیادی خوبیاں اسلام سے قبل بھی ان میں ودیعت تھیں، اسلام نے ان صفات کو مزید نکھارا۔ ان کے لیے مرنا کوئی دشوار و مشکل نہ تھا؛ لیکن اسلام نے انہیں اسلام کے لیے مرنا سکھایا۔ اسی طرح مال خرچ کرنا مہمانوں کی ضیافت جو سخاوت ہی کا اثر ہے ان کی گھٹی میں پڑا ہوا تھا، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کے لیے مکہ مکرمہ آئے ہوئے ہیں؛ مگر تین دن تک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے بغیر کسی گفت گو کے ضیافت فرمائی، نیز اہل عرب میں زمانۂ جاہلیت میں بھی سخاوت بہت ہی زیادہ رائج تھی، جس کا عربی اشعار سے بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے، نیز حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہانے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو صفات بیان کیں ہیں ان میں یہ بات بھی ذکر کی ہے کہ "انک تقری الضیف" کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مہمانوں کی ضیافت فرماتے ہیں، مہمان نوازی درحقیقت سخاوت ہی کا اثر ہے۔

رمضان المبارک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیز و تند ہوا کی طرح سخاوت، فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری)

تیز و تند آندھی سے اس لیے تشبیہ دی گئی کیوں کہ اس آندھی کا نفع وفائدہ ہر ایک کو پہنچتا ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت اور رحمت کا اثر سب کو پہنچتا ہے، اس حدیث سے امام نووی رحمہ اللہ نے کچھ فوائد ذکر فرمائے ہیں:

"ہر وقت انسان سخاوت کرے، رمضان میں خیر کی راہوں میں خرچ کرنے میں اضافہ ہونا چاہئے، نیک لوگوں کے اجتماع پر خرچ کرے، نیکوکاروں کی زیارت کے موقع پر خرچ کرے"۔ (فتح الباری: ج۱، ص۳۱)

ایک اور حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول کچھ یوں ذکر کیا گیا کہ جب رمضان آجاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر قیدی کو چھوڑ دیتے اور ہر مانگنے والے کو عطا کر دیتے۔ (طبقات الکبریٰ: ج۱، ص۹۹)

ایک حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سائل کو کبھی "لا" نہیں کہا یعنی انکار نہیں فرمایا، اس کے سوال کو ٹالا نہیں، کبھی کسی بھی مانگنے والے کو واپس نہیں لوٹایا۔ (فتح الباری: ج۱، ص۳۱)

حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"رمضان میں چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کا زیادہ دور فرماتے تھے، اور قرآن کریم کے ورد سے دل میں استغناء کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور یہی استغناء کی کیفیت انسان کو سخاوت کی راہ پر ڈال دیتی ہے، نیز رمضان میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دیگر دنوں کے مقابلہ میں زیادہ نعمتوں سے نوازتے ہیں اسی سنت الٰہیہ کو اپناتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رمضان میں اپنی امت پر زیادہ خرچ کرتے تھے"۔ (فتح الباری: ج۱، ص۳۱)

اسی کا اثر تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور بزرگانِ دین بالخصوص رمضان المبارک میں سخاوت میں اضافہ کو ترجیح دیا کرتے تھے، ابن عمر رضی اللہ عنہ رمضان میں افطار یتیموں، مسکینوں کے ساتھ فرماتے تھے، بیت المال ان کے لیے کثیر مقدار میں نفقہ جاری کرتا تھا پھر بھی کچھ جمع کر کے نہ رکھتے تھے۔ ایوب بن وائل کہتے ہیں:

"ایک دن ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چار ہزار درہم اور ایک چادر آئی، دوسرے دن ایوب نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ بازار میں جانور کے لیے ادھار گھاس خرید رہے ہیں، جب ایوب بن وائل نے تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے وہ رقم ایک فقیر کو ہدیہ دے دی"۔

(المعجم الوسیط)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"میں لوگوں کے لیے رمضان میں سخاوت کو زیادہ پسند کرتا ہوں، اس میں لوگوں کا فائدہ زیادہ ہے کیوں کہ لوگ عبادتوں میں روزوں میں مشغول ہوتے ہیں"۔ (طبقات الشافعیہ)

حماد بن ابی سلیمان رمضان کے مہینے میں پانچ سو افراد کو افطار کرواتے، انہیں عید میں ہر ایک کو سو درہم عطا کرتے۔ محمد بن احمد اصحاب علم وفضل میں ان کا شمار ہے، اہل علم فقراء پر ان کا احسان مشہور تھا، یہ رمضان میں فقراء کے لیے افطار کا سامان مہیا فرماتے۔ (طبقات الشافعیہ)

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ

"رمضان کا مہینہ تو تلاوت قرآن اور لوگوں کو کھانا کھلانے کا ہے"۔

رمضان میں سخاوت کا فائدہ:

۱۔ یہ بابرکت مہینہ ہے عامل کے اجر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

۲۔ روزہ داروں اور شب بیداروں کی امداد کرنے سے ان کی عبادتوں کے مثل اجر کے ہم بھی مستحق ہوں گے، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی روزہ دار کو افطار کروایا اس کو بھی روزہ دار کے اجر میں کمی کیے بغیر ویسے ہی اجر ملے گا۔

(بقیہ صفحہ ۳۳ پر)

جہاد کے لیے صدقہ کرنے کے فضائل

مولانا سید ولی شاہ بخاری

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایک درہم ایک لاکھ درہم سے آگے نکل گیا!"صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے تعجب سے فرمایا:"یارسول اللہ! یہ کیسے؟"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"ایک شخص کے پاس دو ہی درہم تھے اور اس نے ان میں سے ایک صدقہ کر دیا،جب کہ ایک دوسرا شخص اپنے کُل مال کے ایک چھوٹے سے حصے کی طرف بڑھا اور اس میں سے ایک لاکھ درہم نکال کر صدقہ کر دیے"(چنانچہ پہلا شخص کم دینے کے باوجود آگے نکل گیا)۔ (نسائی:کتاب الزکاۃ،باب جھد المقل)

مسند احمد اور ابوداؤد میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ: ای الصدقة افضل "سب سے افضل صدقہ کون سا ہے؟"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:جهد المقل..."وہ صدقہ جو کم مال والا تکلیف اٹھا کر دے"۔(ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مہار والی اونٹنی لے کر حاضر ہوئے اور فرمایا:هذه فی سبیل الله "یہ اللہ کی راہ میں (صدقہ) ہے"۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:لك بها يوم القيامة سبع مائة ناقة كلها مخطومة ۔"تیرے لیے اس کے بدلے قیامت کے دن سات سو اونٹنیاں ہوں گی جو تمام کی تمام مہار والی ہوں گی"۔(مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من انفق زوجين في سبيل الله دعاه خزنة الجنة،كل خزنة باب: اى فل هلم

"جس شخص نے اللہ کی راہ میں جوڑا(یعنی دو چیزیں)خرچ کیں،اسے جنت کے دربان بلائیں گے،ہر دروازے کے دربان کہیں کہ کہ اے فلاں!ادھر آؤ"۔ (بخاری:کتاب الجهاد والسیر،باب فضل النفقة فی سبیل اللہ)

صحیح مسلم کی ایک حدیث کے آخری ٹکڑے میں ایک صحابیؓ اپنی اہلیہ کو ایک مجاہد کی ضروریات پر مال خرچ کرنے پر ابھارتے ہیں اور فرماتے ہیں:

لاتحسبی عنه شیأ فوالله لاتحسبی منه شیأ فیبارك لك فيه

"اس(مجاہد)کو دینے سے کوئی مال بچا کر نہ رکھنا،اللہ کی قسم اس میں سے کوئی چیز نہ روکنا تاکہ تمہارے اس مال میں برکت ڈال دی جائے"۔(مسلم:باب فضل اعانة الغازی فی سبیل اللہ بمرکوب)

اسی طرح ابن ماجہ کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس شخص نے اللہ کی راہ میں مال بھیجا اور خود گھر میں رُکا رہا تو اسے ہر درہم کے بدلے سات سو درہم ملیں گے۔اور جس شخص نے خود اللہ کی راہ میں جنگ کی اور اسی راہ میں مال بھی خرچ کیا تو اسے ہر درہم کے بدلے سات لاکھ درہم ملیں گے۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:والله يضاعف لمن يشاء"اور اللہ تعالیٰ جس کے لیے چاہتا ہے (اجر)دوچند کیے دیتا ہے"۔(ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

من جهز غازيا في سبيل الله فقد غزا

"جس شخص نے اللہ کی راہ میں لڑنے والے کا سازوسامان پورا کر دیا تو گویا وہ خود لڑا"۔(بخاری:کتاب الجهاد والسیر،باب فضل من جهز غازیا أو خلفه بخیر)

اس طرح ایک اور حدیث میں یہ الفاظ مروی ہیں کہ

من جهز غازيا فی سبيل الله كان له مثل اجره من غير ان ينقص من اجر الغازی شيئاً

"جس شخص نے اللہ کی راہ میں لڑنے والے کا سازوسامان پورا کر دیا اسے بھی لڑنے والے کے برابر اجر ملے گا بغیر اس کے کہ اس لڑنے والے کے اجر میں کوئی کمی واقع ہو"۔(ابن ماجہ:کتاب الجهاد،باب من جهز غازیا)

ایک اور حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کو جنت کی بشارت سناتے ہیں جو مجاہد کو وسائلِ جہاد فراہم کرے:

ان الله عزوجل يدخل بالسهم الواحد ثلاثة نفر الجنة؛صانعه الذی يحتسب فی صنعته الخير،والذی يجهزبه فی سبيل الله،والذی يرمی به فی سبيل الله

"بے شک اللہ عزوجل ایک تیر سے تین بندوں کو جنت میں داخل فرماتے ہیں۔ تیر بنانے والا جو اسے بنانے میں بھلائی کی نیت رکھتا ہو،اللہ کی راہ میں (کسی مجاہد کو)تیر فراہم کرنے والا،اوراللہ کی راہ میں وہ تیر چلانے والا"۔(مسند احمد: حدیث عقبہ بن عامر الجھنی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت ام سنان اسلمیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"میں نے غزوہ تبوک کے موقع پر دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کپڑا بچھا ہوا ہے جس پر کنگن، بازوبند، پازیب، بالیاں، انگوٹھیاں اور بہت سے زیورات رکھے ہوئے ہیں"۔ (ابن عساکر: المجلد الاول)

اس کے برعکس ایک وہ شخص ہے جو کسی طرح بھی مجاہدین کی مدد نہیں کرتا۔ ایسا شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی سخت وعید کا نشانہ بنتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"جس گھرانے کا کوئی فرد بھی قتال میں شرکت کے لیے نہ نکلے، نہ ہی دھاگے یا سوئی یا اس کے برابر چاندی سے کسی مجاہد کی تیاری میں مدد کرے اور نہ کسی مجاہد (کی غیر موجودگی میں اس) کے گھر والوں کی اچھی خبر گیری کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت سے پہلے (دنیا ہی میں) اس پر سخت مصیبت مسلط فرما دیتے ہیں"۔ (المعجم الاوسط للطبرانی)

اسی طرح وہ شخص جو خود صاحبِ مال نہ ہو، وہ بھی اہلِ ثروت حضرات سے مال جمع کرکے یا انہیں جہاد فی سبیل اللہ میں مال خرچ کرنے پر ابھار کر یہ اجر و ثواب سمیٹ سکتا ہے۔ ارشادِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

ان الدال علی الخیر کفاعلہ

"بے شک نیکی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی خود نیکی کرنے والے کی طرح ہے"۔ (ترمذی: کتاب العلم عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء الدال علی الخیر کفاعلہ)

اللہ تعالیٰ ہمیں جہاد جیسی عظیم عبادت میں اپنے جان و مال کے ساتھ شرکت کرنے اور صالح اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆☆

بقیہ: ماہِ رمضان اور سخاوت

۳۔ رمضان خود ایسا مہینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اس مہینہ میں اپنے بندوں پر سخاوت کرتا ہے، رحمت کے ذریعہ، مغفرت کے ذریعہ، آگ سے آزادی کے ذریعہ بالخصوص شب قدر میں بندے بھی بندوں پر سخاوت میں مشغول رہیں۔

۴۔ روزہ اور صدقہ کا اجتماع ہو جائے گا یہ دونوں جنت کو واجب کرنے والے ہیں، ایک حدیث میں آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایسے بالا خانے ہیں کہ اس کے ظاہری حصے سے اندرونی نظارہ ہو گا اور باطن سے ظاہری نظارہ ہو گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سوال کیا وہ کس کے لیے ہو گا؟ یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے گفت گو عمدہ کی اور کھانا کھلایا، اور روزہ پر مداومت کی، اور رات میں نماز ادا کی جب کہ لوگ آرام کر رہے ہوں"۔

بعض اسلاف کا کہنا ہے کہ نماز انسان کو آدھے راستے تک پہنچا دیتی ہے اور روزہ بادشاہ کے دربار تک، اور صدقہ ہاتھ پکڑ کر بادشاہ کے دربار میں داخل کر دیتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے سوال کیا کس نے صبح روزے کی حالت میں کی؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا کون جنازے کے ساتھ گیا تھا؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں، پھر سوال ہوا کہ کس نے صدقہ کیا؟ اس پر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے، پھر سوال کیا؟ کس نے مریض کی عیادت کی؟ آپ نے جواب دیا: میں نے، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ چیزیں جس میں بھی جمع ہو جائیں وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

۵۔ نیز صدقہ روزے کے خلل کی نقصان کو پورا کر دیتا ہے، اسی لیے جن افراد سے روزہ نہیں ہو سکتا انہیں فدیہ دینے کا حکم دیا گیا؛ لہٰذا روزے کی کمی کی تکمیل کے لیے صدقۂ فطر کو واجب قرار دیا گیا، الغرض رمضان المبارک کا معظم مہینہ مالداروں سے مطالبہ کر رہا ہے کہ وہ ماہِ رمضان میں اپنے مالوں سے غربا کا حق نکالیں اور انہیں پہنچانے کا اہتمام کریں، اور اپنے دلوں سے بے نیازی و استغنیٰ پیدا کرتے ہوئے مال کو راہِ خدا میں لٹا دیں۔ اس لیے کہ مال، تو سال بھر آتا جاتا رہے گا لیکن رمضان کا مبارک مہینہ زندگی میں بار بار نصیب نہیں ہوتا، کم از کم اپنا معمول یہ بنائیں کہ ہم اپنے مال سے فرض زکوٰۃ کے علاوہ اتنا حصہ غربا پر خرچ کریں گے، اور اس پر عمل بھی کریں ان شاء اللہ بہت زیادہ نفع ہو گا۔ اس لیے کہ راہِ خدا میں دینا در حقیقت اپنے ہی گھر کو بھر لینا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں سخی بناوے، اور ماہِ رمضان سے کما حقہ استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے، آمین!

قیدی کو چھڑاؤ!

بنتِ ہشام

پرچی بنانے والے نے رقم پوچھی تو انہوں نے پانچ سو کا نوٹ نکال کر اسے دیا۔ وہ طنزیہ ہنسی ہنستے ہوئے کہنے لگا آٹھ دس ہزار تو جمع کراؤ۔ تنگی تکالیف جھیلتی وہ بھی دلیر ہو گئی ہیں، کہنے لگیں ہمارے سب کمانے والے تو تمہارے پاس ہیں میں آٹھ دس ہزار کہاں سے لاؤں؟

ایک دوسری خاتون کہنے لگیں کسی کو کیا خبر کہ ہم اکیلی عورتیں کیسے کیسے رقم جوڑ کر اپنے آدمیوں کے لیے سامان لاتی ہیں...

اسی دنیا میں رہتے ہوئے بہت سے دنیائیں آباد ہیں ان میں سے ایک قیدیوں اور ان کے گھر والوں کی دنیا ہے جن کے گھر والے، کمانے والے رب تعالیٰ کی خاطر قید و بند کاٹ رہے ہیں اور ان کی خواتین کام کر کے گزر اوقات کے لیے کچھ نہ کچھ جمع کرتی ہیں۔ شدید مالی مشکلات کا شکار ہیں۔ اِنہی میں سے چند ایک خواتین پر زندگیوں اور اُن کی معاشی حالت مختصر پیرائے میں:

۱۔ جب سے میرے خاوند کے ساتھ یہ معاملہ پیش آیا ہے رشتہ دار ہمیں چھوڑ چکے ہیں۔ ایک دیور کچھ رقم دے دیتا ہے، میں خود سلائی کرتی ہوں کبھی کپڑے آجاتے ہیں اور کبھی نہیں آتے۔ تینوں بیٹے بالترتیب بارہ، دس اور سات سال کے ہیں۔

۲۔ شوہر اور داماد جیل میں جب کہ بیٹا لاپتا ہے۔ دونوں بچیوں کے ساتھ مل کر سلائی کرتی ہوں اور خواتین کے استعمال کی چیزیں (فروخت کے لیے) گھر میں رکھی ہیں مگر "دہشت گردوں" کے گھر کم لوگ آتے ہیں۔

۳۔ جوڑوں کے درد کی مریضہ مشکل سے اپنا آپ گھسیٹتی وہ بوڑھی عورت سب کی توجہ کا مرکز رہتی ہے۔ اس کا چہرہ ہمیشہ آنسوؤں سے تر رہتا ہے۔ دونوں بیٹے اٹھائے گئے تو ایک بہو نے خلع لے لی اور دوسری نے قطع تعلق کر لیا۔ فوت شدہ خاوند کی پینشن آجاتی ہے اسی سے بیٹے کے لیے کچھ سامان لے آتی ہوں۔

۴۔ مقدمہ عدالت میں چل رہا تھا، عدم ثبوت کی بنا پر رہائی قریب تھی کہ شیطان صفت جج نے تین لاکھ کا مطالبہ کر دیا مگر جنہوں نے وکیل کو مکمل کیس کے دس ہزار دیے تھے وہ تین لاکھ کہاں سے لاتے، جج نے تین پیشیوں کی مہلت دی۔ رقم ادا نہ کرنے پر سزائے موت سنا دی۔ جو ملزم بری ہونے کے قریب ہو اس کی اتنی بڑی سزا سن کر سرکاری وکیل بھی حیران تھا۔ وہ جج سے کہنے لگا سزا ہی دینی ہے تو دس بارہ سال کی دے دو۔ جج کا جواب تھا آج تین لاکھ دے دیں تو آج بری کر دوں گا.... سفید پوش لوگوں کی جاننے والوں نے بھی مدد نہیں کی کہ کہیں وہ مالی مدد کے مجرم نہ قرار پائیں۔

۵۔ بیٹے کو ڈیڑھ سال ہو گیا ہے مگر گھر والے ابھی تک بچے سے ملنے جیل آئے اور نہ ہی وکیل کیا ہے کیونکہ ان کے پاس کرایہ خرچ کی رقم بھی نہیں ہے۔ جو کچھ تھا باقی دو بیٹوں پر لگا چکے ہیں۔ بیٹا پیغام بھیج بھیج کر تھک گیا ہے کہ ایک دفعہ اپنے چہرے تو دکھا دو۔

۶۔ وہ شرم سے چہرہ دوسری طرف موڑ کر اپنے ساتھی سے سرگوشی میں پوچھ رہا تھا "آپ کے گھر والے دو ہزار دے سکیں گے؟ میری امی مجھے ملنے تو آئی ہیں مگر واپسی کے لیے کرایہ موجود نہیں ہے"۔

ہاتھ تھک جائیں گے مگر ان کہانیوں کا اختتام نہیں ہو گا.........

اللہ تعالیٰ کے دین پر عمل کرنے کو ہم پسند کرتے ہیں اس کی خاطر تکالیف اٹھانے کی ہمت بھی دلاتے ہیں لیکن جو اس دین پر عمل کرتے ہوئے مسائل اور قید و بند کا شکار ہو جائے اسے بے وقوف، کم عقل، شدت پسند، جاہل جیسے خطاب دیتے ہیں اور اُس سے کنی بھی ہم ہی کتراتے ہیں مبادا ہمیں اس کا ہم خیال اور ساتھی نہ سمجھ لیا جائے۔

اسی کشمکش میں ہم نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "فکوا العانی" کو فراموش کر چکے ہیں۔ ہمیں اور جگہ صدقہ کرتے دل اتنا تنگ نہیں پڑتا جتنا ان "دہشت گردوں" کے گھر والوں اور ان کی مدد کرتے ہوئے اچھنبا محسوس ہوتا ہے۔

کیا ہم امام قرطبیؒ کے اس قول کو بھول گئے کہ

> "قیدیوں کا چھڑانا واجب ہے اگرچہ ایک درہم بھی باقی نہ بچے۔ اور قیدیوں کو چھڑانا مسلمانوں پر فرض ہے اور مال کے ذریعے چھڑانا زیادہ تاکیدی فرض ہے کیونکہ یہ جان قربان کرنے سے آسان اور ہلکا ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ قیدیوں کے ساتھ [جس طرح ممکن ہو رہائی اور دیگر معاملات میں] تعاون کریں کیونکہ یہ فدیہ دے کر چھڑانے سے بھی آسان ہے"۔

ہمارے علما نے ہمیں بتایا ہی نہیں کہ علامہ ابن خویزؒ فرما گئے ہیں:

> "احادیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کو چھڑایا ہے، چھڑانے کا حکم دیا ہے، اسی پر مسلمانوں کا عمل چلا ہے اور اسی پر اجماع ہے"۔

امام مالکؒ باطل کے سامنے ڈٹ کر ظلم برداشت کرتے رہے، یہ سب کو پتا ہے لیکن ان کے اس قول کو شاید ہم نے سنا پڑھا ہو:

> "قیدیوں کو چھڑانا مسلمانوں پر لازم ہے چاہے اس میں ان کا سارا مال ہی چلا جائے"۔

افسوس! دین کے نام لیوا صدقہ کرنے اور اس کی ترغیب دلانے کے لیے سہولت والے راستے منتخب کیے بیٹھے ہیں۔

☆☆☆☆☆

شیخ اسامہ کو کچھ ہوا تو سازش میں شریک حکومتوں کے خلاف جہاد فرض ہوگا

شیخ الحدیث مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک یادگار فتویٰ

۱۹۹۸ء میں جب محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کو امریکی کمانڈوز کے ذریعہ گرفتار کرنے کی زوردار مہم چلی اور کروز میزائل کے حملے بھی ہوئے تو خدشہ تھا کہ پاکستان اس مہم میں امریکہ سے بھرپور تعاون کرتے ہوئے شیخ کو گرفتار کرانے میں مدد دے گا، اس موقع پر حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے شیخ کی گرفتاری یا شہادت کی صورت میں پاکستان میں جہاد فرض ہونے پر ایک جرأت مندانہ فتویٰ دیا تھا، ذیل میں اس یادگار فتویٰ کو شائع کیا جارہا ہے۔[ادارہ]

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتویٰ میں کہا تھا کہ

"اسامہ بن لادن کو گرفتار کیا گیا یا ان کو نقصان پہنچایا گیا تو جتنی ملکی یا غیر ملکی حکومتیں یا دیگر قوتیں اس عمل میں شریک ہوں گی شرعاً ان کے خلاف جہاد فرض ہوگا، کیونکہ شیخ اسامہ بن لادن اس وقت دنیا میں جہاد اور غلبہ اسلام کے علم بردار ہیں اور اپنا تن من دھن غلبہ اسلام کے لیے قربان کرچکے ہیں اور غلبہ اسلام ہی کے لیے اپنی پر تعیش زندگی ترک کرکے قربانی اور مشقت کی زندگی بردا☆☆☆☆☆ہیں۔ ظاہر ہے کہ شیخ اسامہ کی گرفتاری پاکستانی گورنمنٹ اور ایجنسیوں کے تعاون کے بغیر ناممکن ہے، لہٰذا ان کو گرفتار کیا جاتا ہے تو یہ صرف پاکستان کے تعاون سے ہوگا، لہٰذا اس صورت میں فتویٰ دیتا ہوں کہ **شرعاً مسلمانوں پر خصوصاً پاکستانی مسلمانوں پر موجودہ حکومت کے خلاف جہاد کرنا فرض ہوگا۔** حکومتِ پاکستان اور سعودی حکومت کو شیخ اسامہ کی گرفتاری کی بجائے یہود کی غلامی سے آزادی پر اپنی قوتیں صرف کرنی چاہئیں۔ اس وقت امریکی فوجیں سعودی عرب اور دیگر خلیجی اور تیل پیدا کرنے والے ممالک میں لاکھوں کی تعداد میں موجود ہیں، جن میں اکثریت یہودیوں کی ہے، اور ان ممالک کی حکومتیں ان کے دیگر اخراجات کے علاوہ ان کو خنزیر اور شراب مہیا کرتی ہیں، اور ان کی جنسی تسکین کے لیے ان ممالک کی مسلمان بچیوں کو استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا شرعاً ان ممالک کے سربراہوں کے خلاف مسلمان عوام کے لیے بغاوت کرکے ان کو کیفرِ کردار تک پہنچانا فرض ہے، اس وقت امریکہ اور دیگر مغربی ممالک عربوں کے تیل کو زبردستی ان سے ۱۳ ڈالر فی بیرل خرید رہے ہیں جو واضح ڈاکہ ہے، اور مسلمانوں کو اربوں ڈالر کا سالانہ نقصان ان ممالک کے بزدل سربراہوں کی وجہ سے پہنچ رہا ہے۔ **لہٰذا شرعاً ان سب کا معزول کرنا واجب ہے۔** اب اللہ کے فضل و کرم سے مسلمان نوجوانوں میں جو جذبہ جہاد بیدار ہورہا ہے اس میں جہادِ افغانستان کے علاوہ شیخ اسامہ کی محنتوں کو بھی دخل ہے۔ **لہٰذا اگر شیخ کے وجود کو نقصان پہنچتا ہے تو پاکستانی حکومت لازماً اس میں شریک ہوگی۔** کیونکہ امریکا اور یہودی کمانڈوز براستہ پاکستان اس آپریشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا چاہتے ہیں، **لہٰذا اس صورت میں اگر خدانخواستہ ایسا ہوا تو پاکستان کے مسلمان عوام پر اس عمل کو روکنے کے لیے جہاد فرض ہوگا۔** میں افغانستان کی اسلامی حکومت طالبان کو بھی خبردار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ افغانستان کی سرزمین پر شیخ کے وجود کو کسی بھی طرح کا نقصان پہنچا تو دنیا بھر کے مسلمانوں کی ہمدردیاں طالبان سے ختم ہوجائیں گی۔ اس کے علاوہ میں ملک بھر کے علما سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جمعہ کے خطبات اور دیگر موقعوں پر مسلمان عوام کو اس سازش سے آگاہ کریں"۔

فقط

(ڈاکٹر مفتی) نظام الدین شامزئی

امیر مجلس تعاونِ اسلامی پاکستان از بستر علالت

میرے محبوب پاکستانی بھائیو!

کب تک ہم ایسی ذلت آمیز خبریں سنتے رہیں گے اور ٹس سے مس نہیں ہوں گے؟ کب تک اپنے اوپر ایسے گھٹیا لوگوں کا مسلط رہنا قبول کیے رہیں گے؟ کب تک ظلم پر خاموشی کا یہ مجرمانہ رویہ اختیار کیے رکھیں گے؟ کیا ہم اللہ کے عذاب سے بالکل ہی بے خوف ہوگئے ہیں؟ کیا ہم گوانتاناموا اور بگرام میں قید عرب و عجم کے ان مجاہد بھائیوں کی بددعاؤں سے ڈرتے نہیں جنہیں ہمارے ملک کی فوج نے ڈالروں کے عوض بیچ ڈالا؟ کیا ہمیں بہن عافیہ صدیقی کی آہوں اور ان کے بچوں کے رب کے دربار میں اٹھے ہوئے معصوم ہاتھوں سے بھی خوف نہیں آتا کہ جنہیں ہماری ہی خفیہ ایجنسیوں نے امریکہ کے حوالے کیا؟ کیا ہم پر قبائل اور بلوچستان کی ان بیواؤں کی آسمان کو چیرتی پکاروں سے بھی دہشت طاری نہیں ہوتی کہ جن کے شوہر ڈرون حملوں میں شہید کردیے گئے یا جن کی مسخ شدہ لاشیں ایف سی نے سڑک کنارے پھینک دیں؟

کیا ان سب جرائم پر خاموشی کل کو اللہ کے دربار میں کوئی عذر بن سکے گا؟ کیا یہ بے حسی اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف نہیں؟ ربِ قہار کی غیرت آخر کب تک ان مظلوموں کی آہیں سنتے رہنا برداشت کرے گی؟ اگر اب بھی نہ اٹھے تو شاید دوبارہ سنبھلنے کی مہلت نہ ملے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"یقیناً اگر لوگوں نے ظالم کو (ظلم کرتے) دیکھا اور پھر بھی اس کا ہاتھ نہیں روکا، تو قریب ہے کہ اللہ ان سب پر اپنا عذابِ عام کردے"۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کی خاطر غیرت کرنے والا، ظالموں کا ہاتھ روکنے والا اور ایمان پر اپنی ہر متاع لٹانے کے لیے تیار رہنے والا بنادے، آمین!

شہید عالم ربانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ

شیخ اسامہ ؒبن لادن کی زندگی کا ایک ناقابلِ فراموش واقعہ

شیخ خبیب السودانی حفظہ اللہ

شیخ ابراہیم احمد محمود القوصی (خبیب السودانی) حفظہ اللہ، محسنِ امت شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے قریبی ساتھی ہیں' جو کہ سوڈان سے لے کر "قریۃ العرب" قندھار تک آپ رحمہ اللہ کی معیت میں رہے۔ امارت اسلامیہ افغانستان کے سقوط کے بعد آپ گرفتار ہوئے اور گوانتاناموبے میں قید رہے۔ جہاں سے ۲۰۱۰ء میں اللہ تعالیٰ نے گوانتاناموبے سے آپ کی رہائی کے اسباب پیدا فرما دیے، جس کے بعد ۲ سال تک آپ کو سوڈان میں نظر بند رکھا گیا۔ بعد ازاں آپ نے یمن ہجرت کی اور اب آپ جماعۃ قاعدۃ الجہاد جزیرۃ العرب کے رہنما ہیں۔ زیر نظر مضمون شیخ اسامہ رحمہ اللہ کی شہادت کے بعد جماعۃ قاعدۃ الجہاد جزیرۃ العرب کے انگریزی مجلہ "انسپائر" میں شائع ہوا۔ [ادارہ]

نیروبی اور دارالسلام میں کارروائیوں کے فوراً بعد، افغانستان میں القاعدہ کی اقتصادی صورت حال تغیر کا شکار ہو گئی۔ ان واقعات کے منفی اثرات کے خوف سے سوڈانی حکومت نے شیخ اسامہ ؒبن لادن کے مالی اثاثے منجمد کر دیے۔ سوڈان سے آنے والی معمولی امدادی رقم کو اچانک سے روک لیا گیا۔ اقتصادی حالات بہت ہی سنگین صورت حال اختیار کر چکے تھے جس کے نتیجے میں روزمرہ کے بجٹ کو کاٹ کر انتہائی اہم ضروریات کو پورا کرنے کے لیے محدود کر دیا گیا تھا۔ آپ ایسی گھمبیر صورت حال کی سختی تصور کر سکتے ہیں! ملٹری کمیٹی کے زیر نگرانی معسکرات کے لیے غذائی بجٹ روک لیا گیا تھا۔ اور ساتھیوں کو اب نئے ذرائع کی جانب سے مالی معاونت پر ہی بھروسہ کرنا تھا۔ جب کہ ان کے خاندان بھی اسی طرح گزر بسر کرتے تھے کیونکہ انہیں ان کے ماہانہ مشاہرہ سے بھی آدھی رقم بمشکل حاصل ہوتی تھی۔ جن میں سے اکثر لوگ قلیل مالی فائدہ کی خاطر اپنی تنخواہ کو دوسری کرنسی میں تبدیل کروالیتے۔

ایک خوب صورت دن، قندھار ایئرپورٹ کمپاؤنڈ میں ہمارے چھوٹے سے گاؤں کی ایک مسجد میں ظہر کی نماز کے بعد، شیخ اسامہ ؒرحمۃ اللہ نے کھڑے ہو کر ہم سے خطاب کیا۔ انہوں نے اللہ عزوجل کی حمد و ثناء سے آغاز کرتے ہوئے کہا:

> "ایسا میرے ساتھ کبھی نہیں ہوا کہ ایک ایسا دن بھی آئے گا جب مجھے پانچ ہزار ڈالر کی رقم ملنے پر بے انتہا خوشی کا احساس ہو گا۔ بفضل اللہ تعالیٰ، کل ہمیں ایک نیک خیر خواہ کی طرف سے امداد وصول ہوئی ہے۔ صرف اللہ پاک جانتا ہے کہ میں کس قدر خوش ہوں!"۔

ان چند منٹوں میں شیخ کے ادا کیے گئے مختصر الفاظ نے ہم پر گہرا اثر ڈالا۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی، ایسے کہ آنکھیں آنسوؤں سے تر تھیں۔ یہ رقم ملنے یا ہماری موجودہ صورت حال میں قدرے آسانی میسر ہونے خوشی کے آنسو نہ تھے۔ مسلسل کی تنگ دستی اور مصائب کے باوجود، ہم میں سے کسی نے بھی ایسا نہیں سوچا۔ اور اللہ کریم کے کرم سے تین وقت کے کھانے کی بجائے ہم دو وقت کے کھانے پر بھی اللہ کے مشکور تھے۔ جب کہ شعب ابی طالب میں محصور ہونے کے دوران، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحابؓ اتنی سخت تنگی میں تھے کہ بھوک سے بلکتے بچوں کے رونے کی آوازیں سنا کرتے تھے۔ ایسی سخت آزمائش کے مقابلے میں ہم تو بالکل بھی مشکلات میں نہ تھے۔ ہماری آنکھوں میں ہمارے شیخ اسامہؒ کے لیے ستائش، توقیر و منزلت کے آنسو تھے۔ شیخ اسامہؒ عزیمت کا پہاڑ تھے۔ یہ عالی رتبہ شیخ، جو سونے کا چمچہ منہ میں لے کر ایک ایسی متمول دنیا میں پیدا ہوئے جو ہزاروں لاکھوں ڈالروں کے مالک تھے۔ اتنی تونگری و امیری سے وہ ایک پُر تعیش زندگی جی سکتے تھے، ایک ایسی زندگی جسے صرف تصور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس امارت کے باوجود، انہوں نے اللہ کی طرف سے اجر عظیم پانے کا سودا کیا۔ آخرت کی دائمی خوشیاں اور عیش و عشرت کا انتخاب کیا۔

اور وہ یہاں قندھار کے قریب ایئرپورٹ کے کمپاؤنڈ میں ہمارے ساتھ ہماری طرح کی زندگی گزار رہے تھے۔ یہ اقبال مند مکان، جسے شیخ اسامہؒ نے رہائش کے لیے چنا تھا، اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود، اچھی طرح تعمیر کیا گیا تھا۔ یہ سنسان سا صحرائی علاقہ کم و بیش ساٹھ گھروں پر مشتمل تھا۔ ہر گھر میں دو کمرے، ایک باورچی خانہ اور ایک حمام تھا۔ ان گھروں کے گرد کوئی بھی حفاظتی دیوار نہیں تھی اور دیہاتی لوگ انہیں اپنے مویشیوں کی آرام گاہ کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ تمام گھر خالی تھے، اور دیواروں کے علاوہ جو کچھ بھی اندر موجود تھا، وہ افغان روس جنگ میں مال غنیمت سمجھ کر اٹھا لیا گیا تھا۔ اور اگر ان دیواروں کو بھی لے جانا ممکن ہوتا تو وہ بھی لے جاتے۔

دیوار پر آپ کو ایک ہاتھ جتنی بھی جگہ صاف و سالم نہ نظر آتی، گولی لگنے کی وجہ سے دیوار میں ایک سوراخ تھا، یا پھر گولہ لگنے کی بنا پر ایک شگاف پڑ گیا تھا۔ اس مکان میں کوئی بھی بنیادی ضرورت کا سامان موجود نہیں تھا۔ پانی کی فراہمی کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ پانی کنوؤں سے حاصل کیا جاتا تھا۔ بجلی کی تاریں بھی نہیں تھیں بلکہ لالٹین کے ذریعے روشنی کی جاتی، نہ ہی نکاس کا کوئی باقاعدہ نظام تھا۔ بلکہ غسل خانہ کے پیچھے ایک میٹر گہرا گڑھا کھودا گیا تھا جسے تنکے کی چٹائی اور مٹی کی ایک تہہ سے ڈھک دیا گیا تھا۔ تمام گھروں کی چھتیں اور دیواریں جالوں سے بھری ہوئی تھیں، اس کے علاوہ چوہوں اور سانپوں کے بل بھی موجود تھے۔ سب سے حیران کن بات یہ تھی کہ جیسے ہی ہم قندھار پہنچے اور اس سے پہلے کہ ہم گھروں کی صفائی کا کوئی بندوبست کرتے، شیخ اسامہؒ سب سے پہلے اپنے خاندان کے ساتھ کمپاؤنڈ میں داخل ہوئے۔ انہوں نے اپنے گھر کے دروازے اور کھڑکیوں پر چادریں

ڈال دیں۔ جب بھائیوں نے فیصلہ کیا کہ ہر ایک اپنے گھر کی حفاظتی دیوار خود تعمیر کرے گا تو آپ دیکھتے کہ شیخ اسامہؒ بن لادن اپنے بیٹوں کے ساتھ، سب اپنے پاؤں اور ہاتھوں سے مٹی گوندھتے اور دیوار تعمیر کرتے جاتے اور ساتھ ساتھ ایک یمنی نغمہ گنگناتے:

"چاروں نے اونٹ کو گرفت میں لیا،

مگر اونٹ ان کے قابو نہ آیا۔۔۔"

مجھے آج بھی یاد ہے کہ انہوں نے مغرب سمت والی ٹیڑھی دیوار کیسے مکمل کی، جو کہ پہلی بارش برسنے پر ہی گر پڑی تھی۔

اور اگر آپ ہمارے شیخ کے ''محل'' میں داخل ہوتے تو اس کی حالت بیان کرنے کے آپ کو لغت میں بھی کوئی مناسب لفظ نہ مل پاتا۔ آپ کی آنکھیں ان کی عظمت و وقار سے نم ہو جاتیں اور آپ گہری عقیدت کے ساتھ اس عظیم شیخ کو کچھ اس طرح خراجِ تحسین پیش کرتے کہ اے شیخ! آپ کے بعد آنے والے آپ کی ہمسری کی کوشش کرتے ہوئے یقیناً تھکان کا شکار ہوں گے... شیخ کا صحن چار گھروں پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ایک گھر مکمل طور پر تباہ ہو چکا تھا، اسے گھوڑوں کا اصطبل بنا دیا گیا تھا۔ باقی تین گھر ان کی زوجات اور بیٹیوں کے لیے تھے۔ ہر گھر کے آگے سوکھی گھاس سے بنا ایک سایہ دار راستہ موجود تھا، جو قیلولہ کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ شیخ اسامہؒ نے اپنے صحن کو ایسے بنایا جو زرعی تحقیقاتی مرکز نظر آتا تھا۔ انہوں نے وہاں مختلف فصلیں، اور سبزیاں جدید انداز میں بیج دی تھیں۔ ان میں سے کچھ فصلیں پھل پھول کر بڑھ گئی تھیں۔ یہ سب دیکھ کر آپ بے ساختہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ ''یا شیخ الکریم! اللہ پاک نے آپ کو بابرکت ہاتھ عطا فرمائے ہیں''۔ اور اگر آپ ان کے صحن میں نظر ڈالتے تو سامنے ایک خیمہ دیکھتے، یہ خیمہ ان کے بیٹوں کے لیے تھا، شیخ اسامہؒ کے اپنے جگر گوشے، ان کے بیٹے اس خیمے میں زندگی بسر کر رہے تھے کیونکہ گھر میں کوئی اضافی کمرے نہیں تھے۔ یہ دیکھ کر مجھے اچانک سوڈان میں ہونے والی وہ زبردست مجلس یاد آ گئی، جس میں شیخ کے انکشافات نے ہمیں حیرت و استعجاب میں ڈال دیا تھا۔

۱۹۸۰ء کی دہائی میں، ہمارے عظیم شیخ اپنی بیویوں اور بچوں کے ساتھ جدہ کے ایک مشہور مضافاتی علاقے میں، لکڑی کی چھت والے عام سے گھر میں مقیم تھے۔ شیخ اسامہؒ کے بڑے بھائی 'جو خاندان کے سربراہ ہونے کے ناطے شیخ کی طرز زندگی پر ناخوش تھے' وہ چاہتے تھے کہ ان کے بھائی اسامہ بن لادن اپنے معاشرتی معیار کے برابر اور مناسب جگہ پر رہتے ہوئے زندگی گزاریں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خرچ پر اپنے بھائی شیخ اسامہ کے لیے ایک محل تعمیر کروایا اور تحفہ دینا چاہا۔

یہ کہانی سناتے ہوئے، شیخ اسامہؒ کے پاس صرف مَیں اور ابو طلحہ السوڈانی ان کے ساتھ موجود تھے۔ چنانچہ شیخ نے ہم سے محل کی قیمت کا اندازہ لگانے کے لیے کہا۔ میں نے سوڈان کے مقابلے میں محل کی قیمت کا اندازہ کرتے ہوئے جواب دینے میں پھرتی کی: ''ایک ملین ریال''

شیخ دھیما سا مسکرائے، اور کہا: ''اس میں اضافہ کیجیے''۔

میں نے کہا: ''دو ملین''۔

انہوں نے کہا: ''نہیں! اور اضافہ کیجیے''۔

میں نے کہا ''پانچ ملین''۔

انہوں نے نفی میں سر ہلایا اور بتایا کہ: ''یہ اس سے بھی زیادہ ہیں''۔

میں نے آخری نشانہ مارتے ہوئے کہا: ''چلیں، بیس ملین، اس محل کی قیمت کافی ہونی چاہیے''۔

شیخ تکرار سے کہتے جاتے: ''مزید اضافہ کیجیے''۔

بالآخر میں نے کہا: ''اے شیخ، یہ قیمت اس سے زیادہ تو نہیں ہو سکتی''

انہوں نے کہا: ''ٹھیک ٹھیک! حقیقت میں اسّی (۸۰) ملین سعودی ریال۔ آپ کو برا نہ لگے تو عرض کروں کہ بلاد الحرمین میں شہزادوں اور تاجروں کے عظیم الشان محلات کے مقابلے میں یہ بالکل مناسب سا محل ہے''۔

ابو طلحہ اور میں حیرت زدہ رہ گئے؛ یہ بہت بڑی قیمت تھی جسے ہم نے کبھی تصور بھی نہیں کیا۔ میں خاموشی سے سوچنے اور خود سے سوال کرنے لگا؛ اسّی ملین سعودی ریال، کیا یہ مناسب قیمت تھی؟ اس وقت اسّی ملین سعودی ریال بیس ملین ڈالروں سے زیادہ رقم تھی! مجھے شک گزرنے لگا کہ نام نہاد وائٹ ہاؤس بھی جب تعمیر کیا گیا تھا تو ایسی ہی مالیت کا ہو گا۔ کم و بیش ان تیس سالوں کے بعد، آپ اسّی ملین ریال کی قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتے ہیں؟

تصور کریں کہ ۸۰ کی دہائی میں ان اسّی ملین سعودی ریال کے ساتھ آپ دنیا کا ہر طرح کا آرام، تعیش، زیب و زینت حاصل کر سکتے تھے۔ وقت نکال کر ذرا اس تصور کو ذہن میں لائیں اور پھر سوچیں۔ ایک لمحے کے لیے بھی یہ خیال دل میں مت لائیں کہ شیخ اسامہؒ اس محل میں رہائش پذیر ہونا چاہتے تھے۔ کسی ایک لمحے بھی اس تعیش اور آراستہ زندگی کا خیال ان کے قانع دل پر غالب نہ آیا۔ انہوں نے اپنے بھائی سے معذرت کی اور نہایت شائستگی سے اُن کی پیش کش کو مسترد کر دیا۔

شیخ اسامہؒ بن لادن کا مزاج کبھی اس بات پر میلان خاطر نہ ہوا کہ وہ خود کو ایک پُر تعیش زندگی میں غرق کر لیں، اور ایک ایسے وقت میں جب حقائق کھلی آنکھوں پر واضح ہو چکے تھے؛ روزانہ کی بنیاد پر مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کو دکھایا جاتا تھا۔ سفاکانہ مظالم کی تصاویر اور مناظر جو کسی بھی دماغ کو چکرا دیں اور خاکستر کر دیں۔ معصوم مسلمانوں کی لہولہان تصاویر جو پہاڑوں کو بھی لرزہ کر ریزہ ریزہ کر دیں۔

شیخ اسامہؒ کے دل میں موجود امت کے درد نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ وہ ان لوگوں کی طرح ہو جائیں جو مسلمانوں پر ہونے والے مظالم سے منہ موڑ کر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئے تھے۔ بالکل اسی طرح وہ ممتاز شخصیات بھی جن کو امت مسلمہ کی حالتِ زار اور مظلوم مسلمانوں کے لیے، اللہ سے دعا کرنے کے علاوہ کوئی اور حل نہ سوجھا۔ جو ساکت وجامد بیٹھے "حکام" کی منت سماجت کر رہے ہیں کہ اٹھیں اور اپنی ذمہ داریاں نبھائیں اور "طاقت کے زور پر" ظلم کا خاتمہ کریں۔ شیخ اسامہؒ کی غیرت نے اس بات کو بھی قبول نہ کیا کہ وہ تلبیسِ حق اور کتمانِ حق کرنے والے گروہ میں شامل ہو جائیں۔ وہ جو بیٹھ کر پروگرام کر رہے ہیں اور غیر اہم امور اور فروعات کو ترجیح دے رہے ہیں، رفاہی ادارے قائم کر کے اپنی دولت اس میں جھونک رہے ہیں؛ جب کہ کفار کو کھلی اجازت دے رکھی ہے کہ وہ مسلمان ممالک میں آزادی سے آوارگی کرتے پھریں۔ اپنے احکامات وقوانین لاگو کرنے، مسلمان کا خون بہانے، ان کی مال و دولت کو لوٹنے اور ہضم کرنے، بدعنوانی اور اپنے مفادات کی خاطر ابتری وانتشار پھیلانے کے لیے، جو دل چاہے کرتے پھریں۔

یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ شیخ اسامہؒ مسلمانوں کو درپیش مسلسل مصائب کو دیکھ کر بھی اپنی حمیت اور غیرت کو ٹھنڈا رکھتے؟ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ شیخ اسامہؒ، حالاتِ حاضرہ پر مباحثے اور بے کار سیاست میں پڑ کر پیچھے بیٹھ رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھ کر کچھ نہ کرتے اور کچھ ممتاز شخصیات کی طرح اپنے پیچھے رہ جانے کو مصلحتوں اور بہانوں سیلاب سے واضح کرنے کی کوشش کرتے؟

شیخ اسامہؒ بن لادن، دنیا بھر میں مسلمانوں کے ساتھ ہونے والے ذلت آمیز سلوک اور نہایت دردناک اور دل کو ٹھیس پہنچانے والے حقائق کے شاہد خود تھے۔ انہیں نے ہر زاویہ اور شرعی دلیل اور نقطہ نظر سے جائزہ لیا۔ شیخ اسامہؒ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سب سے اہم چیز یعنی ایمان لانے کے بعد، دوسروں (کفار) کی طرف داری بالکل بے کار سی چیز ہے۔ یعنی، ایمان کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں کے دین اور غیرت میں بگاڑ پیدا کرنے والے دشمن کو اپنی سرزمین سے نکال باہر کریں۔

شیخ اسامہؒ کو اس بات پر یقین تھا کہ تاریخ اپنے آپ کو دوہرا رہی ہے اور وقت اور حالات لوگوں کے درمیان اسی طرح پھیر کر آ رہے ہیں۔ اور آج ہمارے عہد کا سب سے بڑا فرعون، امریکہ کھڑا ہو کر متکبرانہ انداز میں اپنی طاقت کا اعلان کر رہا ہے: "مجھ سے بڑھ کر طاقت ور کون ہے؟"۔ "ہماری قومیت کے پابند رہو ورنہ ہم تمہیں تمہاری ہی سرزمین سے مٹا ڈالیں گے"۔ "اور اگر تم ہمارے بر خلاف چلو گے تو ہم تمہیں قید کر دیں گے"۔

شیخ اسامہؒ بن لادن نے اس حقیقت کا ادراک کر لیا تھا کہ امریکہ نے دنیا بھر کی اقوام کے سامنے صرف دو ہی اختیارات رکھے تھے؛ یا تو کفریہ نظام کے تحت زندگی بسر کریں۔ یعنی جمہوریت، لادینیت، اشتراکیت کے تحت، یہ تمام نظام حکومتوں کے ذریعے سے اسلحے کے زور پر مسلط کیے گئے۔ وہی حکومتیں جو کافر ریاستوں کے مفاد کے لیے کام کر رہی ہیں جن کا سرغنہ امریکہ ہے۔ یا پھر دہشت گردی کے کلنک کے ساتھ، آگ کے گڑھے میں کود کر، اس کے بحری بیڑوں، جنگی طیاروں، راکٹ لانچروں اور اس کی "فنِ حربی" بم باریوں کا نشانہ بن کر موت کو گلے لگائیں۔

شیخ اسامہؒ کو اس بات پر یقین تھا کہ اگر ہم نے کفریہ ملت کے آگے جھک کر زندگی گزارنا قبول کر لیا تو کبھی بھی کامیابی کا حصول ممکن نہیں ہے۔ تاہم، اس ایک اختیار کو بغیر کسی مرضی یا خوشی کے چھوڑنے کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ اور ویسے بھی لوہا لوہے کو کاٹتا ہے۔ جہاد کے بغیر، اس امت کی دنیوی واخروی فتح، آزادی وخوشحالی اور عظمت وشان وشوکت کا حصول ممکن نہیں ہے۔ تمام ذرائع بروئے کار لاتے ہوئے امریکہ سے جنگ کی جائے، تمام مصائب اور ہر طرح کے پیش آمدہ نتائج کا بوجھ برداشت کیا جائے، یہ سب کاوشیں انمول ہوں گی جیسے کہ طویل عرصے سے ہمارا دین قائم ودائم ہے۔ (فتنہ قتل سے زیادہ سخت ہے)

شیخ اسامہؒ بن لادن نے حتمی فیصلہ کیا اور بیعتِ عقبہ کے اَصحاب کے راستے پر چلنے کا انتخاب کیا۔ پس، انہوں نے اللہ علیم وحکیم سے عہد کیا اور اس کے دین کے دفاع کی خاطر اپنے مال جان سے جہاد کرنے کی بیعت بھی اللہ عزوجل سے ہی کی۔

شیر بھی کبھی بھیڑ بکریوں کی طرح ہوئے ہیں جنہیں ایک چھڑی سے ہانک دیا جائے یا دور سے پتھر پھینک کر منتشر کر دیا جائے؟ بہت کم مرد جنہوں نے مردانہ غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ "ہمارے گھر محفوظ نہیں ہیں اور ہمیں ڈر ہے کہ ہمیں کوئی مصیبت نہ آ لے"۔ پھر انہوں نے خواہش کی کہ وہ صحراؤں میں اعرابیوں کے درمیان جا کر پوچھ گچھ کریں کہ حقیقی اور سچے مردوں نے کیا نمونہ پیش کیا۔ اور یہ عظیم شیخ اسامہؒ بن لادن ہی تھے جن کی آواز کی گرج نے ظالموں کے تخت ہلا کر رکھ دیے،

(عربی اشعار کا ترجمہ)

ذی کفاہ کی مستعدی کی مثل خود کو تیار کر لو
اب معاملہ بالکل واضح ہے،
تم نے ہمیں چھوڑ دیا اور کفار ہم پر غالب آ گئے
کافر بھیڑیے میرے پَروں کو چیر پھاڑ رہے ہیں،
کافر بھیڑیے ہمارے خلاف سازشیں بُن رہے ہیں،
شریر لوگوں کو ہمارے خلاف مشتعل کر رہے ہیں،
جہاں اسلام کے حریت پسند بیٹے ہتھیاروں سے اپنی خواتین کی ناموس کا دفاع کر رہے ہیں،
حالتِ نزاع کی زندگی سے موت بہتر ہے،
ایسی غیرت کو کبھی ختم نہیں کیا جا سکتا!

شیخ اسامہؒ بن لادن نے اس اِعلان جنگ کے انجام کا مکمل بار اپنے کندھوں پر اٹھالیا۔ خود کو صبر وثبات کے ایام گزارنے میں مگن کر لیا۔ ان سب نے شیخ کو اس راستہ سے ہٹانے کے لیے ہر ذریعہ اختیار کیا۔ انہوں نے شیخ اسامہؒ کی دولت اور اثاثے منجمد کر دیے، جو شیخ نے جہاد فی سبیل اللہ میں وقف کر دیے تھی۔ انہوں نے شیخ کی محبوب سرزمین کی شہریت چھین لی۔ انہوں نے شیخ کو اپنے پیاروں سے دور کر دیا اور جس جس نے شیخ کو محفوظ پناہ دینے کی کوشش کی ان پر بھی زندگی تنگ کر دی۔ اور بالآخر شیخ کے خلاف تمام انٹیلی جنس ایجنسیاں استعمال کرتے ہوئے ان کا تعاقب کیا اور ان تک پہنچ کر ان کی محفوظ پناہ گاہ میں ان کی جان لے لی۔

شیخ اسامہؒ بن لادن کی شہادت پر دشمن خوشی میں غرق ہو گیا۔ وہ سڑکوں پر نکل کر ڈھول بجاتے ناچتے گاتے خوشی منانے لگے۔ لیکن یہ احمق لوگ کیسے اس حقیقت کو پاسکتے ہیں کہ ہمارے مقتول تو جنت میں جاتے ہیں جب کہ ان کے مردار جہنم میں جاتے ہیں۔ یہ اتنے متکبر لوگ ہیں کہ جو اس عقیدہ کی سمجھ رکھتے ہی نہیں ہیں۔ ان کی عقلیں یہ بات سمجھنے سے ہی عاری ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت شیخ کی سب سے بڑی خواہش تھی اور عشروں سے وہ اس کے منتظر بھی تھے۔ اپنی زندگی کے آخری ایام میں شیخ اسامہؒ اپنی بیماری کے سبب کمزور نحیف ہو چکے تھے لیکن اللہ عزوجل ان کے درجات کو اور بھی بڑھانا چاہتا تھا اور انہیں شہید کی حیثیت سے اپنے پاس بلانا چاہتا تھا۔ بالآخر کئی سالوں کی تلاش اور میدانِ جہاد میں جنگوں کی رہنمائی کرتے، انہیں ان کے گھر میں شہادت نصیب ہوئی۔

یہ شرابی دشمن کبھی اس بات کو سمجھ سکیں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ شیخ اسامہؒ اکثر دہرایا کرتے تھے:

> ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میری تو آرزو ہے کہ میں اللہ کے راستے میں قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کر دیا جاؤں“۔

ان احمقوں کا خیال تھا کہ شیخ اسامہؒ بن لادن کو نشانہ بنا کر جہادی قافلہ رک جائے گا۔ یقیناً یہ لوگ مایوس ہو گئے اور ان کی آرزوئیں ادھوری رہ گئیں۔ جیسے دو مہینوں میں افغانستان میں غالب آنے کے بعد مایوسیوں نے ان کو گھیر لیا۔ ان کے گمان کے برخلاف اللہ کی تقدیر غالب آگئی۔ افغانستان سے چمکنے والے جہاد کے شعلے چنگھاڑتے ہوئے دشمنوں کے مفادات کو جلاتے ہوئے اس کے شرق وغرب کے ممالک میں پھیل گئے۔ اور ایک بار پھر ان کی امیدیں کھو گئیں، اور دنیا بھر میں مسلمانوں کی بڑھتی تعداد کو دیکھتے ہوئے وہ اپنے ہی غیظ وغضب میں مرنے لگے وہ اپنے ہی غیظ وغضب میں مرنے لگے۔ شیخ اسامہؒ بن لادن کی شہادت کے بعد مسلمان سڑکوں پر نکل آئے اور للکارتے شور مچاتے تکرار سے مشہور نعرہ لگاتے: ”اوباما، اوباما، ہم سب ہیں اسامہ“۔

ہاں! کعبہ کے ربّ کی قسم!!! اوباما! ہم سب اسامہ ہیں! ہم ایک قوم ہیں جو جھکنا نہیں جانتی۔ وہ قوم جو اپنے رہنماؤں کی موت کے ساتھ نہیں مرتی۔ ہم فتح یاب ہوتے ہیں یا شہادت کی لذت چکھتے ہیں جیسے اسامہؒ بن لادن نے چکھا۔

ہاں! ربّ کعبہ کی قسم!!! اوباما! ہم وہ قوم ہیں جو اسامہؒ کی عبادت نہیں کرتی۔ بلکہ ہم اسامہؒ کے ربّ کی بندگی کرتے ہیں۔ ہم وہ قوم ہیں جو اللہ کے مقدس کلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت، اپنے پیشواؤں کی سیرت اور ان کے لفظوں سے روشنی حاصل کرتے ہیں، جو ان کے خون کے ذریعے گونجتے رہتے ہیں۔ ان کے الفاظ شمع کی مانند ہوتے ہیں، وہ مر بھی جائیں لیکن امید کرن منور رہتی ہے۔ ان کے الفاظ امت واحدہ کے درمیان پھلتے پھولتے ہیں، جس کے ایک حصے کو اگر تکلیف پہنچتی ہے تو ساری امت درد محسوس کرتی ہے اور بیدار ہو کر چوکنا ہو جاتی ہے۔

ہاں، کعبہ کے ربّ کی قسم!!! اوباما! ہم ایک امت ہیں جو خالص آغاز سے وجود پائی ہے۔ ہم ہر گز بھی اپنے آباؤاجداد جیسے نہیں ہوں گے جنہیں تم صرف بھیڑ بکریاں بنا رہنے دینا چاہتے تھے۔ جنہیں ایک ایک کر کے ذبح کر دیا جاتا ہے اور اگر قصاب کے سفید کپڑوں پر خون کا ایک چھینٹ گر جائے تو غصے سے پاگل ہو کر چیخنے لگے: ”یہ ایک دہشت گرد بھیڑ ہے“۔

ربّ کعبہ کی قسم!!! اوباما! ہم وہ امت ہیں جو اپنی جان ہتھیلی پر لیے پھرتے ہیں۔ تمہیں بتاتے ہیں کہ اگر ہم امن وتحفظ کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں تو تم بھی امن واتفاق سے زندگی گزارو گے۔ اگر تم ہم پر یلغار کر کے ہمیں قتل کرتے ہو تو بدلے میں حملے اور ہلاکت کی امید رکھو۔ تم کس قسم کی قوم ہو جو یہ اعلان کرتی ہے کہ تمہارے مرنے والے معصوم ہیں اور ہمارے دہشت گرد؟ یہ کیا ذہنیت ہے کہ تمہارا خون، خون ہے اور ہمارا خون، پانی کی طرح بے قیمت؟ یہ بالکل واضح، سادہ اور معتدل حقیقت ہے؛ جب تم ہماری سلامتی کے لیے خطرہ بنو گے، ہم بھی تمہارے امن کو تباہ کر کر کے رکھ دیں گے۔ اور اس کام میں پہل کرنے والا بدترین ظالم ہے۔

☆☆☆☆☆

> ”سیدنا کعب رضی اللہ عنہ صرف ایک غزوہ سے غیر حاضر ہوئے تھے اور پورے مدینہ نے ان سے قطع تعلق کیا تھا اور آج کل کے جو منکرین جہاد ہیں وہ کس منہ سے حشر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنا کریں گے؟“
>
> استاد یاسر شہید رحمہ اللہ

شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے بارے میں میرے احساسات

معین الدین شامی

اپنے محبوب شیخ اسامہ کے بارے میں کیا لکھا جائے؟

کچھ بھی تو نہیں لکھنے کو۔ کئی بار انسان بہت کچھ کہنا چاہتا ہے، لیکن کہہ نہیں پاتا۔ بولنا چاہتا ہے، لیکن زبان ساتھ نہیں دیتی۔ ہاں قلب کی حدّت اور جذبات کی گرمی، آنکھوں کی چمک یا اداسی کی صورت ان احساسات کی زباں ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی چشمِ دیدہ چشمے کی مانند ابلنے پر معلوم ہوتا ہے کہ احساسات کا ایک سمندر دل و دماغ میں ہے۔ خلق الانسان ضعیفاً، اللہ پاک نے انسان کو کمزور ہی پیدا فرمایا ہے۔ یہ اتنا کمزور ہے کہ نہ صرف اپنے احساسات و جذبات کو اپنی زبان سے بیان نہ کر سکنے کی قوت رکھتا ہے بلکہ آنسوؤں کو روکنے کی قدرت نہیں رکھتا۔ شیخ اسامہ رحمہ اللہ کے بارے میں بھی کچھ ایسا ہی جذبہ دل میں امنڈ تا ہے۔

اس دو مئی کی صبح کو ہم وانا میں تھے۔ ابو عیسیٰ بھائی ہاتھ میں ریڈیو پکڑے آئے۔ "یار! یہ خبیث لوگ کہتے ہیں کہ آج رات انہوں نے شیخ اسامہ کو ایبٹ آباد میں آپریشن کر کے شہید کر دیا ہے۔۔۔!" وہ کسی عجیب سی کیفیت میں بول رہے تھے۔

"یہ کیا کہہ رہے ہیں؟" شاید میں نے اپنے آپ سے سوال کیا یا پھر کچھ اتنا جلدی، اتنا کچھ ہو گیا تھا کہ سوال، جواب، خیال، سوچ یہ سب چیزیں کہیں محو ہی ہو گئی تھیں۔

میں نے بھی جلدی جلدی ریڈیو کھولا۔ فریکوئنسی ملانے لگا۔ نجانے کون سا ریڈیو اسٹیشن ملا۔ کوئی انجان سی، اجنبی زبان تھی۔ لیکن اپنا مطلب چند الفاظ میں سمجھا رہی تھی: "اسامہ"، "بن لادن"، "القاعدہ"۔۔۔ شاید واقعی کچھ ہو گیا تھا! دِل ڈوبنے لگا۔

غم ایسا تھا کہ کمرے میں داخل ہوا اور زمین پر بیٹھ گیا۔ نہ آنکھوں میں آنسو تھے نہ جسم میں کسی بھی قسم کے ردعمل کی جان۔ پورا دن یونہی گزر گیا۔ شام تک شاید حادثہ دل تک پہنچا، دل نے دماغ کو اشارہ کیا اور آنسو بہہ نکلے۔

میرے ذہن میں شیخ رحمہ اللہ کی کئی تصاویر ہیں۔ پہلی تصویر ان کے بچپن کی ہے۔ موٹی موٹی آنکھیں، ذہانت بھری چمک، شاید کوئی درد بھی۔ ایک شہزادہ۔ دنیا کے امیر ترین گھرانوں میں سے ایک کا چشم و چراغ۔ چھوٹا سا اسامہ۔ شاید اپنے آپ سے بھی انجان اسامہ۔

پھر وہ افغانستان میں خود (لوہے کی ٹوپی) پہنے ہوئے نوجوان اسامہ کی تصویر۔ وہاں ایک جذبہ ہے۔ ایک عزم ہے۔ ایک عمل ہے۔ بر سرِ جہاد نوجوان اسامہ بن لادن۔

پھر کبھی وہ کسی بھاری مشین پر بیٹھے نظر آئے، کہیں مخابرہ (وائرلیس مواصلاتی سیٹ) تھامے، کہیں کسی کے پیر کے زخم پر ٹانکے لگاتے، کہیں غار میں کھانا کھاتے۔ پھر وہ عالمی صلیبی صہیونی محاذ کے خلاف محاذ بناتے کسی اخباری کانفرنس میں شیخ عاطف رحمہ اللہ اور شیخ ایمن حفظہ اللہ کے ساتھ دِکھے۔ کہیں بیٹے کی شادی میں ایسے مسکراتے نظر آئے کہ ان کی مسکراہٹ ہم سے دیکھنے والے عاشقوں کے لیے دل و روح کی راحت و تسکین کا عنوان ہوئی۔

بان کی کھڑی چارپائیوں کے ساتھ وہ ہمیں جلیل القدر صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرتِ کعب ابنِ مالک رضی اللہ کا قصہ سناتے نظر آئے۔ وہ ہمیں سمجھا رہے تھے کہ کھیتیاں بھی پکی ہوئی ہیں، شدید گرمی میں ٹھنڈے میٹھے دراز سائے بھی ہیں، ہمیں خوش کرنے والے گھر بھی ہیں، گھر والے بھی ہیں، دنیا اپنی تمام لذتوں کے ساتھ متوجہ بھی ہے، لیکن ساتھ ہی تبوک ایسا زمانہ بھی ہے۔ جہاد فرضِ عین ہے۔ شرافت و بزرگی، عزت و شرف کے متلاشیو! وہاں نہیں یہاں، بلادِ غرب میں نہیں، بلادِ شرق میں طلوع ہونے والے سراجاً منیراً، صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین سے اہلِ صلیب کو نکالنے میں ذلت و رسوائی سے نجات پنہاں ہے۔ ان کی آواز میں درد تھا۔ وہ درد شاید اسامہ کی آواز سنے بغیر سمجھا جا ہی نہیں سکتا!

پھر وہ سر پر رومال اوڑھے، جبہ پہنے خطبۂ عید دیتے نظر آئے۔ اس عید کے خطبے میں اسامہ کی آواز رندی ہوئی تھی۔ یقیناً وہ راتوں کو روتا، ہلکان ہو رہا تھا۔ دن کو شمشیر زنی کی بھولی سنت ادا کرتے ہوئے، بھلا دیے گئے اک فرض کو نبھاتا تھا۔ اور اسی لیے اس کی آواز رندی ہوئی تھی۔ وہ لیل و نہار یہی صدا لگا رہا تھا، حی علیٰ الجہاد!

پھر وہ خوشخبریاں سناتے، مسکراتے نظر آئے۔ امت کو اصل سمجھا رہے تھے۔ آپ شجرۂ خبیثہ کی جڑ کاٹ دیجیے، یہ وحشت ناک درخت خود بخود سوکھ کر گر جائے گا۔ کہہ رہے تھے کہ مدد آنے والی ہے۔ آپ کے بھائی گئے ہوئے ہیں اور عنقریب فتح و ظفر کا سورج طلوع ہو گا۔

پھر صلیب کے جدید مرکز، امریکہ کے معاشی قلب، عسکری ہیڈ کوارٹر پر دو چار ابابیل گرتے نظر آئے۔ اللہ نے ان ابابیلوں کے ذریعے ورلڈ ٹریڈ سنٹروں اور پینٹا گانوں کا وہ حشر کروایا جو رہتی دنیا کے اہلِ ایمان کے سینوں کی ٹھنڈک ہے۔ پھر کفر جب اپنا کل ساز و سامان اور لاؤ لشکر لے کر اہلِ ایمان کے مقابلے کے لیے نکلا تو وہ اسامہ عزم و توکل کا مینار بنا

تورہ بورہ کے پہاڑوں میں نظر آیا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ کفر کا سر غنہ امریکہ اور اس میں بسنے والے چین نہ دیکھ سکیں گے یہاں تک کہ ہم تمہاری شرارتوں اور لے پالک اولاد اسرائیلی شیطانوں سے فلسطین میں امن و سکون حاصل نہ کرلیں۔ وہ کہہ رہا تھا کہ تمہیں چین نہ ملے گا یہاں تک کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سرزمین سے کافر فوجیں نہ نکل جائیں۔

پھر اسامہ اپنی قسم کھا کر کہنے لگا کہ عزت تو اہلِ اسلام کے لیے ہی ہے۔ سلام کیا اور رخصت ہو گیا۔ اسے اپنی بات سمجھانے کے لیے لمبی چوڑی تقریر نہیں چاہیے تھی۔ عمل کے چار جہاز، انیس شہیدی شہ سوار، اور ایک پیغام! یہ کافی تھا۔ آج پندرہ برس ہو گئے کفر کی سرزمین ایک لمحے کو محفوظ نہ ہو سکی۔ یہ تو ممکن نہیں عیش سے تم رہو اور میری ملت، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت، اللہ کے بندے تمہارے ہاتھوں عذاب میں ہوں؟ ہر گز نہیں، ہر گز نہیں! بڑھ رہے ہیں تمہارے قلعوں کی طرف، آگ کے کچھ بگولے، کچھ آتش فشاں، ہمتوں کے دھنی، جرأتوں کے نشاں، کچھ ابابیل ایسے شہیدی جواں...جو جلد ثابت کر دیں گے کہ تمہارے قلعے، قلعے نہیں یہ مٹی کا ڈھیر ہیں، کھایا ہوا بھوسا ہیں، مکڑی کا جالا ہیں!

پھر عرب کا شہزادہ، عجم میں بے گھر ہو گیا۔ غربت کی زندگی گزارنے لگا۔ اس کے عمل کا مقناطیس، لاکھوں نوجوانوں کو گھروں سے نکال لاتا رہا۔ اس کی آواز کے درد، آنکھوں کی چمک اور لبوں کی جنبش کے لاکھوں کروڑوں منتظر رہنے لگے۔

اب اسامہ کو سمجھانے کے لیے جذبات و احساسات کی ضرورت ویسی نہیں رہی۔ منظر واضح ہو چکا ہے۔ کل کا روسی قبرستان آج امریکہ و یورپ کا قبرستان ٹھہرا ہے۔ روحِ جہاد، افغانستان سے پھیلتی ہوئی پاکستان میں آئی، ہندوستان میں داخل ہوئی، بنگلہ دیش پہنچی، برما گئی، انڈونیشیا کو گرمایا، فلپین کو سہارا دیا، چین (سنکیانگ) میں نظر آئی، کوہ قاف و شیشان، عراق و شام، یمن و صومال، مالی و الجزائر...شرق و غرب میں پھیلی۔ آج شاید ہی کوئی ہو جو نہ جانتا ہو کہ اسامہ کیا چاہتا تھا؟

چاہے کوئی اسامہ کو دہشت گرد کہے یا مجاہد۔ کوئی بھی نام دے مگر اسامہ کا عمل دنیا پر واضح کر چکا ہے کہ وہ کیا چاہتا تھا اور کیا کر گیا ہے اور آج اس کے لاکھوں بیٹے کیا کرنے والے ہیں! ہر ہر آدمی اپنے دل میں اسامہ کی باتوں کو سمجھنے والا اور چاہتے یا نہ چاہتے ہوئے قائل ہے!

وہ امت کو ایک بار پھر خلافت علی منہاج النبوۃ کے طریق پر ڈال گیا ہے۔

بس ایک احساس ہے۔ ایک شکوہ ہے۔ اپنے لوگوں سے جو روز کسی ابنِ قاسم، صلاح الدین ایوبی کے منتظر ہوتے ہیں۔ تمہارا صلاح الدین ایوبی اسامہ ہی تو تھا۔ ابنِ قاسم کا کام بن لادن ہی نے تو کیا۔ صلاح الدین ایوبی کو جانو، ابنِ قاسم کو سمجھو تو سمجھ میں آ جائے گا کہ اسامہ بن لادن کون تھا؟!

آپ سب اسامہ کے بارے میں ایک لمحے کو سوچئے گا۔ آپ کا احساس اور میرا احساس شاید ایک ہی ہو لیکن ہم دونوں ہی اس احساس کو بیان کرنے سے شاید قاصر ہیں۔

یا اللہ! ہم تجھ سے اچھا گمان کرتے ہیں۔ تُو ہمیں مثلِ اسامہ سعادت کی زندگی دے اور شہادت کی موت دے، آمین یا ربَّ العالمین۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی النبی۔

☆☆☆☆☆

جماعت کے چند بنیادی اصول

7. جماعت شرعی مسائل میں خطے کے اہلِ حق علماء سے رجوع کرتی ہے اور اُن تمام معاصر علماء سے استفادہ بھی ضروری سمجھتی ہے جن کا تقویٰ، علم اور تجربہ مسلّم ہے۔
8. جماعت کی پالیسی ہے کہ وہ اپنی تمام تر توجہ اس ظالم کفریہ نظام کے خلاف جنگ پر صرف کرتی ہے اور اس کے علاوہ جانبی لڑائیوں میں الجھنے سے خود کو بچاتی ہے۔
9. جماعت جن اہداف پر کام کرتی ہے انھیں اعلانیہ قبول کرتی ہے اور جنھیں ہدف بنانا غلط سمجھتی ہے ان کا اعلان اس لائحہ میں کر دیا گیا ہے۔ پھر بھی اگر کبھی خطا ہو جائے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے اس کی معافی مانگے گی اور قوم کے سامنے بھی اس کا اعتراف کر کے تلافی کی کوشش کرے گی، اس لیے کہ آخرت کی پکڑ دنیا کی پکڑ سے کہیں زیادہ ہے۔
10. محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمہ اللہ ہی کے وقت سے القاعدہ اپنی کارروائیوں میں حکمتِ عملی پر خصوصی توجہ دیتی ہے۔ چنانچہ ہدف کو نشانہ بنانے میں جگہ کا انتخاب، وقت اور موقع و مناسبت کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کی روشنی میں ہم اپنی حکمتِ عملی کم وسائل کی مدد سے بہتر سے بہتر نتائج حاصل کرنے کی بنیاد پر مرتب کرتے ہیں۔

[جماعۃ قاعدۃ الجہاد برصغیر کے 'لائحہ عمل' سے ماخوذ]

شبِ ظلمات میں طلوعِ سحر کا استعارہ

حافظ محمد صاحب

سات سال بیت گئے کہ امام عظمتِ دیدہ وراں، حجازی حرمتوں کے پاسباں، کردار خالدؓ ابنِ ولید کے امین، شیخ اسامہ بن لادن بیس سال تک امریکی طاغوت سے نبرد آزما رہنے کے بعد ایبٹ آباد میں یکم اور دو مئی کی درمیانی شب امریکیوں سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ برسوں سے جس نعمت کے متلاشی تھی بالآخر اسے پالیا...اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی...اور زبانِ حال سے یہ کہتے ہوئے اس فانی دنیا سے رخصت ہو گئے...

ہمارے پاس ہے کیا، جو فدا کریں تجھ پر
مگر یہ زندگی مستعار رکھتے ہیں

اور

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو ہم وفا کر چلے

وہ ان مومنین صادقین میں سے تھے جن کے بارے میں خود قرآن نے کہا ہے:

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ

''اہل ایمان میں کچھ جواں مرد وہ بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کر دکھایا''۔

بلاشبہ وہ سعادت کی زندگی جئے اور شہادت کی موت حاصل کی۔

وہ اپنے رب کے حضور ہو چکے اور ہمارا یقین ہے کہ وہ اس آیت کے سچے مصداق ہیں:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ. فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے ہاں سے رزق دیے جاتے ہیں، وہ خوش ہیں اس چیز سے جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطا فرمائی اور جو لوگ ان کے پیچھے رہ گئے ہیں اور (شہید ہو کر) ان کے پاس نہیں پہنچے ان کی بھی اس حالت پر وہ خوش ہوتے ہیں کہ ان کو بھی کچھ خوف نہ ہو گا اور نہ وہ غم ناک ہوں گے''۔

شیخ اسامہ کی شہادت ایک عہد کا خاتمہ اور ایک نئے دور کا آغاز ہے۔ شیخ عبد اللہ عزّام سے شروع ہونے والا عہد شیخ اسامہ کی شہادت پر ختم ہوا۔ اس دوران انہوں نے تین نسلوں کی قیادت کا فریضہ انجام دیا۔ جہاد میں وہ تاریخ ساز کردار ادا کیا جس کی نظیر کم از کم ہمیں نظر نہیں آتی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات میں متعدد اور گوناگوں خصوصیات جمع فرما دی تھیں انہی خصوصیات نے آپ کو اپنے ہم عصروں میں ممتاز کیا۔ مال داری، انفاق فی سبیل اللہ، تقویٰ و تدین، جرأت و شجاعت، استعمار دشمنی، اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جدوجہد، عالم اسلام میں انتہا درجے کی محبوبیت ان کا توشۂ خاص ہے۔ ہم اگر ان کی شخصی خصوصیات پر ہی غور کریں تو ان کی ترتیب کچھ یوں ہو گی:

خاندانی وجاہت: آپ کا تعلق بن لادن خاندان سے تھا، آپ کے والد محمد بن عوض بن لادن قدیم قبیلہ قحطان کے یمنی نژاد مال دار شخص تھے۔ ''بن لادن'' کمپنی کے مالک اور سعودی شاہی خاندان میں اثر ورسوخ رکھنے کے علاوہ شاہ فیصل سے ذاتی تعلق تھا۔ سخاوت اور فیاضی میں اپنی مثال آپ تھے۔ محمد بن عوض نے عالم اسلام کے تینوں بڑے مقامات مقدسہ کی تعمیر و ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ حرم مکی، حرم نبوی اور حرم قدسی آپ کی محنتوں اور محبتوں کا محور تھے۔ یہی چیز شیخ اسامہ بن لادن میں منتقل ہوئی۔ خاندانی و نجابت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شخصی وجاہت سے بھی نوازا تھا اور آپ کا چہرہ ایمان کی صباحت سے درخشندہ نظر آتا تھا۔

مال داری: شیخ اسامہ بن لادن کو اللہ تعالیٰ نے مال داری میں خوب نوازا تھا۔ محض والد سے ملنے والا ترکہ کروڑوں ریال تھا جب کہ اپنے ذرائع سے انہوں نے جو کچھ حاصل کیا وہ اس کے علاوہ تھا۔ آپ نے جب اول اول جہاد افغانستان میں شرکت کی تو بعض لوگ سرگوشیوں میں بتایا کرتے کہ افغانستان کے جہاد میں ایک ایسا عرب شہزادہ شریک ہے جو اگر چاہے تو پورے پاکستان کو خرید سکتا ہے۔ اگرچہ یہ ایک مبالغہ آمیز بات تھی لیکن اس سے آپ کی مال داری کا درست عکس نظر آتا ہے لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ حقیقت ہے کہ اس مال و دولت نے کبھی آپ کے دل میں گھر نہیں کیا: ایک مرتبہ کسی صحافی نے آپ سے آپ کے اثاثوں کے بارے میں پوچھا تو جواب میں صرف اتنا کہا: ''میرا دل غنی ہے!''

انفاق فی سبیل اللہ: مال و دولت کی فراوانی کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو مستغنی قلب عطا فرمایا تھا۔ آپ اس معنی میں سیدنا عثمانؓ بن عفان کے سچے پیروکار تھے کہ اپنے اموال کو راہِ جہاد میں بے دریغ لٹایا۔ جنگوں کے بھاری بھر کم اخراجات، مجاہدین کی خبر گیری اور جہادی ضروریات میں اپنی جیب خاص سے خرچ کرتے۔ تاریخ میں ایسے لوگ کم ہی گزرے ہیں جنہوں نے اپنی ساری تجارت کو جہاد کے لیے وقف کر دیا ہو۔ یہاں لوگ اپنے مال کی میل کچیل یعنی زکوۃ جو ایک فریضہ کی ادائیگی ہے اسے اہلِ جہاد پر خرچ کر کے پھولے نہیں سماتے جبکہ وہاں کیفیت یہ تھی کہ اصل زر بھی راہِ جہاد میں بے دریغ لٹا دیا۔ جلال آباد کے محاذ پر روس کے خلاف جنگ کے دوران صرف آپ نے اپنی ذاتی جیب سے اکیس ملین ڈالر کا اسلحہ خرید کر مجاہدین کو دیا۔ اس وقت دس ہزار عرب مجاہدین کے تمام مصارف آپ نے اپنے ذمے لے رکھے تھے۔

آپ کے جذبہ انفاق فی سبیل اللہ پر مجدد جہاد شیخ عبد اللہ عزام شہید کا یہ تبصرہ حرف آخر ہے، آپ نے کہا تھا:

"اسامہ بن لادن مشرقِ وسطیٰ کی حدود میں سب سے زیادہ غنی و مال دار ہیں۔ میں ڈھیروں دعائیں کرتا ہوں اپنے مجاہد بھائی ابو عبد اللہ اسامہ بن لادن کے لیے جنہوں نے اپنے ذاتی مال سے جہاد کی بھرپور خدمت کی، مکتب الخدمات کے اخراجات کا بوجھ اٹھایا"۔

حقیقت یہ ہے کہ باریک بین نگاہ سے دیکھا جائے تو جہاد کے لیے انفاق میں آپ کا کوئی ہم سر نہیں آتا۔

تقویٰ و انابت الی اللہ: آپ کا ایک نمایاں وصف تقویٰ، تعلق مع اللہ، تلاوت قرآن کی کثرت اور ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی۔ آپ دھیمے لہجے میں گفتگو کرتے اور لایعنی باتوں سے پرہیز کرتے۔ آپ کی انہی خصوصیات کی بنا پر ایک مرتبہ شیخ عبد اللہ عزّام شہیدؒ نے کہا تھا... اگر کوئی شخص کہے کہ اسامہ ولی اللہ نہیں تو اس روئے زمین پر کوئی بھی ولی اللہ نہیں ہے۔ آپ کی طبیعت عاشقانہ رنگ لیے ہوئے تھی۔ ویسے تو ہر مجاہد ہی اللہ کا عاشق مزاج ہوتا ہے اور یہی مومنانہ کیفیت اسے گھمسان کی جنگوں میں دیوانہ وار کود جانے پر اکساتی ہے مگر آپ تو عاشقوں کے امام تھے، یہی کیفیت آپ کے قریبی رفقا میں نظر آتی تھی۔

عالم اسلام میں انتہا درجے کی محبوبیت: آپ کی انہی مومنانہ صفات نے آپ میں انتہا درجے کی محبوبیت پیدا کر دی تھی۔ یہ محبوبیت جغرافیائی سرحدوں سے ماورا تھی۔ دنیا بھر کے مظلومین آپ کے نام سے سرشاری حاصل کرتے اور آپ کی ذات کو سائبان تصور کرتے۔ سعودیہ، فلسطین، یمن، صومالیہ، الجزائر، تیونس، چیچنیا، عراق، افغانستان، انڈونیشیا، پاکستان اور دنیا کے کئی دیگر خطوں کے مجاہدین آپ کو اپنا مقتدیٰ تصور کرتے تھے، ایک ایسا انسان جو برسوں سے رُوپوشی کی زندگی اختیار کیے ہوئے تھا اور جس کا بیرونی رابطہ نہایت محدود بلکہ محدود تر تھا۔ اس کے لیے لوگوں کے بے پناہ جذبات اللہ پاک کی خاص عطا تھے۔ جس شخص نے آپ کے ساتھ چند لمحات بسر کر لیے وہ خود کو خوش قسمت ترین انسان تصور کرتا۔

بڑے بڑے لیڈر اپنی شخصیت سازی کے لیے اخراجات کرتے ہیں لیکن پھر بھی ان کی شہرت محدود علاقوں کی تنگنائیوں تک بمشکل ہوتی ہے... پھر یہ کہ محبوبیت بھی حاصل ہو جائے؟ ایں کارے دارد!... شیخ کی شہادت پر ایسے ایسے لوگوں کو روتے بلکتے دیکھا گیا جن کے بارے میں عام حالات میں اس قسم کے رویے کا معمولی اظہار بھی ناممکن نظر آتا ہے۔ لیکن اس موقع پر وہ اپنے دلی جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکے اور شیخ کی محبت نے ان کے ضبط کے سارے بندھن توڑ دیے۔

جہاد میں فنائیت: شیخ اسامہ بن لادنؒ ان اولوالعزم مجاہدین میں سے تھے جنہوں نے اپنی زندگی کو جہاد کے لیے وقف کر دیا تھا۔ وہ "پارٹ ٹائم مجاہد" نہیں تھے۔ بلکہ انہوں نے اپنی پوری زندگی کو جہادی خطوط پر استوار کر رکھا تھا۔ ان کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک پل جہاد میں گزرا۔ اس سلسلے میں آپ نے حالات کی ناموافقت اور اس راہ کی کٹھنائیوں کو کبھی آڑے نہیں آنے دیا۔ آپ کے دم سے دنیا کے کئی مقامات پر جہاد کے میدان سجے۔ یمن، صومالیہ، چیچنیا، عراق اور افغانستان کے گرم محاذ تو لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہیں۔ بعض مبصرین کے مطابق پاکستان میں تحریک لال مسجد اور سوات کی تحریک نفاذ شریعت کے پس پردہ آپ کی فکر کارفرما تھی۔ جہاد میں آپ کی فنائیت کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ روس کے خلاف جنگ میں آپ کا بیشتر وقت گزرتا یا پھر مسجد نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی تعمیر میں، جب آپ کو مسجد نبوی اور یہاں کی پُرنور ساعتوں کی یاد ستاتی تو مدینہ کی طرف لپکے آتے اور مدینہ میں رہتے ہوئے میدانِ جہاد کی لذت سے محرومی یاد آتی تو دیوانہ وار محاذوں پر چلے آتے۔ یہ ایسی دیوانگی تھی جس پر ہزاروں فرزانگیاں قربان کی جاسکتی ہیں۔ تاریخ کا مورخ جب شیخ اسامہ کا تذکرہ لکھے گا تو انہیں قتیبہ بن مسلم، طارق بن زیاد، محمد بن قاسم، محمود غزنوی، خوارزم شاہ، مہدی سوڈانی اور سید احمد شہید رحمھم اللہ کی صف میں ذکر کرے گا۔

جہاد کی عالمگیریت: آپ نے جہادی تاریخ میں جو حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا وہ یہ ہے کہ جہاد کو علاقائی حدود سے نکال کر اِسے عالمگیر رخ دیا۔ پہلے جہاد صرف افغانستان تک محدود تھا مگر آپ نے تھوڑے ہی عرصے میں جہاد کو افغانستان کی حدود سے نکال کر چیچنیا، عراق، صومالیہ، یمن، الجزائر، موریتانیہ، فلپائن، انڈونیشیا، امریکہ اور یورپی ممالک تک پھیلا دیا۔ اس عالمگیر جہاد کا نکتہ عروج ٹوئن ٹاور اور پینٹاگون کی تباہی تھا۔ جس کے بعد دنیا بھر میں مختلف مقامات پر استعماری طاقتوں کے خلاف جہادی کارروائیاں ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب دنیا بھر میں حتیٰ کہ مغرب اپنے گھر میں بھی چین کی نیند نہیں سوسکتا۔ مسلمانوں کی تاریخ میں بڑی بڑی جنگیں ہوئی ہیں مگر ان جنگوں نے کبھی عالمگیر سطح پر دنیا کے خطوں کو متاثر نہیں کیا۔ یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے شیخ اسامہ کے لیے ہی لکھی تھی کہ ان کے ہاتھوں سے عالمی سطح پر کارروائیوں کا آغاز ہوا۔ کون جانتا ہے کہ شیخ اسامہ کی شہادت کے بعد اب اس طرح کے میدان مزید وسیع ہو جائیں۔

اتحاد و اتفاق کی علامت: اللہ پاک نے آپ کی ذات میں ایک مقناطیسی کشش رکھ دی تھی یہی وجہ تھی کہ اہل ایمان آپ کی دعوتِ جہاد پر کھچے چلے آتے تھے۔ وہ آپ کی ذات پر یکسو تھے۔ باوجود کہ القاعدہ میں مختلف فقہی مسالک، مختلف ذوق اور طبیعت کے افراد ہیں لیکن وہ سب شیخ کی ذات پر متفق اور آپ کے احکام پر سر جھکا دیتے تھے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں کہ یہاں ایک ہی خطے کے مجاہدین میں تنظیمی بنیادوں پر بعد المشرقین ہے لیکن القاعدہ

میں عرب و عجم کے افراد ملیں گے۔ کسی کا تعلق پاکستان سے ہے تو کوئی صومالیہ سے تعلق رکھتا ہے اور کسی کا الجزائر اور موریطانیہ سے ہے اور یورپ اور امریکہ سے تعلق رکھتا ہے۔

حرمین کی پکار: ۱۹۹۱ء میں امریکا نے عراق پر حملہ کیا تو اپنے بحری بیڑوں کو جزیرۃ العرب کے ارد گرد لا کر کھڑا کیا۔ یہود و نصاریٰ کی بڑی تعداد نے جزیرۃ العرب میں فوجی اڈے قائم کیے۔ اس طرح جہاں سر زمین حرمین شدید خطرات سے دو چار ہوئی وہیں عرب ممالک کے پیٹرول اور آبی گذر گاہوں پر بھی یہود و نصاریٰ کا قبضہ ہو گیا۔ اس کے علاوہ اسرائیل کو ہر طرح کا تحفظ حاصل ہو گیا۔ اتنا بڑا سانحہ سعودی اور کویتی حکمرانوں کی ملی بھگت سے ہی ممکن ہوا۔ شیخ اسامہؒ اس وقت سعودیہ میں ہی مقیم تھے اور ان حالات کو بہت قریب سے دیکھ رہے تھے۔ انہوں نے اولاً عرب حکمرانوں کو جگانے کی کوشش کی اور انہیں امریکی افواج کی موجودگی کی سنگینی کی طرف توجہ دلائی لیکن جب اس طرف سے کوئی مثبت رد عمل سامنے نہیں آیا تو آپ نے کھلے الفاظ میں سرزمین حرمین میں یہود و نصاریٰ کی موجودگی کے خلاف آواز اٹھائی، یہی وجہ تھی کہ آپ سعودی حکمرانوں کے لیے ناپسندیدہ ٹھہرے اور امریکیوں نے آپ کو اپنا دشمن سمجھتے ہوئے سعودی حکمرانوں پر دباؤ ڈالا کہ وہ ان کی شہریت منسوخ کرکے ملک بدر کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور شیخ اسامہ کو حجاز کی سرزمین چھوڑ کر سوڈان کی طرف ہجرت کرنا پڑی گو کہ شیخ کو آزمائش کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ کو تحفظ حرمین کے لیے آواز اٹھانے کا بھرپور موقع مل گیا۔ یہ بات اپنی جگہ حقیقت ہے کہ آپ کی دوررس نگاہ نے بہت عرصہ پہلے حالات کی سنگینی کا ادراک کر لیا تھا اور آپ کی آواز حرمین کی پکار بن کر سامنے آئی تھی۔ امریکہ آپ کا اسی لیے دشمن تھا کہ جزیرۃ العرب پر قبضہ کرکے پیٹرول کی جس لوٹ مار میں مصروف تھا اس پر شیخ اسامہ کی وجہ سے خلل پڑنے کا خدشہ رہتا تھا۔

استعمار دشمنی کا استعارہ: آپ نے جہاں حرمین کے تحفظ کے لیے آواز اٹھائی وہیں مظلوم فلسطینیوں، اقصیٰ کی آزادی، کوسوو کے مظلوموں، چیچنیا کے جاں بازوں اور فلپائن کے حریت پسندوں کے حق میں صدا بلند کی۔ یوں آپ دنیا بھر کے مظلوموں کے لیے استعمار دشمنی کا استعارہ بن گئے تھے۔ آپ مسلم دنیا میں ہونے والی دہشت گردانہ کارروائیوں کو امریکا کی کارستانی قرار دیتے۔ اور دلائل کی بنیاد پر اس کی مسلم دشمن کارروائیوں کو عالم اسلام پر آشکارا کرتے۔ اسرائیل کا اصل محافظ امریکا کو ہی خیال فرماتے۔ اس لیے آپ بجا طور پر سمجھتے تھے کہ مسلم ممالک کو امریکی اثرات سے محفوظ کرنے اور اس کی مسلم کش پالیسیوں سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے امریکہ کو عسکری اور اقتصادی شکست دینا ضروری ہے۔ نائن الیون کے واقعے کے بعد امریکا غصے اور غرور کے عالم میں، اپنے لاؤ لشکر کے ہمراہ افغانستان پر حملہ آور ہوا... لیکن وہ بھول گیا تھا کہ وہ شیخ اسامہ کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس گیا ہے، جہاں کوئی شکار آتا اپنی مرضی ہے لیکن پھر واپسی کا راستہ نہیں ملتا۔

آج وہ اپنی واپسی کے لیے راستہ ڈھونڈ رہا ہے لیکن اسے "باعزت راستہ" نہیں مل رہا۔ بہر حال گیارہ ستمبر کے واقعے سے بہت پہلے اگرچہ آپ "انتہائی مطلوب" کا خطاب پا چکے تھے لیکن اس واقعے کے بعد تو امریکہ باؤلے کتے کی طرح ہر جگہ شیخ اسامہ کی بو سونگھتا رہا۔ اس تگ و دو میں اس نے دس سال تک افغانستان کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن وہ شیخ کو ڈھونڈنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔

آج جبکہ شیخ اسامہ بن لادن اس دنیا میں نہیں رہے اور اپنی مراد کے مطابق شہید کا عظیم رتبہ پا کر اس دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں لیکن اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں رہنا چاہیے کہ ان کی دعوتِ جہاد زندہ ہے اور لیلائے شہادت کے متوالے آپ کے پاکیزہ خون سے حریت و حرارت اور جہد و جہاد کا سبق حاصل کر کے جہاد کے گرم میدانوں کا رخ کر رہے ہیں... وہ حیات تھے تو سراپا دعوتِ جہاد تھے۔ شہید ہو کر بھی وہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہے ہیں۔ ایبٹ آباد کی سرزمین پر گرنے والے مبارک خون کی خوشبو چہار دانگ عالم میں پھیل رہی ہے... میدان سج رہے ہیں، غازی بپھر رہے ہیں اور یقین کیجیے کہ...

کچھ دنوں بعد زمانے کی ہوا بدلے گی
ابر کڑکے گا فضا رنگ وفا بدلے گی
ٹوٹ جائے گا ہر اک حلقہ زنجیر ستم
بے نواؤں کی آہوں سے فضا بدلے گی

اور یہ کہ...

اے اسامہ، اے حجازی حرمتوں کے پاسباں!
اے مجاہد، اے امامِ عظمتِ دیدہ وراں!
ہم لاج رکھیں گے تیری ہمت ویلغار کی
تیرے دیدہ بیدار کی
تیری عزتِ دستار کی
تیرے ہر فعل کی گفتار کی
لائیں گے ہم عہد رفتہ کا نظامِ خوش نہاد
زندہ رکھیں گے تیرا یہ ولولہ الجہاد
ان شاء اللہ

☆☆☆☆☆

شیخ رحمہ اللہ کی زندگی بہترین مشعل راہ ہے

ابو ابراہیم انصاری

صحرائے عرب سے طلوع ہونے والا وہ چاند جس کی کرنوں نے سرزمین خراسان پہ اپنا نور بکھیرا جس کے نور میں اتنا اخلاص تھا کہ کئی بے نور چہرے پر نور ہو گئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے کامیاب ٹھہرے...!!!

وہ بھولنے کے قابل تو نہیں تھے پر اے امت کے نوجوانو! اپنے اس عظیم رہبر و محسن کو تم کیوں بھول گئے...

جو نایاب ہوتے ہیں وہ خود تو سرخرو ہو کر چلے جاتے ہیں اور دوبارہ کبھی نہیں ملتے لیکن اپنے پیچھے ایسی بہترین تحریک، نظریات، عزائم اور مقاصد چھوڑ جاتے ہیں جو نوجوانوں کے لیے مشعل راہ ہوتے ہیں، جو رب کی معرفت و جنتوں کی ضمانت ہوتے ہیں۔

سبحان اللہ! وہ کیا ہی خوب مخلص تھے، وہ صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین کے بچھڑے ہوئے ساتھی لگتے تھے... ان کی سخاوت دیکھیں تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام سامنے آ جاتا ہے... ایثار ایسا تھا ان میں گویا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرت میں ڈھلے ہوں... ان کے اخلاص کی تو کوئی انتہا نہ تھی... امت کے لیے درد اتنا تھا کہ کبھی دل کھول کر ہنستے ہی نہ تھے... ان کا انداز بیاں، ٹھہر ٹھہر کر بولنا، مخاطب سے بات کرتے ہوئے چہرے پہ اک معصوم سی تبسم آ جاتی... سبحان اللہ! عین اپنے محبوب نبی سیف الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی...

ہاں! میں امت کے محسن، عرب کے شہزادے شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ تعالیٰ کا تذکرہ کر رہا ہوں... رب تعالیٰ نے اُن کی مبارک روح کے لیے کیا ہی بہترین زمانہ چنا تھا، جو زمین پر آئی، پروان چڑھی اور کارگاہِ حیات میں ہمارے لیے بہترین داستان، مقصد اور سبق چھوڑ کر اخروی منزل کو روانہ ہو گئی ...

میرے پاس الفاظ نہیں تعریف کے لیے جو اُن کے نام کروں... بس کچھ دل سے نکلی دعائیں اور آنکھوں سے ٹپکتے آنسو اس عظیم مجاہد، محسن امّت، مجدد جہاد، امام بر حق کے نام کرتا ہوں... تاریخ گواہ ہے کوئی ایسا شہزادہ نہیں گزرا جس نے ربّ کے مظلوم دین کی نصرت کے لیے اتنی بڑی مالی و جانی قربانی دی ہو... اس عظیم ترین بلندی و اعزاز و اکرام سے اللہ تعالیٰ نے شیخ اسامہ ہی کو نوازا تھا...

واللہ! آج جہاد جو دنیا کے چپے چپے کونے کونے میں پھیل گیا ہے، شیخ اسامہؒ ہی کی محنت و اخلاص کی برکت ہے... بس شیخ اسامہؒ ربّ کے محبوب اور چنے ہوئے لوگوں میں سے تھے...

شیخ اسامہؒ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا پرتو تھے... شیخ اسامہؒ امّت کی مظلوم ماؤں بہنوں کی دعاؤں کا ثمر تھے... شیخ اسامہؒ ہمیشہ ہمارے دلوں میں زندہ رہیں گے... ہماری آنسوؤں بھری دعاؤں کا ایک خاص حصہ شیخ اسامہؒ کی روح مبارک تک پہنچتا رہے گا ان شاء اللہ...

اس محسن کے احسانات کو امّت کبھی نہیں بھول پائے گی... واللہ! یہ ہماری امت کے نوجوانوں کی بہت ہی بڑی خوش نصیبی ہے کہ ہم نے شیخ اسامہؒ جیسی مبارک شخصیت کو پایا، مظلوم و محکوم امت کے ایک بہترین رہبر کی شکل میں... آپ کی جرات و بہادری کا یہ عالم تھا کہ ہم نے ہوش سنبھالا اور ابھی جہاد جیسا مبارک فریضہ اجنبی تھا، جہاد کے تعارف سے زیادہ ایک ہی نعرے سے واقف ہوتے ہوئے آئے بچپن سے "میرا شیر اسامہ بن لادن اسلام کا ہیرو نمبر ون"...

یقیناً شیخ اسامہ بن لادنؒ مبارک 'فریضہ جہاد' کے بھی محسن ہیں جو کہ اجنبی بن چکا تھا، جسے امت بھلا چکی تھی... اور پوری امت کے محسن ہیں... اس سے زیادہ امت کے نوجوانوں کے محسن ہیں کہ انہوں نے امت کے نوجوانوں کو ایک بہترین جہادی تحریک دی... مردہ امت میں جہادی روح پھونکی اور پکار کر کہا کہ اے میرے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیو! کہاں محکوم و بزدل بنے ہوئے پھر رہے ہو؟ کہاں بھٹکے جا رہے ہو؟ کیا تم بھول چکے ہو کہ تمہاری عزت تو تلواروں کے سائے تلے ہے اور تمہاری پہچان تلواروں کی جھنکار ہے... اے میری امت کے بیٹو! اٹھو کہ طاغوت اکبر کے میناروں کو گرانے چلیں... جو طاغوت اکبر آج برہنہ ہو کر چہار سو ناچ رہا ہے کہ میں ہی سپر پاور ہوں زمین پر...

آہ اے امت! تُو اسے سپر پاور تسلیم کر چکی تھی لیکن یہ شیخ اسامہؒ جیسے عظیم و جری سالار کا احسان ہے کہ اس نے طاغوتِ اکبر کی صلیب کو گرا کر امت میں اک نئی روح پھونکی کہ اے محبوب امت! تم سب سے بہترین اور حوصلے والی امت ہو... تم وہ کچھ کر سکتی ہو جس کا طاغوت اکبر سوچ ہی نہیں سکتا! اے امت حبیب! تم اس کا غرور خاک میں ملا سکتی ہو، تم اس کو ہمیشہ کے لیے نشان عبرت بنا سکتی ہو... اور واللہ! ہوا بھی ایسا گیارہ ستمبر کا مبارک معرکہ، امت کا فخر، جو تاریخ میں ہمیشہ ہمیشہ سونے کے قلم سے لکھا جائے گا، حالانکہ منافقین تو آج تک نہیں مانتے کہ بھلا مسلمانوں میں اتنی طاقت کہ امریکہ کے ٹوئن ٹاورز گرائیں، ورلڈ ٹریڈ سنٹر کو زمین بوس کر کے نشان عبرت بنائیں، وہن کی بیماری و غلامی میں مبتلا لوگ تو آج تک بھی نہیں مان رہے... پس یہی مبارک معرکہ شیخ اسامہؒ کی ذاتی محنت و دلچسپی کا نچوڑ جس نے امت کو ہمت و حوصلہ دیا اور ایک بہترین روح پھونکی جہاد فی سبیل اللہ کے لیے...

شیخ اسامہ شہید رحمہ اللہ کی زندگی کے کئی بہترین رُخ ہیں... عموماًپوری امت کے لیے، اور خصوصاًامت کے نوجوانوں کے لیے... آج ہم دیکھتے ہیں امت کا پچانوے فی صد یا اس سے بھی زیادہ حصہ حُبِّ دنیامیں غرق ہے، عظیم رب کی معرفت ومحبت کو چھوڑ کر مال و دولت، گاڑی، بنگلہ، جیون ساتھی کو زندگی کا مقصد سمجھتا ہے... لیکن شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ ایک سبق دے گئے امت کے چھوٹوں بڑوں کو کہ اے اہل ایمان !میں عرب کا شہزادہ تھا، میرا مال ودولت اتنا تھا کہ ملک مقروض تھے میرے، مجھ سے زیادہ خوش نصیب کون ہو گا کہ جس کی کمپنیوں نے حرمین کی تعمیر و توسیع کی ، جہاں دن رات عبادات چل رہی ہیں ،حج وعمرے وطواف ہو رہے ہیں... مسجد کے لیے ایک اینٹ بھی دیں تو جنت میں مقام بنا دیا جاتا ہے۔لیکن دیکھو!اس کے باوجود بھی میں نے گھر بیٹھنا مناسب نہیں سمجھا۔امت کی حالت وجہاد کی اجنبیت نے مجھے مجبور کیا پہاڑوں کی طرف ہجرت کرنے پر...

اے اہل ایمان!سکون سے تو مَیں رہ سکتا تھا 'حرمین کا عابد وامام بن کر'... لیکن سامنے ایسا فریضہ تھا جو مجھے ایسا کرنے ہی نہیں دیتا تھا... جس فریضے نے مجھے مجبور کیا اور بتایا کہ اے شہزادے!تم پر ہجرت واجب ہو گئی ہے...اب عیش وعشرت کا زمانہ نہیں رہا بلکہ پہاڑوں کی غاریں تمہاری منتظر ہیں...اے اہل ایمان!جس دولت کو تم نے مقصد سمجھ لیا، واللہ!یہ بہت بڑا دھوکہ ہے، فریب ہے، چند دنوں کا سامان ہے جو ختم ہونے کو ہے...اے اہل ایمان!''وہن''کی بیماری، حب دنیاوکراہیۃ الموت بہت ہی بڑا دھوکہ ہے، میرے پاس تو اتنی دنیا تھی کہ جس کا کوئی اندازہ نہیں... لیکن تمہارے پاس ہے کیا کہ تم اس منور ومبارک راستے کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے بھاگ رہے ہو؟

اگر چہ ناممکن ہے لیکن اگر شیخ رحمہ اللہ کی مبارک روح کو اجازت ملتی علیین سے تو آسمان چیخ چیخ کر یہی سوال کرتی غفلت میں ڈوبی ہوئی امت سے...

اسی طرح شیخ اسامہ بن لادن شہید رحمۃ اللہ کی سخاوت وایثار ایک بہترین سبق ہے امت کے نوجوانوں کے لیے... آپؒ نے اپنے مال ودولت کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کی کہ کون کتنا کھا رہا ہے، آپ کو مقصود 'رب کی رضا تھی، آپ کو تو رب کی جنتیں خریدنا مقصود تھا، اس لیے آپ نے اپنا مال ومتاع سب کچھ لٹا دیا تھا، اپنے محبوب رب کے دین کی نصرت کے لیے، رب کی توحید کے جھنڈے کی سربلندی کے لیے، امام مہدی کے ایک لشکر کو تیار کرنے کے لیے جو زندگی سے زیادہ موت سے محبت کرتے ہوں، جو تلوار سے نصرت و قرآن سے ہدایت لینے والے ہوں، جو مظلوم امت کے درد کو اپنا درد سمجھنے والے ہوں...

اے میرے بھائیو!اے امت کے نوجوانو!قاعدۃ الجہاد کو شیخ اسامہؒ، امام مہدی کی نصرت کرنے والا لشکر تصور کرتے تھے، القاعدہ کی بنیاد میں شیخ رحمہ اللہ کا اخلاص ہے، ایثار ہے، مال ہے، آزمائشیں ہیں، شیخ رحمہ اللہ کی دن رات کی محنتیں اور پسینہ وخون ہے...پس جُڑ جایئے اس لشکر سے!ان غرباء کے ساتھ تاکہ ہم محسن امت شیخ اسامہؒ کے لشکر کو اپنے لہو سے منزل تک پہنچائیں... تاکہ ہمارا مال ، ہمارا ہنر، ہماری محنت، ہمارا پسینہ ولہو بھی اس چمن کی آبیاری میں شامل ہو جائے اور ہم بھی کل محشر کے دن اپنے اسلاف کے ساتھ اٹھائے جائیں

یقیناً شیخ رحمہ اللہ کی زندگی ایک بہترین مشعل راہ ہے امت کے نوجوانوں کے لیے !تو اے نوجوانو!سستی کیسی ؟یہ تردد کیسا؟پس آیئے مجاہدین کے مجموعات کا حصہ بنئے اور اسی مبارک مقصد ومنزل کے لیے کٹ جایئے جس کو پانے کے لیے شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ نے اپنا سب کچھ وار دیا...ان کو کبھی مت بھولنا، وہ جب یاد آتے ہیں، ان کی تصاویر سامنے سے گزرتی ہیں تو اک احساس کے ساتھ آنسوں ٹپک پڑتے ہیں... خراسان والوں نے تو قدر کا حق ادا کیا تھا...اے کاش ہم برصغیر کے باسیوں کو ان کی قدر ہوتی تو آج ایبٹ آباد کی سرزمین پہ خصوصاًاور برصغیر میں عموماًتوحید کا جھنڈا الہرا رہا ہوتا...پس ہم نے قدر نہیں کی اس رہبر کی ،اس محسن کی، اس مجاہد کی!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اپنے شیخ کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے، ہم بھی ہجرت کریں اور اپنے رب تعالیٰ کے اجنبی دین کی نصرت کریں اپنے مال سے، اپنے ہنر سے، اپنی جان سے حتی کہ شہید ہو کر اپنے رب تعالی کے دیدار کے مستحق ٹھہریں... آمین یارب

''تمام علمائے امت کا اتفاق ہے کہ کسی خطہ زمین کے دارالاسلام ہونے کا مدار اس بات پر نہیں ہے کہ وہاں مسلمانوں کی آبادی کا تناسب کیا ہے، بلکہ اس کا مدار قانونِ اسلام کے نفاذ پر ہے۔جس ملک میں برسرِ اقتدار طبقہ کی جانب سے عوام کو اسلامی قانون کے فیوض وبرکات سے مستفید ہونے کا موقع نہ دیا جائے، جہاں کفر اور جاہلیت کا آئین و قانون مسلط ہو اور جہاں کے بے بس عوام مسلسل احتجاج کے باوجود خدائی قانون کے بجائے طاغوتی قانون کے مطابق اپنے مقدمات فیصل کرنے پر مجبور ہوں، اسے ہزار بار مسلمانوں کا ملک کہہ لیجیے، لیکن اسے حقیقی معنوں میں اسلامی مملکت اور دارالاسلام کہتے ہوئے حیا آتی ہے''۔

محدثِ عصر حضرت علامہ سید یوسف بنوری رحمہ اللہ

کون زندہ ہے یہ تاریخ بتا دیتی ہے

خبیب یوسفزئی

؎ورق ورق تری داستاں، سبق سبق ترا تذکرہ

میں کروں تو کیسے کروں جدا تجھے زندگی کی کتاب سے

یہ ۱۰ مارچ ۱۹۵۷ء کا دن تھا، جب حجاز کی نورانی فضاؤں میں ایک یمنی نژاد کھرب پتی کے گھر ایک بچے نے جنم لیا۔ بچے کا نام اسامہ رکھا گیا، عربی زبان میں اسامہ "جنگل کے بادشاہ" کو کہتے ہیں۔ جس کی ایک ہی دھاڑ سے پورا جنگل لرز اٹھتا ہے اور تمام جانور دم سادھے اپنی پناگاہوں میں دُبک کر رہ جاتے ہیں۔ آسائشوں اور سہولتوں کی دنیا میں مقیم اس بچے کے لیے ہر وہ چیز میسر تھی جس کی خواہش کوئی بھی بچہ بچپن میں رکھ سکتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ یہ بچہ واقعتاً سونے کا چمچ منہ میں لے کر پیدا ہوا۔

جب یہ انگلی تھام کر چلنے کے قابل ہوا تو اپنے والد محترم کے ساتھ نمازِ فجر خانہ کعبہ میں ادا کرتا، نمازِ ظہر مسجد نبوی میں اور نماز عشا مسجد اقصیٰ میں پڑھنے کی سعادت حاصل کرتا۔ مسجد اقصیٰ...جی ہاں! وہی مسجد جہاں نبی الملاحم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی، جہاں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر معراج شروع کیا، جو مسلمانوں کا قبلۂ اول ہے۔ لیکن ہم مسلمانوں کی بے حسی اور وہن جیسی بیماریوں کی وجہ سے آج پنجۂ یہود میں ہے اور کسی صلاح الدین ایوبی کے لیے روتی بلکتی ستر سال سے زائد کا عرصہ گزار چکی ہے۔ مگر فرنگی نظام تعلیم سے فارغ التحصیل نوجوان غیروں سے متاثر نظر آرہا ہے اور اس عظیم فرض عین کو بھول چکا ہے کہ فلسطینی مسلمانوں کو ظالم یہودیوں سے نجات دلانا ہر مسلمان نوجوان کا مشنِ اول ہے۔

بات ہو رہی تھی اسامہ کی، الغرض دنیا کی کوئی آسائش ایسی نہ تھی جو اِس بچے کو میسر نہ ہو۔ دولت، عزت، شہرت اس کے گھر کی باندیاں تھیں۔ لیکن یہ سب ناز و نعم اُس کی فطرت سلیمہ کو مسخ نہ کر سکے، اُس نے دیکھا کہ چہار جانب سے کفار کے لشکر مسلمانوں پر حملہ آور تھے۔ امت کے چُور چُور جسم میں کوئی جگہ ایسی نہ تھی جو کفار کے زہریلے تیروں اور نوک دار تلواروں سے گھائل نہ ہو چکی ہو۔ امتِ مسلمہ کی بیٹیاں سسکیاں لے لے کر پھر کسی محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی کی منتظر تھیں۔ اسلام مقدسات کی کھلم کھلا توہین جاری تھی۔ صلیبیوں نے ہماری ماؤں بہنوں کو مارنے کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ مجرمین نے ہمارے دلوں کی دھڑکن حضرت محمد رسول اللہ (فداہ ابی وامی) صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں اپنے رسالوں، اخبارات اور ٹی وی چینلوں پر بھی گستاخی کر ڈالی۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت پھر بھی عملی میدان سے دور ہی رہے اور صرف آہیں بھرنے، نعرے لگانے اور مظاہرے کرنے پر اکتفا کیے رہے۔ لوگ قومیت کے نام پر ایک دوسرے سے نبرد آزما تھا، زبان اور قومیت کے بت ان کے سامنے تھے جب کہ اسلام کے نام پر غیرت کھانے والے آٹے میں نمک کے برابر اور غیر منظم تھے۔ ایسے میں وہ مردِ مجاہد جو اپنے بچپن سے ہی امت کی خستہ حالی پر کڑھتا تھا، اُس نے آرام و آسائش کی دنیا کو ہمیشہ کے لیے چھوڑا اور امت مظلومہ کے لیے روشنی کا استعارہ بنا گیا۔

جی ہاں! وہی اسامہ بن محمد بن لادن رحمہ اللہ کو کبھی مخملی بستروں پر سوتا تھا، اب افغانستان کے پتھروں پر تکیہ لگائے نیند پوری کرتا تھا۔ وہ روتا تھا فلسطین کے مسلمانوں کے لیے، بوسنیا کے مسلمانوں کے لیے، اُس کے آنسو بہتے تھے تو الجزائر کے مسلمانوں کے لیے... غرض امت مسلمہ کا کوئی بھی زخمی علاقہ ہو، کہیں بھی مسلمان بے چین اور ظلم کا شکار ہوتے ہوں تو آپ رحمہ اللہ تڑپ اٹھتے تھے۔

وہ ظلم کے خلاف بغاوت کا استعارہ بن گئے۔ وہ اٹھے تو ان کی جرأت و بہادری سے لاکھوں چراغ جل اٹھے اور اندھیرے بھاگ کھڑے ہوئے۔ پوری دنیا کا کفر اُس تن تنہا بندۂ خدا سے خائف ہو رہا۔ وہ اکیلا ہی پوری امت کی مانند تھا۔ ہجرت و جہاد فی سبیل اللہ کے اس مبارک رستے میں عرب شہزادے نے سعودی عرب سے افغانستان اور سوڈان کی دربدریوں کو قبول کیا۔ اُس عظیم مجاہد نے مثلِ ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنی تمام عمر کی کمائی جہاد فی سبیل اللہ میں لگا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

غیرت و حمیت کے لیے اٹھ کھڑا ہونے کی صورت میں اُسے ایجنٹ کہا گیا۔ امت کی بیٹیوں کی عزت و ناموس کی خاطر بندوق اٹھانے کے جرم میں دہشت گرد جیسے القابات سے نوازا گیا۔ جس مسجدِ نبوی کی تعمیر میں آپ نے بنیادی کردار ادا کیا تھا اور اپنی توانائیاں کھپائی تھیں، وہاں آپ کو ایک سجدہ بھی کرنے نہیں دیا گیا۔ اس سب کے باوجود ظالم ناکام رہے کہ آپ کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منہج سے ذرہ برابر بھی ہٹا سکیں۔

شیخ رحمہ اللہ نے دنیاوی عیش و عشرت سے دستبرداری اختیار کی لیکن جہاد اور احیائے اسلامی کی تحریک سے دستبرداری گوارا نہ کی۔ آپؒ اپنے اخلاص و قربانی کی وجہ سے عالمِ اسلام کے تمام مظلومین کے دل کی آواز بنا گئے۔ آپؒ نے دنیا بھر کے طواغیت کو للکارا اور خالص توحید پر عمل کر کے دکھایا۔ آپؒ رات کے راہب اور دن کے سپہ سالار تھے۔ آپؒ قرآن کو ترتیل کے ساتھ سننے کے بے حد شوقین تھے اور تلاوت سنتے سنتے آپ کی آنکھیں اشک بار ہو جاتی تھیں۔ کیا کہنے اُس شخص کے جو تمام دنیا سے کٹ کر شب و روز تلاوتِ

قرآن میں مشغول رہتا ہو۔ آپؒ نے دنیا کی رنگینیوں کو مطلقاً چھوڑ دیا، اپنے اہل و احباب سے کنارہ کشی اختیار کر کے اپنے نفس کو خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے کھپا دیا۔ آپؒ کو موت سے ویسی ہی محبت تھی جیسی اللہ کے دشمنوں کو زندگی سے ہوتی ہے۔ شیخ رحمہ اللہ، سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے آئینہ دار تھے۔

آپ کے زہد و جذبے میں سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی جھلک دکھائی دیتی تھی۔ سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جب آسائشوں کی زندگی گزارتے ہوئے جادۂ حق کی مسافت اختیار کرتے ہیں تو سب نازونعم کو خوشی خوشی خیر باد کہتے ہیں۔ ہمیشہ ریشم پہننے والے مصعبؓ اِس حال میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتے ہیں کہ کھال کے دو ٹکڑوں کے ساتھ جسم ڈھانپ رکھا ہے۔ آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم، اُن کا یہ حال دیکھ کر آبدیدہ ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے مکہ میں اس سے زیادہ خوش پوشاک اور خوبرو نوجوان نہیں دیکھا تھا اور آج اللہ کے لیے ان کا یہ حال ہے کہ بال غبار آلود اور لباس بوسیدہ ہے۔ احد کے میدان میں آپ کا جسدِ خاکی مٹی اور خون سے آلودہ ہوا پڑا تھا، آپ کے دونوں بازو کٹے ہوئے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اس جاں نثار کے جسد خاکی کے قریب آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں بھی برسنے لگیں۔

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم مَّن قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا

"مومنوں میں کتنے ہی ایسے شخص ہیں کہ جو اقرار انہوں نے اللہ اسے کیا تھا اس کو سچ کر دکھایا تو ان میں سے بعض ایسے ہیں جو اپنی نذر سے فارغ ہو گئے اور بعض ایسے ہیں کہ انتظار کر رہے ہیں اور انہوں نے (اپنے قول کو) ذرا بھی نہیں بدلا"۔

شہادت، شیخ رحمہ اللہ کی سب سے بڑی آرزو تھی۔ جس کی طلب میں آپ رحمہ اللہ پُرخار رستوں میں مشقتوں پر صبر کرتے رہے۔ آپ رحمہ اللہ اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث دہراتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمنا کا ذکر کرتے کہ

"میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی راہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر قتل کیا جاؤں"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کا راہی، قرآن اور تلوار ہاتھ میں لے کر یہود و نصاریٰ کو لرزہ براندام کرنے والا رجز خواں اور ہم جیسے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں شوق جہاد اور جذبۂ شہادت کی لگن پیدا کرنے والا اپنے پیچھے نہ رکنے والا ایک عظیم قافلۂ جہاد چھوڑ کر رب کی جنتوں کی طرف ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رختِ سفر باندھ گیا۔ وہ چلا گیا، لیکن وہ چھپ کر نہیں گیا، وہ پیشانی ٹیک کر نہیں گیا، وہ لجاجت اور کفر کے سامنے جھک کر نہیں گیا۔ وہ جس طمطراق سے میدان جہاد میں آیا تھا، اسی انداز میں تاجِ شہادت سر پر سجا کر رخصت ہوا۔ وہ ہمیں سکھا گیا کہ جب مومن اپنی جان اللہ کے ہاں بیچ ڈالتا ہے تو اس کے نزدیک عزت کی موت ذلت کی ہزاروں زندگیوں سے بدرجہا بہتر ہوتی ہے۔

تاریخ اسلامی میں رقم ہے کہ مسلمان بہنیں جب کفار کی قید میں آہ و بکار کرتی تھیں تو کسمپرسی کی حالت میں بے ساختہ اُن کی زبانوں سے آتا ہے کہ وامعتصماہ! واصلاح الدین! وامعاویہ!

آج ظلم کی چکی میں پستی ہوئی کسی عافیہ صدیقی کی آواز جب میرے کانوں میں پڑتی ہے تو نہ چاہتے ہوئے بھی میری زبان سے دورِ جدید کے صلاح الدین کے لیے پکار نکل جاتی ہے کہ وااسامہ.....واابو عبد اللہ!!!

یقیناً شیخ اسامہ رحمہ اللہ اپنے پیچھے جاں بازوں کے ایسے دستے چھوڑ کر گئے ہیں جو آپ ہی کی طرح مظلوم بہنوں کے درد میں اور لاچار مسلمانوں کی مدد کی خاطر اپنے جسموں کے ٹکڑے کروانے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ اس قافلے کا سپہ سالار امحسنِ امت ہمارے دلوں کی دھڑکن شیخ ابو عبد اللہ اسامہ بن محمد بن لادن رحمہ اللہ تو جنت مکین ہو گئے لیکن جانے والا اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے وفا کی قسم کھا کر گیا، جنت کی جانب جانے والے راستے کو اپنی لہو سے جلائی گئی قندیلوں سے روشن کر کے گیا اور اپنے الفاظ و عمل سے امت پر حجت قائم کر گیا کہ

الاھل بلغت [کیا میں نے پیغام پہنچا دیا]

اللھم فاشھد [اے اللہ تو اس پر گواہ رہنا]

؎ وہ مجھے مار کے خوش ہیں یہ معلوم بھی ہے

کون زندہ ہے یہ تاریخ بتا دیتی ہے

☆☆☆☆☆

"جمہوریت کو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی واسطہ نہیں۔ نہ دین و اقامتِ دین سے کوئی غرض ہے"۔

شہیدِ اسلام مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ

مجھے یاد ہے سب ذرا ذرا

ابو امیرہ

اے شہیدِ ملتِ اسلامیہ!

تجھے معلوم ہے کہ تصور میں تجھ سے ہزار باتیں کرتا ہوں...

مجھے یقین ہے تو لوٹ کو نہیں آئے گا لیکن...

پھر بھی تیرا انتظار کرتا ہوں

۲ مئی ۲۰۱۱ء وہ دن تھا جب اسد الاسلام، بطلِ جلیل، امام، مجدد، مہاجر و مجاہد فی سبیل اللہ شیخ اسامہ بن لادن اس مظلوم امت کو عروج کے رستے پر گامزن کر کے اپنے وعدہ وفا کر گئے...

وہ ان مومنین صادقین میں سے تھے جنکی صفات کا تذکرہ اللہ اپنی کتاب میں کچھ یوں کرتے ہیں...

"اہل ایمان میں کچھ جواں مرد وہ بھی ہیں. جنہوں نے اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کر دکھایا"۔

وہ برسوں کی جس نعمت کے متلاشی تھے بلآخر اسے پالیا...اور اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی...

آتی ہی رہے گی تیرے انفاس کی خوشبو
گلشن تیری یادوں کا مہکتا ہی رہے گا

"بلاشبہ کل تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے... ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اسی مدد مانگتے ہیں... اور اسی سے مغفرت کے طالب ہیں... ہم اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں... جسے اللہ ہدایت دے تو اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں ... اور جسے وہ گمراہ کر دے تو پھر اسے کوئی ہدایت دینے والا نہی... میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہی... وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہی... اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں...

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے... اور تمھیں موت آئے تو اسی حال میں کہ تم مسلمان ہو"...

سبحان اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکلے یہ ایسے جامع الفاظ ہیں... جو سننے والے کے دل میں اترتے جاتے ہیں...

ہمارے محبوب شیخ رحمہ اللہ بھی اپنی پر کشش آواز میں مذکورہ بالا الفاظ اپنے خطبات میں بکثرت استعمال کرتے تھے...

ویسے تو رسول اللہ ص کے یہ الفاظ ہم خطبات جمعہ میں بھی اکثر سنتے ہیں... لیکن بقول استاذ المجاہدین شیخ عبداللہ عزام رحمہ اللہ:

"ہمارے الفاظ شمع کی لو کی مانند ہیں جو بلا آخر بجھ ہی جاتی ہے اور الفاظ بے جان ہی رہتے ہیں یہاں تک کہ ہم دین پر مر مٹتے ہیں، تو یہی الفاظ زندہ ہو جاتے ہیں اور زندہ انسانوں کے درمیان امر ہو جاتے ہیں"

شیخ اسامہ رحمہ اللہ اپنی زندگی میں حد درجہ متبع سنت تھے... شیخ کے ذاتی محافظ شیخ ابو بصیر ناصر الوحیشی رحمہ اللہ قسم اٹھا کر فرمایا کرتے تھے کہ "میں نے اپنی زندگی میں شیخ سے زیادہ سنت کا اتباع کرنیوالا شخص نہیں دیکھا"...

بس یہی وجہ تھی کہ دل شیخ رحمہ اللہ کی طرف کھنچے چلے جاتے تھے... ویسے تو شیخ کا ہر بیان ہی امت مسلمہ کے لیے نصیحت آموز ہے... اور سننے والا اگر دل کی بینائی سے محروم نا ہو تو وہ یقینی طور پر شیخ رحمہ اللہ کی آواز میں امت کے حالتِ زار کے لیے چھپا درد محسوس کیے بنا نہی رہ سکتا۔

میں یہاں بالخصوص شیخ رحمہ اللہ کے بیانات میں سے کچھ اقتباسات پیش کروں گا...

شیخ اپنے ایک بیان "امت کے مسائل کا حل، منہج جہاد" میں فرماتے ہیں:

"نوجوانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ دین کے فہم میں ایک بڑی غلطی ہو رہی ہے... اور ان میں ایسی صفات پیدا ہو رہی ہیں... جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے جہاد کو ترک کرنے والوں میں کیا ہے... اللہ نے ان کو فاسق کہا ہے... پس جو قتال سے پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہنا پسند کرتے ہیں، یقیناً وہ سمجھ نہیں رکھتے... اگرچہ انہوں نے بہترین جامعات سے تعلیم حاصل کی ہو اور ساری دنیا کے لوگ ان سے فتوے لیتے ہوں... مگر وہ علم نہی رکھتے کیونکہ اللہ فرماتے ہیں...

رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا مَعَ الْخَوَالِفِ وَ طُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ (التوبۃ: ۸۷)

"وہ راضی ہوگئے اس بات پر کہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہیں، ان کے دلوں پر مہریں لگا دی گئی ہیں، پس وہ کچھ نہیں جانتے"۔

مزید فرماتے ہیں:

”علم کثرت روایات کو ذہن نشین کر لینے کا نام نہیں... علم تو یہ ہے کہ آپ خوف اور تقویٰ کے ساتھ اللہ کو پکاریں...“

اسی بیان میں ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۳ سال مکہ میں گزارے.... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کی فصاحت اور اس کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوجوامع الکلام عطا کیے گئے...وحی کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی جاتی... پھر بھی ان سب وسائل کے باوجود مکی دور میں محض چند صحابہ ہی ایمان لائے...ثابت ہوا کلمہ توحید کی قوتِ تاثیر کے باوجود کچھ دوسرے عناصر بھی ہیں جو اسلام کی دعوت کو پھیلانے کے لیے ضروری ہیں... مگر دس سال بعد مدینہ کی سرزمین کو اللہ نے اپنے فضل سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مسخر کر دیا...انصار نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت قبول کر لی تو چند ہی سالوں میں سیکڑوں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے...تو معلوم ہوا دعوت کی پشت پر قوت کا ہونا ناگزیر ہے“

جب پہلی بار میں نے شیخ رحمہ اللہ کی زبان سے درس حدیث کعب بن مالک سنا تو اس وقت شیخ کو ہم سے جدا ہوئے غالباً چار سال ہو چکے تھے...لیکن شیخ کے بیان کی تمہید ہی دل کو پگھلاتی چلی گئی... شیخ رحمہ اللہ صحابی رسول رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک نہایت ہی لطیف نقطہ اٹھاتے ہیں:

”حضرت کعب رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک میں جب لشکر اسلام سے پیچھے رہ گئے تو کسی نے یہ نہیں کہا کہ آپ تو مدینہ میں رہتے ہیں تو جہاد کی کیا ضرورت ہے...یا یہ کہ آپ تو حرم میں نماز ادا کرتے ہیں اور دروس دیتے ہیں اس لیے آپ کے درجات مجاہدین سے بلند ہیں... نہیں! بلکہ قرآن کریم میں جہاد سے پیچھے رہ جانے پر سخت تنبیہ کی گئی...اور پھر انصار تو ویسے بھی جنگ جو لوگ تھے... جنگجوئی کی صفت انہیں ورثہ ملی تھی... لیکن اس کے باوجود آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہیں ان کا نفس دھوکہ دینے میں کامیاب رہا.... ان لوگوں کی زندگی تو تھی بھی سختیوں سے بھرپور...نہ بجلی تھی نہ ہی دیگر آسائشیں... صرف کھجور پکنے پہ آئی تو اس نے انہیں بوجھل کر دیا... تو پھر وہ لوگ کیسے نفس کی چالوں میں آنے سے بے خوف بیٹھ سکتے ہیں جن کے پاس آسائشوں کی بھرمار ہو.... یہاں تک کہ وہ مباحات کے دائرے سے بھی تجاوز کر کے تعیشات کے دائرے میں داخل ہو چکے ہوں...

ذرا خود اپنے دل سے پوچھئے کیسے ممکن ہے کہ ایسے لوگ نفس کے دھوکے سے بچ جائیں سوائے اس کے کہ اللہ ہی انہیں بچا لیں“۔

افغانستان میں امارت اسلامیہ کے سقوط کے بعد ایک بیان میں فرماتے ہیں:

”حالات مزید دگرگوں ہو چکے ہیں...کیونکہ افغانستان میں طالبان حکومت چھ سال موجود رہی... لیکن امت کی اکثریت نے لاپرواہی کا رویہ اختیار کیا...اور عالمی طاغوتی میڈیا کی باتوں میں آکر کسی نے بھی اس حکومت کی نصرت نہیں کی ...ماسوائے چند اہلِ ثروت حضرات کے ... لیکن یہ ایک مضبوط امارت اسلامیہ کے لیے ناکافی تھا... حتیٰ کہ امریکی حملہ کے بعد یہ امارت بھی ختم ہو گئی... مگر سوچنے کی بات ہے کہ عوام تو میڈیا کے پروپیگنڈے کا شکار ہو جاتے ہیں...کیسے ممکن ہے کہ علما اور داعی حضرات بھی اصل حالات سے ناواقف ہوں؟ حالانکہ کسی بھی مسلمان ملک سے افغانستان محض چند گھنٹوں کا فاصلہ ہے... میرے نزدیک طالبان حکومت کی مدد سے غفلت علما کے سوئے فہم کا نتیجہ ہے (واللہ اعلم)“۔

میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں اے اللہ تیرے بندے اسامہ رح امت کو جو رستہ دکھایا وہی عروج کا رستہ ہے وہی دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کا رستہ ہے...اور جو راستہ آج کے آئمۃ المضلین دکھا رہے ہیں وہ امت کی قربانیوں کو ضائع کر نیوالا راستہ ہے....

☆☆☆☆☆

جمہوریت میں نماز کی آزادی نہیں!

”ہمیں نماز ”قائم“ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ نماز صرف رکوع سجدے کا نام نہیں ہے بلکہ نماز کی فرضیت کا عقیدہ رکھنا، اس کی ادائیگی کے لیے نظامِ صلوٰۃ کھڑا کرنا، جو نہ پڑھے اس پر سختی کرنا، جو نماز چھوڑنے پر ڈٹ جائے یا قوت بنالے ’اس سے قتال کو فرض سمجھنا... یہ سب نماز قائم کرنے میں شامل اور ضروری ہے۔ جب کہ جمہوریت میں اس کی بالکل اجازت نہیں۔ صرف اتنا ہے کہ جو چاہے پڑھے، اور جو نہ پڑھے ’ ریاست یا کوئی بھی مسلمان اس کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ لہٰذا جمہوریت میں فرض نماز کی آزادی نہیں بلکہ مباح نماز کی آزادی ہے۔ گویا یہ جمہوریت ایک مسلمان کو یہ عقیدہ رکھنے پر مجبور کرتی ہے کہ نماز فرض نہیں بلکہ مباح ہے، جو چاہے پڑھے، جو نہ چاہے نہ پڑھے۔ یہی معاملہ تمام عبادات کا ہے۔ فرض کو مباح سمجھنے کا عقیدہ کیا ہے؟ علما سے اس کا حکم پوچھا جا سکتا ہے“۔

مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

آپ نے اللہ کے دشمنوں سے دشمنی کا حق ادا کر دیا تھا!

سلیمان آصف

ایک لازوال کردار، ایک بے مثال انسان، وہ مصعب بن عمیر ثانی.... ایسا جری مرد جس نے دین اسلام کی خاطر وہ سب کچھ قربان کر دیا جس کی تمنا و آرزو دین بیزار لوگوں کا اوڑھنا بچھونا ہے، جس کی خاطر وہ دین تک بیچنے پر آمادہ ہیں.....

افغانستان کے سنگلاخ پہاڑوں پر بسیرا کیا، صعوبتیں آئیں برداشت کیں اور مِن المؤمنین رجال صدقوا ماعھدوا اللہ علیہ کا مصداق بنے...

ڈالروں کے پجاری، روپوں کے بھوکے کیا جانیں خدا کے حضور سب کچھ لٹا دینا کیسا ہے، اللہ کے ساتھ جان کا سودا کرنا کس قدر پر لطف ہے...

اللہ پاک لاکھوں، کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں محسنِ امۃ، مجاہدِ اعظم شیخ اسامہ بن محمد بن لادن شہید پہ جنہوں نے کفر کو ناکوں چنے چبوائے اور امریکہ کو اسی کی سرزمین پر ذلیل و رسوا کیا...

کس چیز نے امریکن یونیورسٹی کے گریجویٹ سعودی عرب کے سب سے مالدار خاندان کا فرد اور کھرب پتی ہونے کے باوجود اسامہ بن لادن کو عین عالم شباب میں محلات سے نکل کر غاروں اور سنگلاخ پہاڑوں کا مکین بننے پر مجبور کیا؟

منہ ٹیڑھا کر کے اسامہ پر تنقید کی جاسکتی ہے مگر کوئی پانچ مرلے کا گھر چھوڑ کر جھگی میں جانے کو تیار نہیں ہوتا چہ جائیکہ محلات اور آرام دہ طیارے چھوڑ کر غاروں میں رہنا اور خچروں کی ننگی پیٹھوں پر سواری کرنا۔

ظالم سامراج کو ناکوں چنے چبوانے والا اسامہ بن لادن آج بھی سامراج کے ستائے ہوئے کروڑوں لوگوں کا ہیرو ہے۔

شیخ رحمہ اللہ کے ایک سوڈانی ساتھی کے مطابق جب شیخ جدہ میں تھے تو اُس وقت بھی ان کا گھر معمولی سا تھا، ان کے ایک بھائی نے ایک بیش قیمت مکان تعمیر کروایا اور شیخ کو ہدیہ کیا مگر شیخ نے اسے قبول نہیں کیا۔ اسی طرح جب قندھار ایئرپورٹ کے قریب عرب مجاہدین کے معمولی سے مکانات بنوائے گئے تو اُن میں شیخ کا بھی ویسا ہی معمولی مکان تھا، جس میں نہ بجلی کا انتظام نہیں تھا(یا تھا تو پوراوقت بجلی نہیں ہوتی تھی)، سیوریج کا بھی انتظام مکان کے پیچھے گڑھا کھود کر کیا گیا۔ شیخ اور ان کے بیٹوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے مکان کی باؤنڈری دیوار بنائی اور بناتے وقت باپ بیٹے اشعار پڑھتے جاتے تھے، پہلی بارش میں وہ دیوار گر گئی تھی۔

یہ معلومات القاعدہ کے انگریزی میگزین میں شائع ہوئی ہوئی تھی۔ تبلیغی بھائی بالکل درست کہتے ہیں کہ دین قربانیوں سے آیا تھا اور آئے گا۔ تمام تر ناموافق حالت کے باوجود ابھی بھی لوگ اس راہ کی جانب کھینچے چلتے آتے ہیں، اس میں بنیادی کردار اور کشش یہی قربانیاں ہیں۔

اے ہمارے محبوب شیخ!

آپ آشفتہ سری میں بھی ایسے تاجدار تھے کہ آپ سا تاجدار موجودہ زمانے نے دیکھا تو درکنار، تصور بھی نہ کیا ہو گا۔ اللہ نے آپ کو اپنے کلمے کی سربلندی واسطے چنا اور آپ نے اپنی بساط میں اس کلمے کو اونچا کرنے کا حق ادا کر دیا۔ دنیا کے گندے کیڑوں نے بڑی اونچی اونچی عمارات بنائی تھیں کہ وہ ان میں بیٹھ کر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کریں گے۔ ان بلند و بالا کفر خانوں میں صدائے تکبیر بلند کرتے آپ کے سرفروش ہی کام آئے اور اپنے اعمال سے ثابت کر گئے کہ "لا الہ الا اللہ" کے معنی کیا ہوتے ہیں۔

اے ہمارے محبوب شیخ!

واللہ ہم ہرگز نہیں بھولے کہ سارے عالم کا کفر و نفاق آپ کا نام سن کر کانپ جاتا تھا، "ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم اور اشداء علی الکفار" کی اس سے بہتر عملی تفسیر کیا ہو گی کہ آپ کا سر لینے کے لیے عالم کفر نے اپنا مال اور جانیں جلتی آگ میں جھونک دیں۔

اے شیخ !ہم گواہی دیتے ہیں آپ دنیا جہان کی کم مائیگی اور محرومیوں (مادی) کو دریدہ دامن میں سموئے ہونے کے باوجود اپنے دشمن کو اس حد تک زچ کر کے رکھ دیتے تھے کہ آپ کی موت پر سارے کا سارا عالم کفر غل غپاڑہ کرتا، جھاگ اڑاتا، ہاتھوں میں شراب تھامے، اپنے بدبودار اجسام کو تھرکاتے مٹاتے یورپ و امریکہ کی سڑکوں پر نکل آیا تھا اور چشم فلک نے دیکھا کہ عالم کفر آپ کا مقدس و مطہر لاشہ زمین پر بھی برداشت نہیں کر پایا...یقیناً آپ نے اللہ کے دشمنوں سے دشمنی کا حق ادا کر دیا تھا!

اب جب کہ آپ ہمیں، اپنی محبوب امت کو، بدحالیوں اور غفلتوں میں سراپا غرق امت کو داغ مفارقت دے کر اپنے رب کی جنتوں کی جانب روانہ ہو چکے ہیں، واللہ ہم ہر لمحے آپ کی کمی محسوس کرتے ہیں... آنکھیں نم ہیں، کلیجے غم سے پھٹے جاتے ہیں لیکن ہم انا للہ و انا الیہ راجعون کہتے ہیں اور کوئی شکوہ زباں پر نہیں لاتے...

بس اس امید پر جیے جاتے ہیں کہ ہمارے رب نے محبوب شیخ کی روح جنت کے سبز پرندوں میں ڈال دی ہو گی جو کوثر و تسنیم سے دُھلی پاکیزہ جنتوں میں اڑتی پھرتی اپنے رب کی حمد و ثنا بیان کرتی ہو گی۔

رحمة الله عليه رحمة واسعة

☆☆☆☆☆

اللہ سے ڈریے!

شیخ ابو مصعب عبد الودود حفظہ اللہ، امیر جماعۃ قاعدۃ الجہاد مغرب الاسلامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ الذی ھادی الی سبیل الرشاد،العالم بما بطن ووظھر من احوال العبادوالصلوٰۃ والسلام علی عبدہ ورسولہ محمد،الداعی الی دارِالسلام المبشر بمافیھا من التفصیل والاکرام وعلیٰ آلہ وصحبہ بررۃ الکرام،امابعد!

سر زمین شام کے تمام جہادی مجموعات میں موجود میرے مجاہدین بھائیو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہمارے دلوں کو مغموم کرنے اوران پر نشتر کی مانند چلنے والی خبریں ہیں کہ جو شام میں جاری آپ کے جہاد کے حوالے سے ہم تک پہنچتی ہیں۔وہ سر زمینِ شام جس کو اللہ نے اپنی مبارک کتاب اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کئی ایک احادیث میں 'مقدس سر زمین' بتایا ہے۔

یہ جہادانتہائی قلیل مدت میں مضبوطی اور کامیابی سے کمزوری کی طرف چلا گیا ہے۔وحدت و اتحاد سے دوری کی بنا پر فتح بھی آپ سے دور ہوتی چلی گئی...حالانکہ ایک وقت تھا کہ فتح و ظفر مندی بالکل آپ کے قدموں میں دکھائی دے رہی تھی۔

شام کی مبارک سر زمین میں موجود ہمارے پیارے مجاہد بھائیو!مغرب اسلامی میں موجود آپ کے بھائی آپ کے بارے میں ہر خبر سن کر اپنے دل میں انتہائی تکلیف اور درد محسوس کرتے ہیں۔وہ رنجیدہ رہتے ہیں اورایسا لگتا ہے کہ تکلیف کی شدت سے شاید ان کا دَم گھٹ جائے کہ آپ کیونکر اتنی قیمتی قربانیوں، عظیم فتوحات اور معرکوں کے ثمرات کو گنوا سکتے ہیں؟ کیسے آپ ان تمام قتل کیے گئے مسلمانوں اور بہائے گئے خون کو نظر انداز کر سکتے ہیں؟اور وہ عزتیں جو مجروح کی گئیں؟اور وہ سارامال جو خرچ کیا گیا؟کیسے مختلف کتائب کے یہ کمان دان اور امرا اس سب کو پس پشت ڈال رہے ہیں؟کیسے اہل علم اور اہل رائے اللہ کی کتاب کو بھول سکتے ہیں؟جو شروع سے آخر تک اتحاد کا حکم دیتی ہے،انتشاروافتراق کو مسترد کرتی ہے اور اس پر سخت وعید سناتی ہے۔

اے مجاہدین شام!یقیناً آپ کی قوم آج حیران وپریشان ہے،اور ہم بھی حیران وپریشان ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آپ نے کتاب وسنت کی کیسی تعلیم حاصل کی ہے کہ جو غیر ملکی جارح دشمن سے جنگ کو چھوڑ کر آپس میں لڑائی کرنے کی ترغیب دیتی ہے؟آپ کو اندازہ نہیں ہے کہ آپ کے دشمن 'جس نے آپ کے دین ودنیا کی بربادی اور زمین اور وسائل پر قبضے کے بارے میں منصوبے بنائے ہیں' نے آپ کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے؟مللِ کفر آپ کے خلاف اُسی طرح متحد ہو چکی ہیں جس طرح بھوکے کے دستر خوان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔یہود ونصاریٰ اور مجوسیوں نے آپ کے خلاف اتحاد کر لیا ہے۔رومیوں، فارسیوں اور روسیوں نے آپ کے مقابلے میں صف بندی کی ہوئی ہے۔یہ سارے دشمن آپ کے خلاف جمع ہونے کی جرات نہ کر سکتے تھے اگر انہیں یقین نہ ہوتا ہے کہ آپ آپس میں خلفشار واختلافات کی بنا پر تقسیم ہو چکے ہو۔وہ جانتے ہیں کہ جو منتشر اور تقسیم ہو جائیں تو پھر وہ آسانی سے ان کے دباؤ میں آ جائیں گے چاہے یہ انہیں پسند ہو یا ناپسند۔

ہماری محبوب سرزمین شام میں موجود مجاہدین بھائیو!ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ آپ ایک دوسرے سے بعض امور میں اختلاف کریں بشرطیکہ یہ ایمان کا رشتہ قائم رہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کبھی کبھار کسی معاملے میں اختلاف ہو جاتا تھا۔لیکن جب یہ اختلاف بڑھتے بڑھتے باہمی لڑائی اور دشمنی تک پہنچ جاتا ہے تب یہ الم ناک صورت حال ہمیں مغموم وپریشان کیے رکھتی ہے۔اب جب کہ یہ فتنہ ہمارے محبوب شام میں پہنچ چکا ہے تو ہم تمام محاذوں پر مجاہدین کو صرف یہ نصیحت ہی کر سکتے ہیں کہ آپس میں موعظہ حسنہ اور حکمت بھرے مشوروں سے اس فتنے کو ٹھنڈا کریں اور کسی بھی ایسی حرکت سے گریز کریں جو اس جلتی آگ پر تیل کا کام کرے۔اگر اس فتنے کے الاؤ شام تک ہی محدود رہیں تو اس کو حل کیا جا سکے گا لیکن اس کے اثرات بہت دور تک جائیں گے۔ہم اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں۔اس طرح شاید ہر جگہ جہاد اور مجاہدین پر سے لوگوں کا اعتماد اٹھ جائے گا اور اسلام کے اوپر لوگوں کے شکوک وشبہات بڑھ جائیں گے۔یہ ایک ایسا جرم ہو گا کہ جس میں مجاہدین کے مبتلا ہونے سے ہم مالک عرشِ عظیم،اللہ ذوالجلال کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

ہمارے محبوب وکریم بھائیو!اللہ کی نصرت کے حصول کی تگ ودو کیجیے،جس طرح اُس نے ماضی میں آپ کو اپنی نصرت سے نوازا تھا۔اس کی طرف سے کیے گئے فتح کے وعدوں کو یاد کرو۔اُس کی وہ رحمتیں جو سامنے نظر آنے والی ہیں اور جو احاطۂ نظر سے باہر ہیں 'اُن پر اُس کا شکر بجالائیے۔جان لیجیے کہ ہر آزمائش کی وجہ کوئی نہ کوئی گناہ ہوتا ہے اور توبہ کے علاوہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔پس اللہ کے حضور توبہ کیجیے اور عجز وانکساری کا رویہ اپنائیے۔اللہ سے ڈریے۔اللہ کا فرمان ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا(النساء:۹۳)

"اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے،اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے،اسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔

اللہ سے ڈریے کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبے میں فرمایا تھا:

(بقیہ صفحہ ۶۵ پر)

رمضان کریم

شهر رمضان شهر الطاعات،
وتنزل الرحمات،
ومضاعفة الحسنات،
وفقنا الله وإيّاكم فيه لمرضاته،
وكتبنا من أهل جنّاته،
وجعله شهر خير وفرج ونصر قريب
وتقبل منّا أجمعين

رمضان المبارک اطاعت شعاری اور
رحمت کے نزول کا مہینہ ہے۔
رمضانِ المبارک نیکیوں میں بڑھوتری
اوراُنہیں دوچند کرنے کا مہینہ ہے۔
اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس مہینہ میں
اپنی خوش نودی اوررضا والے اعمال کی
توفیق عطا فرمائے۔
اور ہمیں اہل جنت میں سے بنادے۔
اس مہینہ کو خیر اور اخروی نجات اور
جلد فتح کا مہینہ بنا دے۔
اور ہمارے اعمال کو قبول فرمالے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تا کہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔“

سورۃ البقرۃ: ۱۸۳

- رمضان المبارک 720 یا 696 گھنٹوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کی ہر گھڑی اور ہر ہر منٹ بہت ہی قیمتی ہے۔ رمضان ہمارے لیے اپنی روح، بدن اور جذبات کو پاکیزہ کرنے کا موقعہ ہے جو سال میں ایک بار آتا ہے۔ روح و بدن پر اس کے اثرات بہت گہرے ہوتے ہیں۔ جتنا اس کے دوران بندہ مشقت برداشت کرتا ہے اتنا ہی نورِ توحید اس شخص کے روح و بدن اور جذبات کو منوّر کر دیتا ہے۔
- رمضان المبارک نہایت مبارک اور قیمتی مہینہ ہے اس کو قیل و قال، ٹی وی دیکھنے، سوشل میڈیا پر لغویات میں وقت صرف کرنے اور لوگوں سے ملنے ملانے میں ضائع نہ کیجیے۔
- رمضان کی شاموں اور راتوں میں ایک دوسرے کے گھر جا کر ملنے ملانے سے پرہیز کریں کہ یہ بابرکت وقت کا ضیاع اور قیمتی وقت کی چوری ہے۔
- رمضان میں مسجد کو اپنا مسکن بنا لیجیے، یہیں کام کی بات کیجیے، تراویح کے بعد لوگوں سے معاملات کیجیے۔ آپ کے ملنے اور جدا ہونے کی جگہ رمضان میں بس مسجد ہو۔

1 مسجد میں افطار

- اپنا روزہ مسجد میں افطار کیجیے۔
- اور نمازِ مغرب ادا کیجیے۔
- پھر اپنے گھر کو لوٹیے اور جتنا اللہ نے آپ کے لیے مقدر کر رکھا ہے، اس کی نعمتوں میں سے کھائیے۔
- اس کے بعد عشاء تک استغفار میں مشغول رہیے۔

2 نمازِ عشاء اور تراویح

- نمازِ عشاء اور تراویح مسجد میں ادا کیجیے۔
- گھر کو واپس آیئے (آرام وغیرہ کیجیے)۔

3 سحری، استغفار اور تہجد

- رات میں سحری کے وقت سحری کھائیے، کہ یہ کھانا مبارک کھانا ہے اور استغفار کا وقت ہے۔
- اس کے بعد جلد از جلد وضو کیجیے اور نمازِ تہجد کا اہتمام کیجیے۔
- دعا و استغفار کیجیے اس وقت میں استغفار اور دعا کی قبولیت یقینی ہے۔
- تہجد:

رات کے آخری وقت میں نمازِ تہجد کے ذریعے اللہ پاک کا قرب حاصل کیجیے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت آسمانِ دنیا پر تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ: ہے کوئی سوال کرنے والا جسے میں عطا کروں؟ اور ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اس کے گناہ معاف کر دوں؟ (صحیح بخاری)

4 فجر تا اشراق ... مسجد میں

- فجر کی نماز مسجد میں ادا کیجیے۔
- سورج طلوع ہونے تک مسجد میں بیٹھے رہیے۔
- اس دوران سوئیں مت، بلکہ ذکر میں وقت گزاریں کہ یہ ذکر اللہ کے دو بہترین اوقات میں سے ایک ہے۔

5 آرام کریں

- اشراق کے بعد آدھے دن تک سویئے اور آرام کیجیے۔
- (نمازِ ظہر مسجد میں ادا کیجیے)

6 اہلِ خانہ کی ضروریات پوری کریں

- آدھے دن سے عصر کے وقت تک گھر والوں کی ضروریات پوری کیجیے۔
- عموماً زیادہ کھانے، پینے اور میٹھے کو اپنی غذا میں کم کر دیجیے کہ آپ بہت سے ضرورت مندوں، بیواؤں، بچوں اور یتیموں کے درمیان گھرے ہیں جن کی استطاعت میں سادہ دال روٹی تک کھانا بھی نہیں ہے۔ سو اپنے میٹھے کھانوں اور قورمہ و بریانی میں سے ایک حصہ ان نادار لوگوں کے لیے وقف کر دیجیے۔
- اپنے گھر کی خواتین کو کھانے پکانے اور اس قسم کی مصروفیات سے کچھ فارغ کر دیجیے کہ وہ بھی روح و بدن کی پاکیزگی میں سے حصہ دار بنیں۔ صرف کھانے پکانے وغیرہ کی مصروفیات انہیں استغفار، تلاوت اور دیگر عبادات کا وقت نہیں دیتیں۔

7 عصر تا مغرب

- نمازِ عصر مسجد میں ادا کیجیے۔
- اگر آپ کو کوئی اور اہم مصروفیت نہیں تو عصر سے مغرب تک مسجد میں نفلی اعتکاف کی نیت سے بیٹھ جائیے۔
- اس دوران اپنے آپ کو تلاوتِ قرآنِ پاک میں مصروف کر لیجیے کہ یہ ذکر اللہ کے دو بہترین اوقات میں سے ایک ہے۔
- مغرب کے وقت روزہ افطار کیجیے، نماز پڑھیے اور گھر کو لوٹ آئیے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد و آخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین۔

امارت اسلامیہ افغانستان
28 اپریل 2017 تا 24 اپریل 2018
مبارک منصوری آپریشن کے دوران خارجی اور داخلی دشمن کے جانی و مالی نقصانات
8030
کارروائیاں
فدائی حملے
50
گرائے گئے طیارے
14
ہیلی کاپٹر
5
جاسوس طیارے
2
کارگو طیارے
تباہ شدہ وسائل
2786
تباہ شدہ وسائل
ہلاک اہل کار
غاصبین
332
کٹھ پتلی
16908
زخمی اہل کار
غاصبین
152
کٹھ پتلی
10207
مقتول کٹھ پتلی کمانڈوز
506
alemarahurdu.com

سرزمینِ حرمین کی پکار

شیخ حمزہ بن اسامہ بن لادن حفظہ اللہ

الحمد لله الكريم الذي أسبغ نعمه علينا باطنةً وظاهرةً، العزيز الذي خضعت لعزته رقاب الجبابرة، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له شهادةً نرجو بها النجاة في الدار الآخرة، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وسلم تسليمًا كثيرًا.أما بعد:

تمام دنیا میں بسنے والے اہلِ ایمان بھائیوں اور بالخصوص جزیرۃ العرب کے مسلمانوں کے نام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بے شک فلسطین اور مسجدِ اقصیٰ کا قضیہ امتِ مسلمہ کا قضیہ ہے،اِن کی عظمت مسلمانوں کے دلوں میں گھر کیے ہوئے ہیں،اسی لیے خائن حکمرانوں نے فلسطین کے دفاع،حفاظت اور نگہداری کے نام پر اُس کاسودا کیا۔ان میں سرِ فہرست آل سعود اوراُن کا سرغنہ عبدالعزیز ہے۔عبدالعزیز کے تحت آل سعود کا سرکاری موقف تھا کہ

> ''مسئلہ فلسطین اس کے ذہن میں ہے اور اس کا حل اس کی نظر میں ہے۔وہ حل یہ ہے کہ یہود جن جن ممالک سے یہاں آئے ہیں،واپس اُنہی ممالک کو جائیں،اسی مقصد کے لیے وہ فلسطین کی عرب قیادت سے مسلسل رابطے رہے گا،اُنہیں انقلاب کے لیے ہر ممکن تعاون و مدد فراہم کرے گا اور ہر طرح کے وسائل اور ہتھیاروں سے اُن کی مدد کرے گا''...

یہ ہے آل سعود کا سرکاری موقف،جو اُنہی کے گھروں میں لکھا گیا،طوعاًو کرھاًاُن کی سرکاری میزوں کی زینت بنا،اُن کے محلات کے دروازے پر کندا ں ہوا...یہ گھڑی ہوئی باتیں نہیں ہیں بلکہ مستند تاریخی حوالے ہیں جو سلطان ابن سعود کی طرف سے جاری کیے گئے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''خلفاء اور ان کے باپ دادا اور اہلِ خانہ میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ جرح وتعدیل والوں نے ان کے حالات کھول کر بیان کرنے سے اعراض برتا ہے،قتل اور مار کے خوف سے۔یہ معاملہ ہر دورِ حکومت میں چلاہے کہ جہاں مورخ ان کی اچھائیاں بیان کرتا اور ان کی برائیوں سے چشم پوشی کرتا ہے۔یہ بھی تب کہ جہاں مورخ پابندِ شرع اور بھلامانس ہو!ورنہ اگر وہ چاپلوس اور مداھن نکلا تو اس نے تو لیڈر کی برائیوں اور بدکاریوں کو بھی تعریف کی شکل میں پیش کر دیا''۔

اللہ تعالیٰ امام ذہبی پر رحم فرمائے کہ اُنھوں نے اپنے دور کے خلفا اور مورخین کا ذکر کیا۔اُن کا یہ فرمان آج مسلمانوں کے مقدسات کو بیچ ڈالنے والے حکمرانوں کے لیے نہیں ہے۔کیونکہ اِن مجرمین کے جرائم تو ماضی کے حکمرانوں کے ہر طرح کے جوروستم کو شرما دیتے ہیں!

آل سعود کے اس سرکاری موقف کے بعد کیا ہوا؟اس پر ایک نظر ڈالیں تو آزاد ذرائع سے جو سچ ہمارے سامنے آتے ہیں،وہ ثابت کرتے ہیں کہ اُس(عبدالعزیز)کے کردارواعمال کی حقیقت ان الفاظ(آل سعود کے سرکاری موقف)کے سراسر برعکس ثابت ہوئے۔

یہ پہلا عرب حکمران تھا جس نے فلسطین میں یہودی ریاست کے قیام کو تسلیم کیا اور فلسطینی انقلاب کی راہ میں ایک دیوار بن کر کھڑا ہو گیا۔اس حوالے سے متعدد حقائق اور تاریخی دستاویزات موجود ہیں اور ان میں سے کچھ یہاں پیش کیے جا رہے ہیں۔

پہلی جنگ عظیم کے دوران عبدالعزیز خلافتِ عثمانیہ کے خلاف لڑا۔یوں اسلامی دنیا کو توڑنے اور بکھیرنے میں اس نے کلیدی کردار ادا کیا۔خلافتِ عثمانیہ کے حمایتی الرشید خاندان سے اس نے جنگیں لڑی۔جب سر پرسی کوکس(Sir Percy Cox)نے شاہ عبدالعزیز کو فلسطین میں یہودیوں کا وطن بنانے کے معاملے پر دستخط کرنے کو کہاتو اس نے جواب دیا:

> ''میں ایک ہزار دفعہ تسلیم کرتاہوں کہ فلسطین یہودیوں کا وطن ہے اور یہ ایک حقیقت ہے''۔

پھر اس نے اپنے ہاتھوں سے لکھا:

> ''میں سلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن الفیصل السعود ہوں اور میں برطانوی حکومت کے نمائندے سر پرسی کوکس کے سامنے ہزار مرتبہ تسلیم کرتاہوں کہ فلسطین کی زمین غریب الدیار یہودیوں کو دینے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے''۔

جب برطانیہ کے کچھ افسروں نے کہا کہ فلسطین میں یہودیوں کی آبادی تسلیم کرنے کی وجہ سے فلسطینی دربدر اور بے دخل ہوسکتے ہیں تو عبدالعزیز نے زوردار قہقہہ لگایااور بولا:

> ''کچھ فلسطینیوں کی وجہ سے برطانیہ کو ناراض نہیں کیا جا سکتا۔میں خود کو محفوظ کرناچاہتاہوں پھر چاہے برطانیہ فلسطین کو آگ لگادے''۔

سبحان اللہ! یہ بہت بڑی خیانت تھی کہ فلسطین آگ میں جلے تا کہ عبد العزیز تخت پر بیٹھے؟ فلسطین جلے تا کہ عبد العزیز کے آقا خوش ہوں؟ کیا مسجد اقصیٰ، مسلمانوں کا قبلۂ اول، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے اسریٰ اور قبۃ الصخرہ کو جلایا جائے تا کہ عبد العزیز یہود و نصاریٰ کی ناراضی سے محفوظ رہے؟

دنیا پر بڑھتے ہوئے برطانوی اور صیہونی اثر رسوخ اور ان کے ظلم و جبر کے خلاف فلسطین میں ۱۹۳۶ء میں ایک انقلابی لہر اٹھی۔ عبد العزیز نے اپنے بیٹوں سعود اور فیصل کو بھیجا کہ انقلابیوں کو چُپ بیٹھنے کا بولیں اور انہیں یقین دہانی کرائیں کہ برطانیہ اپنے وعدوں میں سچا ہے اور وہ فلسطینیوں کو مایوس نہیں کرے گا۔

ان جھوٹی تسلیوں کی وجہ سے فلسطین کے انقلاب پسندوں میں پھوٹ پڑ گئی اور انقلابی لہر تھم گئی۔ مگر فلسطینی شاعر عبد الرحمٰن محمود نے خاموش رہنا گوارا نہ کیا اور انہوں نے شاعرانہ انداز میں عبد العزیز پر تنقیدی شعر لکھے۔

یہودی قیادت اور برطانوی حکومت عبد العزیز اور اس کے بیٹوں کے اس کام پر بہت خوش ہوئی۔ انہیں شکریہ ادا کیا اور اعزازی تمغوں سے بھی نوازا۔ اور پہلی عرب اسرائیل جنگ میں بھی ابن سعود نے مسلمانوں کے حق میں کوئی کردار ادا نہیں کیا۔

ان باتوں سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ:

- عبد العزیز وہ پہلا عرب حکمران تھا جس نے یہودی ریاست کے قیام میں مدد کی۔
- وہ پہلا حکمران تھا جو فلسطینی انقلاب کے خلاف کھڑا ہوا اور اسے ختم کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔ ☆☆☆☆☆
- اسے یہودیوں سے خاصی ہمدردی ہے اور اس کی نظر میں یہودی حالات کی ستم ظریفی کا شکار لوگ ہیں جن کا فلسطین پر حق ہے۔
- آخر تک اس کے خیالات در حقیقت برطانیہ کے خیالات تھے (جو اس کی زبان سے ادا ہوتے رہے)۔

جہاں تک فلسطین کا تعلق ہے تو اس شخص کو اس سے کوئی مطلب نہیں کہ فلسطینی بے دخل کیے جائیں یا فلسطین یا مسجد اقصیٰ کو جلا دیا جائے، بس برطانیہ اس سے راضی رہے اور عبد العزیز اور اس کے بیٹے صحیح سلامت رہیں۔

پس سرکاری سعودی بیان اور تاریخی حقائق کے درمیان واضح فرق دیکھا جا سکتا ہے۔

آل سعود کی غداری کی داستان بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ اقوامِ متحدہ کے قیام میں عبد العزیز کی مملکت کو بنیادی رکن کی اہمیت حاصل تھی۔ اس کا وزیر خارجہ عبد العزیز کا بیٹا فیصل تھا جس نے اقوامِ متحدہ کے قیام کی مجلس (میٹنگ) میں شرکت کی اور اس کے منشور کو تسلیم کیا۔ جس میں یہ شرائط بھی تھیں کہ رکن ممالک کی حکومتوں اور ان کی سرحدوں کا احترام کیا جائے گا، سویت یونین کے قفقاز اور وسط ایشیائی مسلم علاقوں پر قبضے کو جائز مانا جائے گا، اسرائیل کے فلسطین پر قبضے کا احترام کیا جائے گا اور چین کے مشرقی ترکستان پر قبضے کا بھی احترام کیا جائے گا۔

پھر فہد بن عبد العزیز نے عرب لیگ کے رباط اجلاس میں فلسطین کے اکثر علاقوں پر اسرائیل کے قبضے کو جائز تسلیم کیا۔ اور عبد اللہ بن عبد العزیز نے بھی فلسطینی علاقوں پر اسرائیلی قبضے کو جائز مانا۔

فلسطین کے معاملے میں آل سعود کا یہی نقطۂ نظر ہے کہ اسرائیل کے غاصبانہ قبضے کو جائز تسلیم کیا جائے اور باقی ماندہ علاقوں کو محمود عباس جیسے غداروں کے حوالے کر دیا جائے۔

ان تاریخی حقائق سے یہ بات واضح ہے کہ سعود کا جابر حکمران خاندان کسی بھی طرح اسلامی نہیں ہے۔ درباری ملا بھی اس خاندان کے حق پر ہونے کے متعلق بیان دیتے رہتے ہیں اور ان کے خلاف خروج کو غلط اور ناجائز مانتے ہیں۔

ان حالت میں امت مسلمہ اور علمائے حق کا یہ فرض بنتا ہے کہ ایسے غدار حکمرانوں سے چھٹکارا حاصل کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شریعت نافذ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہماری دلوں کو غافل ہونے سے بچائے اور ہمیں ہدایت دے اور ہمیں دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرمائے۔

سب تعریفیں اللہ ہی کے لیے جو تمام جہانوں کا مالک ہے۔

> ”یاد رکھیے! جہاد کے بغیر اسلام آزاد نہیں ہو سکتا، کفر کی قوت توڑے بغیر اسلام کا غلبہ ممکن نہیں۔ فریادوں، قرار دادوں، منّتوں اور سماجتوں سے قوموں کو آزادیاں نہیں ملا کرتیں۔ قتال کا راستہ چھوڑ کر خالی مظاہروں اور دھرنوں کی وجہ سے بھلا ظالم کو کیا ضرورت کہ وہ آپ کی فریاد سنے۔ ہمارا دشمن تو مذاکرات کی بات ہی اس لیے کرتا ہے، جب اس پر جہادی ضربیں لگتی ہیں، اس کی طاقت کا غرور خاک میں ملتا ہے۔ وہ یہ سمجھ جاتا ہے کہ مسلمانوں میں اتنی قوت ہے جو ہمارا مقابلہ کر سکیں، لہٰذا وہ ہم سے طاقت سے لڑتے ہوئے ڈرتا ہے۔ اس کو ہماری تاریخ کا علم ہے، چنانچہ وہ مکاری و عیاری سے کام لیتا ہے، ہمیں امن کا درس دیتا ہے، جمہوری طریقوں سے اپنے مطالبات منوانے کی تلقین کرتا ہے، حالانکہ انہی جمہوری طریقوں سے تو ان ظالموں نے تمام عالم اسلام کو اپنا غلام بنایا ہوا ہے“۔
>
> مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ

مع الاستاذ فاروق

معین الدین شامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمام تعریفیں، بلاشبہ اللہ ہی کے لیے ہیں۔ وہ اللہ جو ہمارا ربّ ہے، ہمارا ہے، ہمارا اللہ ہے۔ اسی نے ہمیں پیدا کیا اور وہی ہمیں موت دیتا ہے اور بلاشبہ اس نے موت وحیات کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ دیکھے کہ ہم میں سے کون ہے جو بہترین عمل کرتا ہے؟

مع الاستاذ فاروق، استاذ احمد فاروق کے ساتھ چند ملاقاتیں، ان کی چند یادیں، ان کی قیمتی باتیں، ان کی بعض ایسی باتیں جو مجھے خاص طور پر اچھی لگیں۔ میں استاذ کا محبوب ترین ان کی حیات میں تو شاید نہ تھا لیکن اللہ سے امید ہے کہ ان کی شہادت کے بعد ان شاء اللہ ان کے محبوب ترین لوگوں میں ضرور شامل ہو گیا ہوں گا۔ ہاں ان کی حیات میں ان کے محبوب تر لوگوں میں بہر حال شامل رہا۔ استاذ کی محبت کا حوالہ اس لیے اہم ہے کہ وہ ان شاء اللہ، ہمارے اللہ کے محبوب لوگوں میں سے ایک تھے۔ وہ میرے محبوب تھے اور میں ان کا، اور یہ محبت کی سنہری زنجیر ہے جو ہمارا اللہ کے دربار میں ذکر کا ان شاء اللہ ایک سبب ہے کہ ان شاء اللہ استاذ ہمیں بھولے نہیں ہیں۔

حضرتِ استاذ سے آج تک جتنی ملاقاتیں رہیں، سب کا احوال اور سب کی سب تو یاد نہیں، لیکن جتنی ذہن میں تازہ ہیں سب ہی لکھنے کا ارادہ ہے کہ یہ ان شاء اللہ توشۂ آخرت ہوں گی، مجھ سمیت حضرتِ استاذ کے محبّین کے لیے دنیا و آخرت میں فائدہ مند ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ صحیح بات، صحیح نیت اور صحیح طریقے سے کہنے والوں میں شامل فرمالے۔

نوٹ: ان سلسلہ ہائے مضامین میں جہاں بھی 'استاذ' کا لفظ آئے گا تو اس سے مراد شہید عالمِ ربّانی استاد احمد فاروق رحمہ اللہ ہوں گے۔

وصلی اللہ علی نبیّنا محمد وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

پہلا سفر

پچھلی ملاقات کو چند دن ہی گزرے تھے، جس میں ایمان و اعتقاد پر استاذ نے درس دیا تھا۔ اب حضرتِ استاذ اپنے اہلِ خانہ کے ہمراہ ہمارے مرکز میں تشریف لائے۔ مرکز کے ایک طرف کو رہائشی خانہ جات تھے، وہیں حضرت مقیم ہوئے۔ استاذ کا گھریلو سامان بھی ساتھ تھا۔ ارضِ ہجرت میں زندگی گزارنے والے مجاہدین کا سامان اکثر ہی نہایت مختصر ہوتا ہے۔ ضرورت کے مطابق برتن، اشیائے خوردونوش، محدود تعداد میں پہننے کے کپڑے، جتنے لوگ اتنے بستر... وغیرہ۔ اور استاذ کا سامان دیگر مہاجر مجاہد خاندانوں سے بھی مختصر تھا۔

استاذ کافی مصروف تھے، ان دنوں۔ عموماً باجماعت نمازوں میں ہی ملاقات ہوتی۔ استاذ کے کمرے میں روشنی کا معقول انتظام نہ تھا۔ سو روشنی کے لیے ایک بلب[1] نصب کرنے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی۔ میں غالباً کسی کرسی پر چڑھا اور چھت پر لگے کپڑے کے پیچھے سے تار گزارنے لگا۔ تار گزار کر اب اس سے بلب کا ہولڈر جوڑنا تھا۔ اس کام کے لیے تار کا ربڑی پلاسٹک اتارا اور ہولڈر میں موجود مقررہ سوراخ سے تار کا دھاتی حصہ گزارا۔ اب پیچ کسنے تھے۔ متعلقہ اوزار شاید نیچے فرش پر تھا یا کسی اور نسبتاً دور جگہ پر۔ میں نے استاذ سے وہ پکڑانے کی گزارش کی۔ انہوں نے پکڑا دیا۔ پھر جو جو چیز چاہیے تھی میں مانگتا گیا۔ پہلے دیگر اوزار اور پھر بلب۔ استاذ وہیں کھڑے رہے اور مستقل ہر چیز فراہم کرتے رہے۔ بالکل ویسے ہی جیسے کوئی 'استاد' کام کر رہا ہوتا ہے اور کوئی 'چھوٹا' اس کی مدد کو کھڑا ہوتا ہے، اوزار پکڑا رہا ہوتا ہے۔

استاذ کے ہمراہ جو جو لوگ رہے تو انہوں نے اس طرح کے معمولات کا مشاہدہ کیا ہو گا۔ بظاہر یہ عام سی ہی بات ہے کہ ایک کام کرے اور دوسرا مدد۔ لیکن جب ہم استاذ کا مقام جانتے ہیں تو اس مقام کے لوگ ہمیں دنیا میں ایسا کام کرتے کبھی بھی نظر نہیں آتے۔ بلکہ ان کو اس طرح کی ضروریات کا علم بھی نہیں ہوتا کہ ان کے علم میں آنے سے قبل ہی ان کے خادم ان کی ضروریات پوری کر چکے ہوتے ہیں۔ ہم بڑوں کے ساتھ رہتے رہتے، ان کا مقام بھول جاتے ہیں۔ وہ بھی چونکہ حقیقی بڑے ہوتے ہیں اس لیے ان کی تواضع ہمیں اس طرح کے امور کی خبر نہیں ہونے دیتی۔

بلب لگ گیا، استاذ نے خوب گرم جوشی اور محبت سے گلے لگا کر اور پیار کر کے جزائے خیر عطا ہو رہنے کی دعا دی، یا اللہ تو اس دعا کو قبول فرمالے، آمین۔ مجھے بھی بہت خوشی تھی، گو کہ میں استاذ کا جو تھوڑا بہت مقام اپنے ظرف کے مطابق جان پایا تو ان کی زندگی کے آخری ایام میں اور پھر ان کے ہم سے اس دنیوی زندگی میں ہمیشہ کے لیے جدا ہو جانے کے بعد۔ بہر کیف خوشی تھی کہ بڑے بھائی کی ایک خدمت ہو گئی۔

یوں میں ان کے رہائشی خانے کی طرف تقریباً ہر روز ہی کسی نہ کسی کام سے بھی جاتا۔ کبھی ضرورت کا کوئی برتن چاہیے ہوتا، کبھی ہم کچھ پکاتے تو وہاں بھی ہدیہ بھیج دیتے۔ یوں چند دن گزرے۔ پھر ان کو جانا تھا، سو اپنی اہلیہ سمیت رخصت ہو گئے، مگر سامان وہیں تھا۔

ایک روز مرکز میں ہم صرف دو ہی لوگ تھے۔ حضرتِ مرشد[2] اور راقم۔ ہم نے کچھ پکایا، یاد نہیں کیا تھا۔ پھر ہم میں سے کسی نے کہا کہ 'مایونیز'[3] ہوتی تو زیادہ مزہ آتا۔ اس پر مرشد

---

[1] Light bulb

[2] جنابِ قاری اسامہ ابراہیم غوری رحمہ اللہ

نے کہا کہ فاروق بھائی کے مطبخ[4] کے سامان میں دیکھتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا یوں کسی کے سامان سے بلا اجازت چیز لینا درست ہے؟

اس پر مرشد نے ایک حکمِ شرعی سنایا کہ بے تکلف، جگری دوست کی چیز بلا اجازت استعمال کی جاسکتی ہے جو برا نہ مانتا ہو۔

اس پر ہم گئے اور مرشد نے ان کے مطبخی سامان سے مایونیز لے لی۔

مرشد رحمہ اللہ اور استاذ رحمہ اللہ واقعی جگری دوست تھے۔ دونوں ہی باغِ جنت کی سیر کو نکل گئے اور، درجنوں اور سیکڑوں کو سوگوار چھوڑ گئے۔ احباب پچھلے کتنے ہی عرصے سے چاہتے ہیں کہ حضرتِ مرشد پر بھی کوئی ان کو جاننے والا لکھے۔ اسی کے ذیل میں استاذ کی جانب سے عطا کی گئی ایک تحریک یاد آتی ہے۔ استاذ باصلاحیت لوگوں کے بہت قدر دان تھے اور اصحابِ صلاحیت کو آگے بڑھ کر اپنی خدمات پیش کرنے کی تحریض دلاتے۔ کوئی قائدانہ صلاحیت کا مالک ہوتا تو ان کے پاس آکر قائد بننے کا ہر موقعہ پاتا اور استاذ اس کی صلاحیتوں کو شیشہ ساز کی طرح چمکا دیتے۔ علماء آتے تو علم و فہم کی وسیع وادیوں اور عمیق سمندروں کی جانب رہنمائی پاتے۔ عسکریت سے واقف لوگ منصوبہ بندی، تنفیذ اور بڑے اہداف و نتائج سیکھتے۔ کوئی طالبِ علمِ دین یا طالبِ فنون، اعلامی[5]، ادیب، ادارتی[6] امور کا ساتھی، جو بھی ان کے پاس آتا خوب ترقی پاتا۔ اگر کوئی نہ پا سکا تو بندۂ فقیر کے مشاہدے و تجربے کے مطابق اس کی اپنی ہی کھڑی دیواریں اس کے آگے بڑھنے میں حائل ہو جاتیں۔[7]

استاذ اکثر اہلِ دل کی مجلس میں، جہاں دردِ امت کی باتیں ہوتیں، سوز و گداز عنوانِ شب ہوتا، وہاں فرمایا کرتے تھے کہ ”جس ساتھی کے پاس صلاحیت ہو تو اس کو خود سے آگے آنا چاہیے اور اپنی صلاحیتیں پیش کرنی چاہئیں۔ صلاحیتوں کو چھپا کر نہیں رکھنا چاہیے۔ اس لیے کہ یہ صلاحیتیں اکثر کسبی تو ہیں نہیں، وہبی ہیں۔ اللہ کی عطا کردہ ہیں۔ اور بالفرض اگر کسبی بھی ہیں کہ اس نے خود محنت و مشقت اور مشق سے حاصل کی ہیں تب بھی اللہ ہی کی دَین ہیں۔ پھر ان کو صَرف کرنے اور امراء کو بتانے اور پیش کرنے میں کیسا تردد؟“ (خصوصاً قحط الرجال کے زمانے میں)۔

اسی طرح ایک اور مجلس میں فرمایا کہ ”بعض دفعہ صلاحیت پیش کرتے ہوئے، خصوصاً جس میں باصلاحیت شخص کی صلاحیت کا ڈنکا بجتا ہے تو یہ مذکورہ شخص ریا، خود نمائی، عجب، تصنع وغیرہ کا ذکر کرتا ہے کہ کام کروں گا تو یہ سب آئے گا۔ او بھائی! یہ سب کام جو دعوت و ابلاغ وغیرہ ہم کرتے ہیں تو اس سب میں، ہم میں یہ چیزیں نہیں آتیں؟؟؟ یا جو لوگ اپنی صلاحیتیں صرف کرنے میں لگے ہیں، ان کو اِن چیزوں کا اندیشہ نہیں؟ یہ ریا وغیرہ الگ باب ہیں اور ان کو حل کرنے کے الگ طریقے۔ صلاحیت لگانا تو پڑے گی، کام کرنا تو پڑے گا“۔[8]

اسی کے ضمن میں مجھے اپنے ایک اور استاد کی بات یاد آگئی، وہ کہتے تھے کہ ”اگر ریا کے خوف سے کوئی کام چھوڑ دیا تو اس کا مطلب ہے کہ نیت پہلے ہی دکھلاوے کی تھی۔ اگر اللہ کے لیے ہوتی اور پھر خیال آتا تو اس خیال کو چھوڑتا، اس نیکی کے کام کو نہیں“۔

بات ہو رہی تھی کے حضرتِ مرشد رحمہ اللہ پر کوئی لکھے۔ اللہ راقم کو توفیق دے تو یہ اس پر بھی بہت سے قرض داروں کی طرح بھاری قرض ہے جو چکانا واجب ہے۔ لیکن یہاں عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تحریکِ استاذ پر کچھ حرکت پیدا بھی ہو۔ لکھنے والے لکھیں، بیان کرنے والے بیان کریں، شعر کہنے والے شعر کہیں۔ ایک عظیم قرض ہے عصرِ حاضر کے جہادِ برِّ صغیر سے وابستہ مجاہدین کے کاندھوں پر۔ ہم ماضی کے سب ہی معرکوں، جتنی بھی جہادی تحریکات چلیں، ان میں سے اکثر کی جزئیات تک سے واقف ہیں۔ خصوصاً پچھلے

---

[3] Mayonnaise ایک سفید رنگ کی چٹنی نما؛ جو انڈے، سرکے اور کھانے کے تیل وغیرہ سے بنتی ہے۔

[4] Kitchen

[5] میڈیا سے وابستہ

[6] Management

[7] ہم استاذ کو معصوم خیال نہیں کرتے۔ یقیناً ان سے بھی سہو ہوئے ہوں گے اور سہو کے نتیجے میں اگر ہمارے لیے کوئی سبق یا سیکھنے کی بات ہے تو ہم اس کو اختیار بھی کرتے ہیں۔ لیکن 'اصولاً' ان کے سہو کو ہم حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مسلک کے مطابق دیکھتے ہیں۔ راقم کے الفاظ میں حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی بات جو انہوں نے مغل بادشاہ اکبر کے ذکر میں کہیں فرمائی ہے اور بندے نے اپنے ایک محترم استاد سے ان کے اضافوں اور فوائد کے ساتھ سنی ہے کہ: ”میں پہلے کے امراء و سلاطین کے بارے میں تبصرے سے پرہیز کرتا ہوں۔ اس لیے کہ آج جو فہمِ معاملہ اور واقعے کے علم کی بنیاد پر ہم تبصرہ یا صحیح فیصلہ کر رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ واقعہ وقوع پذیر ہو گیا، اس کے مسائل، وسائل وغیرہ اور ہر ہر پہلو آج معاملہ ہو جانے کے بعد ہم پر واضح ہوا ہے۔ اس وضاحت پر ہم اکثر ان امراء و سلاطین کے فیصلوں، رویوں اور اوامر پر رائے قائم کرتے ہیں۔ جبکہ اس امیر یا سلطان نے جب یہ فیصلہ کیا تو معاملے کو ابھی پیش آنا تھا یا یہ کہ فیصلہ فوری درکار تھا اور اس نے اجتہاداً ایک فیصلہ کیا۔ اب اس امیر یا سلطان کے لیے اگر فیصلہ غلط ہوا تب بھی ایک اجر ہے کہ اس نے صحیح نیت سے ایسا کیا (ہمارے نیک گمان کے مطابق)۔ نیز امیر کے بارے میں اس لیے بھی رائے دینے سے پرہیز کرتا ہوں کہ امیر کی ایک چھوٹی سی نیکی بھی عام لوگوں کی بڑی بڑی نیکیوں سے بڑھ کر ہے۔ کہ سلطان امر دیتا ہے اور وہ نافذ ہو جاتا ہے، ہر ایک اس پر عمل کا پابند ہے۔ اب امر اگر نیکی کا ہوا تو دیکھیے کتنے لاکھوں کروڑوں لوگوں کا اجر امیر کے نامۂ اعمال میں بھی داخل ہو گا۔“

[8] یہ دونوں اقوال استاذ کی باتوں کا مفہوم ہیں جو معمولی تصرف کے ساتھ پیش ہیں۔ البتہ انداز اور بیشتر الفاظ استاذ ہی کے ہیں۔

دو سو سال کی افغانستان، ہند و عرب کی تحریکات سے واقف ہیں۔ ہمارے خطے کی تاریخ میں امیر المومنین سید احمد شہید رحمہ اللہ کی تحریکِ مجاہدین کی تاریخ شروع کی تو ہے ہی ہے، ان کے آخری امیر، امیر نیاز علی خان کے انٹرویو کی صورت سنہ ۱۹۹۷ء تک کسی نہ کسی طرح محفوظ ہے۔ جہادِ آزادیٔ ہند ۱۸۵۷ء سے حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کی تحریکِ ریشمی رومال تک کی تاریخ رقم ہے۔ افغانستان پر روسی قبضے اور روس کی شکست کی سیکڑوں رودادیں موجود ہیں۔ افغانستان کے موجودہ جہاد کی ایک تاریخ رقم ہو رہی ہے۔ تاریخ تو ہماری بھی کسی نہ کسی صورت محفوظ ہو ہی رہی ہے لیکن کما حقہٗ بالکل نہیں۔ عام مجاہد ساتھیوں سے لے کر قائدینِ جہاد تک کی سیرتیں لکھے جانے کا تقاضہ کر رہی ہیں۔ تاریخی معرکوں کی روداد عوام و مجاہدین کے سامنے لانے کی ضرورت ہے۔ معرکوں کی تاریخ کے باب میں مجاہد قائد ڈاکٹر عثمان رحمہ اللہ کی جی ایچ کیو پر حملے کی روداد ایک بہترین کاوش ہے۔ یہ سب کام جہاد فی سبیل اللہ کی اعلیٰ اقسام میں سے ہیں۔ یہ قرض کسی درجے میں ادارہ السحاب اردو اور پھر القاعدہ برِّصغیر کی تشکیل کے بعد ادارہ السحاب برِّصغیر میں موجود بھائیوں، مجلّہ نوائے افغان جہاد سے وابستہ مجاہد وعلماء بھائیوں، ادارہ حطّین کے فاضل مصنفین نے نبھایا ہے[9]۔ لیکن یہ تلاطم خیز دریا کی چند نہریں ہیں۔ ان کو خود دریا بنانا ہے اور کئی اور نہریں ان سے جاری کرنا ہیں۔

استاذ کی اس مجلس سے آج راقم استاذ کی اس تڑپ کو آگے منتقل کرنے کی کوشش میں یہ صدا لگاتا ہے کہ شہ سوارانِ فن! آگے بڑھیے... میدان پکارتے ہیں! یہ سعادت ہے اس کو ہاتھوں سے جانے نہ دیجیے۔ یہ جنت کمانے کی لُوٹ ہے، اس سے خوب حاصل کیجیے۔

ذکر چل رہا تھا استاذ کے رخصت ہونے کا... استاذ اس بار جو گئے تھے تو پھر خود واپس نہ آئے، ان کا ایک قاصد آیا اور ان کا گھریلو سامان لے کر چلا گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ استاذ جنوبی وزیرستان کے صدر مقام وانا منتقل ہو گئے ہیں۔ یوں جب وہ شمالی وزیرستان کی جانب آئے تو اگلی ملاقات ان سے میران شاہ میں ہوئی۔ یہاں کمان دان بدر منصور رحمہ اللہ کے ایک مرکز میں استاذ اقامت پذیر تھے۔ راقم اپنے گھر کے معاملات اور جدائی پر بہت غمگین تھا۔ جذبات پر قابو نہ رکھ پایا اور بے طرح استاذ کی گود میں سر رکھ دیا اور رو پڑا۔ سر گود میں کیا رکھا تھا، میں خود بخود ان کی گود میں گر گیا تھا۔ انہوں نے اپنے شیریں انداز سے کہا "پیارے! کیا ہو گیا؟"، پھر پیار کیا، حوصلہ دیا۔ کچھ دیر میں رخصت کیا۔

چند دن بعد ایک کمرے میں استاذ کے پاس شام کے وقت جانا ہوا۔ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ پیٹ خراب تھا۔ زمین پر بچھے بستر پر پڑے تھے۔ میں قریب بیٹھ گیا اور سر دباتا رہا۔ پھر انہوں نے کہا کہ ایک گلاس پانی میں چینی اور اسپغول کی بھُوسی گھولوں۔ ان کو وہ مشروب گھول کر دیا۔ یہ گھول کر دینے کا ایک دنیوی فائدہ مجھے یہ بھی ہوا کہ مجھے بھی امراضِ پیٹ کے لیے ایک عمدہ دوا کھانی آ گئی۔ اس سے پہلے مجھے اسپغول سے شدید کِد تھی۔ منہ میں چپک جاتا تھا اور سخت برا لگتا تھا۔ یوں میٹھا میٹھا نگلنا آسان تھا۔

استاذ کا پیٹ، مستقل سفر، طرح طرح کی اونچی نیچی ترکیبوں کے کھانوں، نئی نئی جگہوں کے پانیوں اور اس سب کی الگ الگ تاثیر کے سبب مستقل خراب رہتا۔ اس کے لیے کچھ عرصہ تو انہوں نے ابلا ہوا پانی پینے کا اہتمام کیا لیکن پھر جہادی مصروفیت ہی کے سبب اہتمام ترک کر دیا۔ اللہ پاک اس مرض کو ان کے درجات کی بلندی اور کمیوں کی تکمیل کا ذریعہ بنا دیں، آمین۔

اس سے اگلے روز یا ایک اور روز چھوڑ کر استاد فیض عمر اقدس جو کچھ عرصہ قبل ہی شہید ہوئے تھے کہ مجموعے سے وابستہ ساتھی ملنے کے لیے آئے۔ استاد فیض رحمہ اللہ سے ملنے کا شرف راقم کو حاصل نہیں ہوا۔ مجلسِ استاذ کا تقاضہ ہے کہ ذکرِ استاد فیض پر جو مجھے معلوم ہو تو بیان کر دوں۔ ساتھ ہی بیانِ سیرتِ استاد فیض قرض ہے ان پر جو ان کو قریب سے جانتے ہیں۔

استاد فیض غالباً شیخوپورہ کے تھے۔ آرائیں قوم سے تعلق تھا۔ جوانی میں قائد اہلِ سنت، شہید مولانا حق نواز جھنگوی رحمۃ اللہ رحمۃ واسعۃ کی پکار پر جہاد میں شامل ہوئے اور لشکرِ جھنگوی کا حصہ رہے۔ لشکر میں قاری امجد فاروقی رحمہ اللہ سے قربت رہی اور ان کی شہادت کے بعد ان کے مخصوص مجموعے کی ذمہ داری سنبھالی۔ جہادِ پاکستان کے اولین معماروں میں سے ایک تھے۔ بارود کے بڑے ماہر متخصص[10] استاد تھے۔ درجنوں نوجوانوں کو بارود کے دورے کروائے۔ بارود بظاہر تو ایک بس پھٹ جانے والی اور دھماکے کرنے والی چیز کے طور پر جانی جاتی ہے لیکن جو بات نہیں جانی جاتی وہ یہ ہے کہ اس کو بنانا نہایت ٹیکنیکل اور سائنٹیفک مہارت کا متقاضی ہے۔ کیمیکلوں، مادّوں، تیزابوں، پیمائش وعددِ عناصر کا خیال وغیرہ اس کی بنیادی ضرورت ہیں۔ پھر یہ فن صرف کیمسٹری ہی سے واسطہ نہیں رکھتا بلکہ کچھ گہرائی میں فزکس سے بھی گہری آشنائی کا طالب ہے۔

جیسے ساتھیوں سے جانا، استاد فیض بہت محبت کرنے والے تھے اور بہت محبت کرنے والوں کی طرح بہت محبتیں وصول کرنے والے بھی۔ بقولے حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی رحمہ اللہ: "جب آپ اشداء علی الکفار کی صفت پیدا کریں گے تو رحماء بینھم خود بخود ان میں آئے گی"۔ استاد فیض اشداء علی الکفار کا بہترین اور واضح نمونہ تھے۔ انہوں نے کئی کامیاب حملوں کی منصوبہ بندی اور تنفیذ کی، خصوصاً اہلِ ایمان کے ایمانوں، عزتوں، جانوں اور مالوں کی دشمن، گھٹیا حربے استعمال کرنے والی پاکستانی خفیہ ایجنسیوں پر

---

[9] ان اداروں سے وابستہ بھائیوں کے علاوہ کئی اداروں اور انفرادی سطح پر درجنوں اور ساتھیوں نے بھی یہ کام کیا ہے جن کا ذکر ہم یہاں نہ کر سکے۔

[10] Specialist

انھوں نے بہت سے حملے کروائے۔ انھوں نے اپنی زندگی میں دسیوں لڑائیوں میں شرکت کی۔ اسی طرح کی ایک لڑائی میں پیش آنے والا ایک واقعہ انھوں نے مصعب بھائی، جن کا ذکر مجلسِ استاذ میں گاہے بگاہے آتا رہتا ہے، کو سنایا۔ یہ واقعہ مصعب بھائی نے استاذ کو سنایا اور استاذ سے راقم نے سنا۔ استاد فیض نے بتایا:

"میں ایک جنگ میں شریک تھا۔ دشمن سے شدید معرکہ جاری تھا۔ دشمن مستقل گولیاں چلا رہا تھا۔ میں دفاع کی غرض سے ایک اوٹ میں بیٹھا تھا۔ کسی فرض نماز کا وقت تھا اور وقت جا رہا تھا۔ میرا وضو نہیں تھا۔ پانی مجھ سے صرف ایک گز یا اس سے کچھ زیادہ فاصلے پر تھا۔ میں نے کئی بار کوشش کی کہ آگے بڑھ کر پانی حاصل کر لوں، لیکن گولیوں کی بوچھاڑ اتنی شدید تھی کہ پانی حاصل نہ کر سکا۔ اگر کچھ مزید کوشش کرتا تو گولیوں سے چھلنی ہو جاتا۔ میں نے پانی ایک گز کے فاصلے پر ہونے کے باوجود، تیمم کیا اور نماز پڑھ لی۔

پھر بعد میں پاکستان میں ایک بزرگ عالمِ دین کے پاس گیا تو اس نماز کا مسئلہ بھی دریافت کر لیا۔ ان عالم صاحب کو واقعہ سنایا اور پوچھا کہ نماز ہو گئی؟ وہ عالم رونے لگے۔ کہنے لگے: "مجھ سے میری زندگی کی ساری نمازیں لے لو اور یہ ایک نماز مجھے دے دو!"۔"

؏ نہ مسجد میں، نہ بیت اللہ کی دیواروں کے سائے میں
نمازِ عشق ادا ہوتی ہے تلواروں کے سائے میں!

یہ شہسوار ۲۰۱۰ء کے دوسرے نصف میں، اپنی سواری سے اترا، جان جانِ آفریں کے سپرد کی اور جامِ شہادت نوش کر گیا۔ مع النبیّین و الصدّیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئك رفیقا!

استاذ نے استاد فیض رحمہ اللہ کے ساتھیوں کو درسِ قرآن دیا، ساتھی تاثیرِ بیان سے آہیں اور سسکیاں لینے لگے، آنسو جاری ہوئے۔ افسوس کہ مجھے اس درس کے کچھ بھی مندرجات یاد نہیں۔

استاد فیض کے مجموعے کے ساتھیوں نے ان کی شہادت کے بعد اپنے لیے ایک نئے امیر کا انتخاب تو کیا لیکن ساتھ میں اپنے آپ کو استاذ کی سرپرستی میں دے دیا۔ اکثر معاملات میں استاذ سے مشورہ لیتے اور ان کی رائے پر عمل کرتے۔ القاعدہ برِّ صغیر کے قیام کے وقت استاد فیض کے کچھ ساتھی بھی اتباع و تحریکِ استاذ پر اس اتحاد کا حصہ بن گئے، بلکہ انھوں نے اس اتحاد سے پہلے ہی اپنے آپ کو اور اپنے معاملات کو استاذ کے سپرد کر دیا تھا۔

غالباً اگلی ہی صبح استاذ میران شاہ سے وانا کے لیے روانہ ہوئے۔ بندے کو بھی اس سعید سفر میں استاذ کا ہمراہی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ سارا راستہ استاذ خود ہی گاڑی چلاتے رہے۔ راستے میں کبھی شیخ انور العولقی رحمہ اللہ کے دروس سنتے اور کبھی ترانے۔ سہ پہر کے وقت گاڑی میں کوئی خرابی پیدا ہو گئی۔ شاید مستقل چڑھائیوں کے سبب گاڑی کی کلچ پلیٹ خراب ہو گئی تھی۔ ابتداً مسئلہ سمجھ میں نہ آیا۔ سو گاڑی کو دھکا لگانا مطلوب تھا۔ میں ساتھیوں میں سب سے ہلکے وزن اور کم جثے والا تھا۔ سو استاذ نے مجھے ڈرائیونگ سیٹ پر بٹھایا اور باقی بھائیوں کے ساتھ مل کر سیکڑوں مجاہدین کے قائد و امیر بہ نفسِ نفیس گاڑی کو دھکا لگانے لگے۔ کچھ دیر دھکا لگایا مگر بے سود۔

پھر کچھ مقامی انصار مجاہدین ایک گاڑی میں جا رہے تھے۔ ان سے مدد کی گزارش کی۔ انھوں نے اپنے ڈالے [11] سے ہماری گاڑی کو باندھا۔ دو ساتھی جن میں سے ایک استاذ کے اور ہمارے محبوب بھائی اپنی اہلیہ سمیت سفر کر رہے تھے، اللہ پاک ان کی حفاظت فرمائیں، سو یہ تین افراد اس ڈالے میں اور استاذ کے ساتھ راقم اپنی گاڑی میں بیٹھ گیا۔ یوں ہم سفر کرتے رہے۔ انگور اڈہ کے مقام پر انصار کی طرف اترے۔ وہاں استاذ انصاری بھائیوں سے نہایت محبت سے ملے۔ ہمارے ایک ساتھی کے پاس خرگوش تھے یا خرگوش کے بچے۔ وہاں انصار نے ان خرگوشوں کو اپنی چادر میں رکھ لیا کہ وہ کھو نہ جائیں۔ خرگوشوں نے اس چادر میں پیشاب کر دیا۔ اس پر استاذ نے اپنی قیمتی گرم چادر انصار کو اس کے بدلے دے دی۔ بعد میں خرگوشوں والے بھائی نے اس چادر کو پاک کر کے، دھو کر استاذ کو دیا۔ استاذ کی اعلیٰ ظرفی تھی کہ اس کو خندہ پیشانی سے قبول کر لیا، اللہ ان سے راضی ہو جائیں اور ہمیں بھی اعلیٰ اخلاق سے مزیّن فرمائیں، آمین۔

پھر وہاں سے نکلے اور خطرناک پہاڑوں سے سفر کرتے وانا کے قریب پہنچ گئے۔

رات گئے وانا پہنچنے پر استاذ رحمہ اللہ کی اس مجلس کا اختتام کرتے ہیں۔ اللہ پاک ہمیں اخلاص عطا فرمائیں اور مثلِ استاذ شہادت و سعادت ہمارے لیے مقدر فرما دیں، آمین یا ربّ العالمین۔

نحسبه كذلك والله حسيبه۔ و آخر دعوانا أن الحمدلله ربّ العالمين۔ و صلى الله على نبينا و قرة أعيننا محمد و على آله و صحبه و من تبعهم بإحسان إلى يوم الدين۔

(جاری ہے، ان شاء اللہ)

☆☆☆☆☆

[11] Toyota Hilux Double Cabin

ایمان اور کفر... قرآن و سنت کی روشنی میں

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ائمۂ اسلام کی مزید شہادتیں، زندقہ کے کفر ہونے پر:

اس میں سب سے پہلی اور سب سے قوی شہادت، حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا وہ اجماع ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد، مانعینِ زکوٰۃ کو "مرتد" قرار دے کر، ان سے جہد کرنے پر ہوا۔ حالانکہ یہ سب لوگ نماز، روزہ اور تمام شعائرِ اسلام کے پابند تھے، صرف ایک حکمِ شرعی "زکوٰۃ" کا انکار کرنے سے باجماعِ صحابہ "کافر" قرار دیے گئے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے ان کے متعلق لکھا ہے:

وفيهم من الردّة عن شرائع الاسلام بقدرماارتد عنه من شعائر الاسلام اذ كان السلف قد سموا مانعى الزكوٰة مرتدين مع كونهم يصومون ويصلون (فتاویٰ ابنِ تیمیہ ج:۴، ص:۲۹۱)

"اب لوگوں میں شعائرِ اسلام سے مرتد ہونا پایا جاتا ہے، کیونکہ ایک شعارِ اسلام (زکوٰۃ) کے منکر ہیں، کیونکہ سلف نے ان کا نام "مرتدین" رکھا ہے، اگرچہ یہ نماز بھی پڑھتے تھے اور روزے بھی رکھتے تھے"۔

دوسری شہادت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ اجماع ہے جو 'مسیلمہ کذاب' کے کفر وارتداد اور اس کے مقابلہ میں جہاد پر ہوا۔ حالانکہ وہ اور اس کی پوری جماعت کلمہ کی قائل، اور حسبِ تصریح تاریخ ابن جریر طبری ج:۳، ص:۲۴۴، اپنی اذانوں میں "اشہد ان محمداً رسول اللہ" کی شہادت مناروں پر پکارنے والے اور نماز، روزہ کے پابند تھے۔ مگر اس کے ساتھ وہ آیت "خاتم النبیین" اور حدیث "لا نبی بعدی" میں قرآن وحدیث کی تصریحات اور امت کے اجماعی عقیدہ کے خلاف تاویلات کر کے 'مسیلمہ کذاب' کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوت میں شریک مانتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باجماع واتفاق ان کو کافر قرار دیا اور ان سے جہاد کرنا ضروری سمجھا، اور خالد بن ولید رضی اللہ کی امارت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عظیم الشان لشکر جہاد کے لیے روانہ ہوا۔ مسیلمہ کذاب کے پیرووں میں سے چالیس ہزار مسلح جوان مقابلہ پر آئے، معرکہ نہایت سخت ہوا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لشکر میں سے بارہ سو حضرات شہید ہوئے اور مسیلمہ کے لشکر سے اٹھائیس ہزار آدمی مارے گئے اور خود مسیلمہ بھی مارا گیا۔ (تاریخ طبری)

جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک نے بھی اس پر انکار نہیں کیا اور نہ کسی نے یہ کہا کہ "یہ کلمہ گو، اہلِ قبلہ ہیں، ان کو کیسے کافر کہا جائے؟" نہ کسی کو اس کی فکر ہوئی کہ اسلامی برادری میں سے اتنی بڑی اور قوی جماعت کم ہو جائے گی۔ اسی لیے عام کتبِ عقائد میں اس مسئلہ کو "اجماعی مسئلہ" قرار دیا گیا ہے۔ "جوہر التوحید" میں ہے:

ومن لمعلوم ضروری جحد من ديننا يقتل كفراليس حد۔

وقال شارحه ان هذا مجمع عليه وذكران الماتريدية يكفرون بعد هذا بانكارالقطعی وان لم يكن ضروريا

"جو شخص بدیہی حکم کا انکار کرے اس کو بوجہ کافر ہو جانے کے قتل کیا جائے گا، بطورِ حد کے نہیں۔

اور اس کتاب کی شرح میں ہے کہ اس بات پر امت کا اجماع ہے، اور یہ بھی لکھا ہے کہ علمائے ماتریدیہ مطلقاً قطعی حکم کے انکار کو کفر قرار دیتے ہیں خواہ بدیہی نہ ہو"۔

اور حافظِ حدیث امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "اقامۃ الدلیل" میں اجماع کو سب سے بڑی دلیل قرار دیا ہے۔

واجماعهم حجة قاطعة يجب اتباعها بل هی اولد الحجج وهی مقدمة على غيرها

(اقامۃ الدلیل ج:۳، ص۱۳۰)

"اور امت کا اجماع حجتِ قاطعہ ہے، جس کا اتباع واجب ہے، بلکہ وہ تمام حجتوں سے زیادہ موکد ہے اور وہ غیر اجماع پر مقدم ہے"۔

ائمۂ اسلام، مفسرین، محدثین، فقہا اور متکلمین سب کے سب اس مسئلہ میں یک زبان ہیں کہ ضروریاتِ دین یعنی اسلام کے قطعی اور یقینی مسائل میں سے کسی مسئلہ میں تاویلات باطلہ کر کے اس کو اس مفہوم اور صورت سے نکالنا جو قرآن وحدیث میں مصرّح ہیں، اور جمہور امت وہی مفہوم سمجھتی ہے، درحقیقت قرآن حدیث اور عائدِ اسلام کی تکذیب کرنا ہے۔ علمِ عقائد کی مشہور و مستند کتاب "مقاصد" میں کفر اور کافر کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

وان كان مع اعترافه بنبوة النبی صلى الله عليه وسلم اظهاره شعائر الاسلام يبطن عقائد هی كفر بالاتفاق خص باسم الزنديق

"اور اگر کوئی ایسا ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اقرار کے ساتھ ساتھ، اور شعائرِ اسلام کے اظہار کے باوجود ایسے عقائد پوشیدہ رکھتا ہو جو بالاتفاق کفر ہیں، تو اس کو "زندیق" کے نام سے خاص کیا جاتا ہے"۔

ردالمختار میں علامہ شامی رحمہ اللہ نے اسی مضمون کی تشریح میں فرمایا ہے:

فان الزنديق يموه بكفره ويروج عقيدته الفاسدة ويخرجها فی الصورة الصحيحة وهذامعنى ابطانه الكفرفلا ينافی الجهار والدعوىٰ الى الضلال

(ج:۳، ص:۲۹٦)

"کیونکہ زندیق ملمع سازی کرتا ہے اپنے کفر کے ساتھ اور اپنے فاسد عقیدہ کو رواج دیتا ہے اور نکالتا ہے اس کو صحیح صورت میں، اور یہی معنی ہیں "ابطانِ کفر" کے۔ پس وہ "جہار" (یعنی کھلم کھلا کفر) کے منافی نہیں، اور نہ گمراہی کی طرف دعوت دینے کے منافی ہے"۔

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی قدس سرہ نے اپنے فتاویٰ میں اقسام تکذیب و کفر کا بیان ان الفاظ میں فرمایا ہے:

ولاشبھة ان الایمان مفهومه الشرعی المعتبر بی فی کتب الکلام والعقائد والتفسیروالحدیث هو تصدیق النبی صلی الله علیه وسلم فیما علم مجیئه ضرورة عما من شأنه ذٰلک لیخرج الصبی والمجنون والحیوانات۔والکفر عدم الایمان عما من شأنه ذٰلک التصدیق فمفهوم الکفر هو عدم تصدیق النبی صلی الله علیه وسلم فیما علم مجیئه ضرورة وهو بعینہٖ ماذکرنامن ان من انکر واحدا من ضروریات الدین اتصف بالکفر نعم عدم التصدیق له مراتب اربع فیحصل للکفر ایضا اقسام اربعة۔الاول کفر الجهل، وهوتکذیب النبی صلی الله علیه وسلم صریحا فیما علم مجیئه بدمع العلم(ای فی زعمه الباطل)بکونه علیه السلام کاذباً فی دعواه وهذا وهوکفرابی جهل واضرابه۔والثانی کفرالجحود والعناد، وهوتکذیبه مع العلم بکونه صادقا فی دعواه وهو کفر اهل الکتاب تقوله تعالیٰ:الَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُونَهُ كَمَا يَعْرِفُونَ أَبْنَاءَهُمْ۔وقوله تعالیٰ:وَجَحَدُوا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَا أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا۔وکفر ابلیس من هذا القبیل۔والثالث کفر الشک، کما کان لاکثر المنافقین ۔والرابع کفر التأویل،وهو ان یحمل کلام النبی صلی الله علیه وسلم علی غیر محمله اوعلیٰ التقیة ومراعاة المصالح ونحوذٰلک ،ولما کان التوجه الی القبلة من خواص معنی الایمان سواء کان شاملة وغیر شاملة عبروا عن اهل الایمان باهل القبلة،کما ورد فی الحدیث:"نهیت عن قتل المصلین"۔والمراد المومنین، مع ان نص القرآن علی ان اهل القبلة هم المصدقون بالنبی صلی الله علیه وسلم فی جمیع ما علم مجیئه وهوقوله تعالیٰ:وَصَدٌّ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَكُفْرٌ بِهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَإِخْرَاجُ أَهْلِهِ مِنْهُ أَكْبَرُ عِندَ اللَّهِ (فتاویٰ عزیزی ج:۱، ص:۴۲)

"اوراس میں شبہ نہیں کہ ایمان کا مفہومِ شرعی جو کہ کتبِ کلام اور عقائد و تفسیر و حدیث میں معتبر ہے وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنا ان کی تمام باتوں میں جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہونا بداہتہً معلوم ہے۔ یہ اس شخص پر جو اس تصدیق کا اہل ہے یعنی بچہ اور مجنون اور حیوانات اس سے خارج ہیں، اور کفر اسی شخص کے عدمِ ایمان کو کہتے ہیں۔ پس کفر کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ان باتوں میں تصدیق نہ کرنا۔

اور وہ بعینہٖ وہی بات ہے جو ہم نے ذکر کی کہ جو شخص ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک بات کا بھی انکار کرے وہ صفتِ کفر کے ساتھ موصوف ہو جائے گا۔ ہاں! عدمِ تصدیق کے چار درجات ہیں۔ اس لیے کفر کے بھی چار اقسام نکلیں گے۔ اول کفرِ جہل اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنا صریحاً ان چیزوں میں جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے، یہ سمجھتے ہوئے (یعنی اپنے زعمِ باطل میں) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کاذب ہیں اپنے دعوے میں، اور یہ ابوجہل وغیرہ کا کفر ہے۔ دوسرا کفرِ جحود اور عناد، اور وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود دل سے سچا جاننے کے تکذیب کیے جانا، اور یہ اہلِ کتاب کا کفر رہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ: "جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ اس نبی کو پہچانتے ہیں، جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں"۔ اور دوسری جگہ فرمایا کہ: ان لوگوں نے انکار کیا حالانکہ ان کے دل پُریقین ہیں، اور یہ انکار ظلم اور تعلّی و تکبر کے سبب سے ہے"۔ اور ابلیس کا کفر اسی قسم سے ہے۔ اور تیسرا کفرِ شک، جیسا کہ اکثر منافقین کا تھا۔ اور چوتھا کفرِ تاَویل اور وہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو اس کے غیر محمل پر محمول کرے یا اس کو تقیہ پر اور مراعاۃِ مصالح وغیرہ پر محمول کرے، اور جب کہ توجہ الی القبلۃ ایمان کا خاصہ ہے، خواہ خاصہ شاملہ ہو یا غیر شاملہ۔ اس لیے اہلِ ایمان کو "اہلِ قبلہ" سے تعبیر کر دیتے ہیں، جیسا کہ حدیث میں وارد ہے کہ: مجھے نماز پڑھنے والوں کے قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے" اور مراد اس جگہ مسلمان ہیں۔ نیز نصِ قرآن اس پر شاہد ہے کہ اہلِ قبلہ وہی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام لائی ہوئی چیزوں میں تصدیق کرتے ہین اور وہ نص حق تعالیٰ کا یہ قول: "اور اللہ کی راہ سے روکنا، اور اس کے ساتھ کفر کرنا، اور مسجدِ حرام کے ساتھ اور اس کے اہل کو اس سے نکالنا زیادہ شدید ہے اللہ کے نزدیک"۔ خوب سمجھ لینا چاہیے"۔

حافظ ابن القیم رحمہ اللہ نے "شفاء العلیل" میں انہی تاویلات باطلہ کے متعلق فرمایا:

ما فی الشفاء العلیل للحافظ ابن القیم:والتأویل الباطل یتمضن تعطیل ما جاءبه الرسول والکذب علی المتکلم انه ارادذلک المعنی فتمضن ابطال الحق وتحقیق الباطل ونسبة المتکلم الیٰ ما لا یلیق به من التبلیس والالغاز مع القول علیه بلا علم انه اراد هذا المعنی فالمتأول علیه ان یبین صلاحیة اللفظ للمعنی الذی ذکره اولا استعمال المتکلم له فی ذلک المعنی فی اکثر المواضع حتی اذا استعمله فیه وعلیه ان یقیم

دليلا سالما عن المعارض على الموجب بصرف اللفظ عن ظاهره وحقيقة الى مجازه واستعارته والا كان خلك مجرد دعوىٰ منه فلا يقبل(ص:۱۴۵)

"حافظ ابن قیمؒ کی شفاء العلیل میں ہے کہ :اور تاویلِ باطل متضمّن ہے رسولوں کی لائی ہوئی چیزوں کو معطل کرنے کو اور متکلم پر جھوٹ کو، کہ اس نے یہ معنی مراد لیے پس لازم آئے گا اس سے ابطالِ حق اور باطل کا ثبوت، اور متکلم کی نسبت ایسی چیز کی طرف جو اس کے شایانِ شان نہیں یعنی تلبیس اور معما کی باتیں کرنا، نیز اس پر یہ افتراء بلا علم کہ اس نے اس سے یہ معنی مراد لیے، پس تاویل کرنے والے پر لازم ہے کہ سب سے پہلے یہ ثابت کرے کہ لفظ مستعمل میں اس معنی کی صلاحیت ہے جو اس نے ذکر کیے ہیں اور یہ بھی کہ متکلم نے بھی اس کو اکثر مواضع میں انہی معنی میں استعمال کیا ہے تاکہ جب متکلم اس کو ایسے کلام میں استعمال کرے جہاں دوسرا احتمال بھی ہو تو وہ اسی معنی پر محمول ہو جس میں اس کا استعمال مروج رہا ہے، اور اس پر بھی یہ لازم ہے کہ دلیل قائم کرے ایسی کہ جو معارض سے سالم ہو اس بات پر کہ جو موجبِ ہوا ہے لفظ کو ظاہری اور حقیقی معنی سے مجاز اور استعارہ کی طرف پھیرنے کا، ورنہ تو یہ صرف ایک دعویٰ ہو گا جو قابلِ قبول نہ ہو گا۔

فتاویٰ ابن تیمیہ مین ہے:

ثم لو قدر انهم متأولون لم يكن تأويلهم سائغا بل تأويل الخوارج وما نعى الزكوٰة اوجه من تأويلهم وأما الكوارج فانهم احياء اتباع القرآن وان ما خالفه من السنة لا يجوز العمل به اما مانعوا الزكوٰة فقد ذكروا انهم قالوا ان الله قال لنبيه فقط فليس علينا ان اندفعها لغيره فلم يكونوا يدفعونها لابى بكرولا يخرجونها له (فتاویٰ ابن تیمیہ ج:۴، ص۲۹۷)

"اور اگر یہ بھی مان لیا جائے کہ یہ لوگ متاولین (یعنی تاویل کرنے والے) ہیں تو ان کی تاویل قابلِ قبول نہیں بلکہ خوارج اور مانعینِ زکوٰۃ کی تاویل تو اس سے زیادہ اقرب اور قابل قبول تھی، کیونکہ خوارج نے دعویٰ کیا تھا اتباعِ قرآن کا اور سنت میں جو قرآن کے مخالف ہو اس پر ترکِ عمل اور عدمِ جواز کا۔ اور مانعین زکوٰۃ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرما کر فرمایا: "آپ لیجیے ان کے مالوں سے صدقہ"۔ اور یہ خطاب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو، پس ہم پر غیر نبی کی طرف زکوٰۃ ادا کرنا لازم نہیں، اس لیے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے تھے"۔

وفی ص:۱۸۵ وقد افتق الصحابة والائمة بعدهم على قتال مانعى الزكوٰة وان كانو يصلون الخمس ويصومون شهر رمضان وهؤلاء لم يكن لهم شبهة سائغة فلهذا كانوا مرتدين وهم يقاتلون على منعها وان اقروابالوجوب كما امر الله

"اور ص:۱۸۵ میں ہے: اور صحابہؓ نے اور ائمہؒ نے مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرنے پر اجماع فرمایا اگرچہ وہ پانچ وقت کی نمازیں پڑھتے تھے اور رمضان شریف کے روزے رکھتے تھے، اور ان حضرات کو کوئی شبہ پیش نہیں آیا، لہٰذا یہ مرتد تھے اور ان سے جہاد کیا جائے گا۔ اس کے روکنے پر اگرچہ وہ اس کے وجود کا اقرار کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے"۔

وقال من ص:٦٩ بغية المرتاد ،وانما القصد هٰهنا التنبيه علىٰ ان عامة هذه التاويلات مقطوع ببطلانهااوان الذى يتأوله او يسوغ تأويله فقد يقع فى الخطاء فى نظييره او فيه بل قد يكفر من تاويله

"یہاں مقصود اس بات پر تنبیہ کرنا ہے کہ عام طور سے یہ تاویلیں یقیناً باطل ہیں اور جو شخص یہ تاویلیں کرتا یا ایسی تاویل کو جائز رکھتا ہے وہ کبھی اس کے مثل میں اور کبھی خود اس میں خطا میں پڑ جاتا بلکہ کبھی تاویل کرنے والا کافی ہو جاتا ہے"۔

اور شرح جامع الجوامع میں ہے:

جاحد المجمع عليه من الدين بالضرورةكافرقطعاً

"جس چیز پر اجماع قطعی ثابت ہو اس کا منکر کافر ہے"

اور علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی نے خیالی حاشیہ شرح عقائد میں لکھا ہے:

والتأويل فى ضروريات دين اليدفع الكفر

(حاشیہ نمبر ۲، خیالی ص:۱۲۶)

"اور ضروریات دین میں تاَویل کرنا کفر سے نہیں بچا سکتا"۔

اور شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمہ اللہ نے فتوحات مکیہ میں فرمایا ہے:

التأويل الفاسد كالكفر (باب۲۸۹، ج۲، ص:۸۵۷)

"تاویلِ فاسد کفر کی طرح ہے"۔

اور وزیر یمانی رحمہ اللہ کی "ایثار الحق علی الخلق" ص ۲۴۱ میں ہے:

لان الكفر هو جحد الضروريات من الدين او تأويلها

"کیونکہ کفر یہی ہے کہ ضروریاتِ دین کا انکار کرنا یا اس کی تاویل کرنا"۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ کی کتاب "الشفاء تعریف حقوق المصطفیٰ" میں ہے:

وكذلک يقطع بتكفيرمن كذب او انكر قاعدة من قواعد الشريعة وما عرف يقينا بالنقل المتواتر من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم ووقع الاجماع المتصل عليه كمن انكر

وجوب الصلوات الخمس او عدد رکعتها وسجداتها ویقول انما اوجب اللہ علینا فی الکتاب الصلوٰۃ علی الجملۃ وکونها خمسا وعلیٰ هذا الصفات والشروط لا اعلمه اذ لم یرو فی القرآن نص جلی (شفاء ص:۲۴۸)

"اور اسی طرح قطعی طور پر کافر کہا جائے گا اس شخص کو جو جھٹلا دے یا انکار کرے قواعدِ شرعیہ میں سے کسی قاعدہ کا یا اس چیز کا جو فعلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقلِ متواتر کے ساتھ یقینی طور پر معلوم ہوئی ہے اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ جیسے کوئی پانچ نمازوں یا ان کی رکعات کے عدد یا سجدوں کا انکار کرے، اور یوں کہے کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز تو فی الجملہ واجب کی ہے، ان صفات اور شروط کے ساتھ میں اس کو نہیں مانتا، کیونکہ اس کی قرآن میں کوئی نصِ جلی نہیں ہے"۔

اور شرح شفاء قاضی عیاض میں ہے:

وکذلک انعقد اجماعهم علی ان مخالفة السمع الضروری کفر وخروج عن الاسلام(ص ۱۲۱)

"ایسے ہی سب کا اجماع اس پر منعقد ہے کہ یقینی روایات کی مخالفت کفر اور اسلام سے خروج ہے"۔

تنبیہ:

یہاں صحابہ و تابعین اور ائمہ دین کی تصریحات سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ تاویل کرنے والے کی تکفیر نہ کرنے کا ضابطہ عام نہیں بلکہ وہ تاویل جو ضروریاتِ دین کے خلاف کی جائے وہ تاویل نہیں بلکہ تحریف اور الحاد ہے، اور باجماعِ امت کفر ہے، اور اگر تاویل مطلقاً دفعِ کفر کے لیے کافی سمجھی جائے تو شیطان بھی کافر نہیں رہتا کہ وہ بھی اپنے فعل کی تاویل پیش کر رہا ہے: "خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ"، اسی طرح بت پرست مشرکین بھی کافر نہیں ہو سکتے، کیونکہ ان کی تاویل تو خود قرآن میں مذکور ہے: "مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ"۔ اس سے واضح ہو گیا کہ جو تاویل کسی نصِ صریح یا اجماع یا ضروریاتِ دین کے مخالف ہو وہ تاویل نہیں بلکہ تحریف اور تکذیبِ رسول ہے، جس کا دوسرا نام الحاد و زندقہ ہے۔ (جاری ہے)

☆☆☆☆☆

بقیہ: اللہ سے ڈریے!

"تمہارے خون، اموال اور عزتیں ایک دوسرے پر حرام ہیں بالکل اسی طرح جس طرح اس مہینہ، اس شہر اور اس سرزمین کی حرمت ہے"۔

اللہ سے ڈریے کہ آپ کے آپسی اختلافات آپ کی طاقت اور عزت کو ختم کر دیں گے۔

اللہ سے ڈریے کہ جہاد میں (دشمن کو) قتل کرنا ثواب اور عزت کا کام ہے لیکن باہمی انتشار اور اختلاف' ذلت اور رسوائی ہے۔

اللہ سے ڈریے کہ اللہ نے ایک دن مقرر کر رکھا ہے جس میں کچھ چہرے چمک رہے ہوں گے اور کچھ پر تاریکی چھائی ہو گی۔

شام میں برسرپیکار تمام جماعتوں میں موجود میرے مجاہدین بھائیو! ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ اللہ کے مندرجہ ذیل فرامین آپ پر صادق آجائیں:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ (الانعام:۱۵۹)

"بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور ٹکڑوں میں بٹ گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں"۔

مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ (الروم:۳۲)

"ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور خود بھی گروہ گروہ ہو گئے، ہر گروہ اس چیز پر جو اس کے پاس ہے 'مگن ہے"۔

ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کہ آپ اُن میں سے ہو جائیں جن کے متعلق فرمایا گیا

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا (النحل:۹۲)

"اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جس نے اپنا سوت مضبوط کاتنے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے کر کے توڑ ڈالا"۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی اطاعت و فرماں برداری میں متحد فرمادے۔ ہماری دعا ہے کہ وہ ہمیں اتفاق و اتحاد نصیب کرے، ہدایت پر کاربند فرمادے اور ہمارے باہمی اختلافات کا خاتمہ کر دے۔ یقیناً وہ یہ سب کچھ کرنے پر قادر ہے۔

اے اللہ! دنیا کے شرق و غرب میں اپنے مظلوم بندوں کو غلبہ و فتح عطا فرما!

اے اللہ! اپنے ماننے والے مظلوم بندوں کی نصرت فرما!

اے اللہ! اسلام اور مسلمانوں کو عزت دے۔ مشرکین کو رسوا کر دے۔ اپنی راہ میں لڑنے والے مجاہد بندوں کی مدد فرما اے رب العالمین!

اے اللہ! جہاد کے علم کو سربلند فرما اور مشرکین، فسادیوں کو مغلوب کر دے۔

یارب العالمین! اپنے عبادت گزار بندوں پر رحم فرما! اے اللہ! اس امت کے حالات کو تبدیل فرما کہ جہاں جو نیکی کرے تو اس کو انعام و عزت ملے اور جو آپ کی نافرمانی کرے تو وہ ذلیل ہو اور جہاں نیکی کی دعوت دی جائے اور برائی سے بچا جائے!

وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین

☆☆☆☆☆

مجاہدین کو اجتماعیت اور اتحاد کی جانب دعوت

کاتب: شیخ ابو منذر ساعدی
مترجم: مولوی عبد اللہ عزّام سندھی

الحمد لله الذي أنزل على عبده الكتاب ولم يجعل له عوجاً.
والصلاة والسلام على المبعوث رحمة للعالمين، سيدنا محمد وعلى آله وأصحابه وإخوانه وأتباعه إلى يوم الدين.أما بعد:

شریعت مطہرہ کے مسلمہ اصولوں میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر لڑائی جھگڑے اور جماعت سے علیحدگی کو حرام کیا ہے، اور ان پر اس بات کو فرض کیا ہے کہ وہ سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامیں تاکہ دنیا میں نصرت الٰہی اور غلبے کے قابل بنیں، اور آخرت میں اللہ کی رضا اور اس کی جنتوں کے مستحق بنیں۔

ہمارا دشمن اس بات کو جانتا ہے کہ ہماری قوت اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے میں ہے اس لیے اس نے مسلمانوں کے درمیان دشمنی اور نفرتیں ڈالنے کے لیے کام کیا تاکہ ابلیس کی کوشش کو مکمل کیا جائے، اور اس شیطانی خواہش کو پورا کیا جائے جس کے لیے اللہ کے دشمن ابلیس اور اس کے ساتھیوں نے کوششیں کی، اور ہر زمانے اور جگہ سے انسان اور جنات اس کے لشکر میں شامل ہوئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

"شیطان اس بات سے تو ناامید ہو گیا کہ نماز پڑھنے والے اس کی عبادت کریں لیکن وہ اس بات کے لیے پر امید ہے کہ وہ ان کو ایک دوسرے کیخلاف ابھارے"۔[رواہ أحمد ومسلم والترمذي]۔

اور جس طرح ابلیس نے بہت ساری اقوام کو اس طرح گمراہ کیا کہ ان کے لیے حق اور باطل کی ملغوبہ دعوت کو خوبصورت بنا کر پیش کیا، اور لوگوں کو اللہ کے دین کے علاوہ دین پر مجتمع کیا۔ اور ان طریقوں کو تھامنے کا کہا جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے دلیل کے طور پر نازل نہیں کیے گئے۔۔ اور بعض دوسری اقوام کے لیے اس بات کو خوبصورت بنا کر پیش کیا کہ وہ امور اجتہادیہ یا فضائل کی بنیاد پر مسلمانوں میں اختلاف پیدا کریں۔۔ پس اس طرح انہوں نے بگاڑ پیدا کیا لیکن اپنے آپ کو اصلاح کرنے والے سمجھنے لگے، اور یہ گمان کرنے لگے کہ وہی صحیح طریقے پر ہیں، اور وہ اس بات کو بھول گئے کہ اجتماعیت اور الفت پیدا کرنا فروعی مسائل میں بحث کرنے سے افضل عمل ہے۔

چونکہ ان معاملات میں اختلافات اور باہمی نزاع کا مشاہدہ پہلے بھی ہوا اور اب بھی ہو رہا ہے، اس لیے مجاہدین کی صفوں کے اتحاد اور انتشار وافتراق سے انہیں بچانے کے لیے میں نے یہ کتابچہ تحریر کیا اور اس کا نام "اجتماعیت اور اتحاد کی جانب مجاہدین کی دعوت" رکھا ہے۔

إِنْ أُرِيدُ إِلاَّ الإِصْلاَحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلاَّ بِاللّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ[ھود:۸۸]

"میں تو بس حتی الامکان اصلاح ہی چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ ہی کے سہارے ہے، اسی پر میں نے توکل کیا اور میں اسی کی طرف لوٹتا ہوں"۔

تفرقہ کی حرمت اور اجتماعیت کے وجوب پر دلائل

دلیل اول: کتاب اللہ سے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا [آل عمران:۱۰۳]

"اور تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور پھوٹ نہ ڈالو"۔

امام طبری ؒاس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"اللہ کے دین کے ساتھ چمٹ جاؤ جس کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے، اور اللہ کے اس معاہدے کے ساتھ چمٹ جاؤ جس کا تمہیں ذمہ دار بنایا ہے کہ تم آپس میں کلمہ حق پر اکھٹے ہو جاؤ اور اجتماعیت اختیار کرو۔ اور اللہ کے دین اور اس کے معاہدے سے جدا نہ ہو جاؤ جو اس نے تم سے اپنی کتاب میں کیا ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری پر اکھٹے ہو جاؤ اور اجتماعیت اختیار کرو۔[تفسیر طبری ج۳ص۳۷۸]

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

"حبل اللہ سے مراد جماعت ہے... پس اللہ نے اکھٹے ہونے کا حکم دیا ہے، اجتماعیت سے علیحدہ ہونے سے منع فرمایا ہے۔ اس لیے کہ علیحدگی ہلاکت ہے اور اجتماعیت کامیابی ہے"۔ اور اللہ کی رحمتیں ہوں ابن مبارک پر کہ انہوں نے فرمایا: [کہ جماعت اللہ کی رسی ہے اور جو عقل مند ہے وہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے]۔[تفسیر قرطبی ج۴ص۱۰۲]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ [آل عمران ۱۰۵]

"اور ان لوگوں کی طرح مت ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا باوجود اس کے کہ ان کے پاس واضح دلائل پہنچ چکے تھے"۔

اور ان علیحدگی اختیار کرنے والے لوگوں کے راستے پر چلنے سے منع فرمایا ہے جن کے پاس دین اور اس کے ایسے دلائل آئے تھے جن کا تقاضہ یہ تھا کہ اس دین کو قائم کیا جاتا اور اجتماعیت پیدا کی جاتی لیکن انہوں نے اجتماعیت سے علیحدگی اختیار کی اور اختلاف کیا اور گروہوں میں بٹ گئے۔[تفسیر سعدی]

کلام کے اسلوب کے مطابق مفہوم یہ کہ مسلمانوں کی جماعت کو اختلاف اور علیحدگی سے بچایا جائے اور ان کو اس انجام سے ڈرایا جائے جو انجام ان سے پہلے اہل کتاب کا ہوا کہ جنہوں نے اللہ کے دین کی امانت کا بوجھ اٹھایا پھر تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا جس کے سبب

اللہ نے ان سے دین کا علم چھین لیا اور اس علم کو دوسری بھائی چارہ قائم کرنے والی مسلمان جماعت کے حوالے کر دیا۔[تفسیر ظلال جلد ۴ ص ۴۴۵]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ[الأنعام:۱۵۹]

"بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو پارہ پارہ کر دیا اور گروہوں میں بٹ گئے آپ[صلی اللہ علیہ وسلم]کا ان سے کوئی تعلق نہیں)"۔

امام ثعالبی فرماتے ہیں کہ اس آیت میں مومنین کو اکٹھے ہونے پر اور اختلاف چھوڑنے پر ابھارا گیا ہے۔[ج ا ص ۵۷۱]

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"انسان اس بات سے ڈرتا رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا کوئی تعلق باقی نہ رہے" اور پھر یہ آیت پڑھی۔۔[در منثور ج ۳ ص ۴۰۳]

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ [ھود:۱۱۸۔۱۱۹]

"اور وہ ہمیشہ اختلاف میں رہتے ہیں مگر وہ جن پر تیرا رب رحم کرے"

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا[الروم:۳۲]

"اور اُن لوگوں میں سے مت ہو جاؤ جنہوں نے اپنے دین میں پھوٹ ڈالی اور گروہ گروہ ہو گئے"

"اور ان آیات میں مسلمانوں کو اس بات سے ڈرایا گیا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ تم بھی آپس میں اختلاف اور انتشار کا شکار ہو جاؤ اور فرقے فرقے بن جاؤ اور ہر فرقہ حق و باطل کی تمیز کیے بغیر جو کچھ اس کے پاس ہے اس پر ڈٹا رہے... اس طرح تم بھی باہمی اختلافات میں مشرکین کے مشابہ ہو جاؤ گے...جب کہ تمہارا دین ایک ہے ، نبی ایک ہے، اور رب ایک ہے۔اور اکثر دینی مسائل میں علما اور ائمہ کرام کا اجماع ہے، اور ایمانی بھائی چارگی کو اللہ نے مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا ہے۔پھر کیا وجہ ہے کہ حد سے تجاوز کیا جاتا ہے اور مسلمانوں کے درمیان چھوٹے چھوٹے مسائل پر اختلاف اور دشمنی کی بنیاد ڈالی جاتی ہے، یا فروعی اختلافی مسائل کو زیر بحث لا کر ایک گروہ دوسرے گروہ پر گمراہی کا حکم لگاتا ہے ، اور اپنی برتری جتاتا ہے۔یقیناً مسلمانوں کا باہمی اختلاف ہی وہ سب سے بڑا فساد اور مسلمانوں کے خلاف شیطان کا سب سے گھناؤنا وار ہے۔اور مسلمانوں کو ان کے دین پر مجتمع کرنا اور ان کے درمیان سے باطل پر مبنی اختلاف اور جھگڑے کو ختم کرنا اللہ کے راستے میں افضل جہاد ہے اور اللہ کی قربت حاصل کرنے کے اعمال میں سے افضل عمل ہے"[تفسیر سعدی]

مشرکین کی سب سے نمایاں علامت آپس میں اختلاف کرنا اور جھگڑنا ہے، جب کہ مسلمان ایک جسم کی مانند ہوتے ہیں، نہ ایک دوسرے سے دشمنی کرتے ہیں، نہ لاتعلقی اختیار کرتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مشرکین کے طریقے پر چلنے سے اور ان سے مشابہت رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ[الأنفال:۴۶]

"اور آپس جھگڑو مت ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی[تمہارا رعب ختم ہو جائے گا]"۔

اس ربانی ہدایت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر اس لڑائی جھگڑے اور اختلاف سے روکا ہے جس کے بعد لامحالہ قوت اور طاقت ختم ہو جاتی ہے، اور یہ بات ایسی ہے کہ جس کو عقل تسلیم کرتی ہے اور فطرت سلیمہ اس کو محسوس کرتی ہے۔

اسی بارے میں شاعر نے کہا:

اے بیٹو! جب کوئی معاملہ پیش تو مجتمع ہو جاؤ، اور اختلاف کر کے علیحدہ نہ ہو جاؤ۔

لکڑیاں جب مجتمع ہوں تو ٹوٹنے سے انکار کر دیتی ہیں اور جب الگ ہو جائیں تو ایک ایک کر کے ٹوٹ جاتی ہیں

بالعموم اختلافات تب پیدا ہوتے ہیں جب کئی قائدین باہم مخالف ہوں ، خواہشات کی پیروی اور اپنی رائے کو حرف آخر سمجھنا اختلافات کو بڑھاتا ہے۔سید قطب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لوگ اختلاف کا شکار تبھی ہوتے ہیں جب رہنما قیادتیں متعدد ہوں اور آرا و افکار نفسانی خواہشات کے تابع ہوں ، لہذا جب لوگ اللہ و رسول کے آگے سر تسلیم خم کرتے ہیں تو[نکتہ نظر کے لاکھ اختلاف کے باوجود] باہمی نزاع کا سب سے بنیادی سبب (تعدد قیادت) ختم ہو جاتا ہے، کیونکہ اختلاف کی بنیاد اختلاف آرا نہیں، بلکہ حق واضح ہو جانے کے بعد بھی ناحق اپنی رائے پر ڈٹے رہنا اور حق کے مقابل دوسرے پلڑے میں اپنی ذات کو رکھ کر اسے ترجیح دینا ہے، اسی لیے عین حالت جنگ میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی تعلیم دی گئی ہے، جنگ میں نظم و ضبط برقرار رکھنے کے لیے یہ اطاعت بہت ضروری ہے؛ کیونکہ یہ اعلیٰ قیادت کی اطاعت ہے اور جنگی امیر کی اطاعت اسی سے پھوٹتی ہے، یہ اطاعت گہری دلی اطاعت ہوتی ہے، اور غیر اللہ کے لیے لڑنے والی پیشہ ور افواج کی 'جی حضوری' سے یکسر مختلف ہے جن کا اپنے افسران کے ساتھ تعلق تعلق مع اللہ کے تابع نہیں ہوتا۔[تفسیر ظلال ج ۱۰ ص ۱۵۲۹]

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

امتِ مسلمہ کا عروج وزوال

قاری عبد العزیز شہید رحمہ اللہ

لال مسجد اسلام آباد کی واقعہ زیادہ پُرانا کا نہیں ہے، یہاں پر بھی نام نہاد مسلمانوں نے غلامی کا حق ادا کیا۔ مسجد و مدرسہ کے طلبا و طالبات اور اساتذہ و معلمات کو مسلمانوں کے اموال پر پلنے والے نمک حرام فوجیوں نے تہ تیغ کیا۔ ان کی لاشوں اور کتابوں کو نالوں میں پھینک کر جشن منایا کہ ہم نے معرکہ سر کر لیا۔ پوری قوم تماشائی بنی رہی تب بھی فوج کے تقدس میں کوئی فرق نہیں آیا۔ بعض دینی جماعتوں کے رہنماؤں نے دیدہ دلیری کے ساتھ بے حسی اور بے حمیتی کا ثبوت دیا اور کہا کہ غازی عبد الرشید کو اتنا آگے بڑھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اُس نے جو کچھ کیا اُس کا خمیازہ اس نے خود اٹھایا۔ دوسرے معنوں میں رہنمایانِ ملت نے غازی عبد الرشید سے مخاطب ہو کر سوال داغا کہ تم نے غلامی کی زنجیریں توڑنے کی بات کیوں کی اور اس کے لیے شہادت کیوں پیش کی؟ سبحان اللہ!!! کیا یہ ہے دینی رہنماؤں کی دینی حمیت!!!

یہ تو تھا غلامی میں نفس پرست عام لوگوں کی دینی غیرت و حمیت کا مختصر سا تذکرہ۔ اب ہم ایک خاص الخاص غلام کا تذکرہ بین السطور میں کرنا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ غلامی واقعی (كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَل)"جانوروں کی مانند ہے بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں" ہے۔ یہاں جس خاص غلام کا تذکرہ کرنا مطلوب ہے اُسے صدر پاکستان ہونے کا اعزاز حاصل ہوا تھا۔ شریعت اسلامی میں اگر کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو وہ اُسے ظاہر نہ کرے بلکہ حکم یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ کر خاموشی سے توبہ کر لے کہ آئندہ ایسی غلطی نہ ہو۔ اگر کسی دوسرے سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے اور یہ بات کسی اور کو معلوم ہو گئی ہے تو اُسے چاہیے کہ وہ اس کی پردہ پوشی کرے۔ اگر یہ واقعہ عام فرد کی بجائے کسی قریب ترین سے سرزد ہوا ہے تو اور بھی زیادہ بھاری ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اُسے چھپائے اس لیے کہ ایک تو مسلمان ہونے کے ناطے اس پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اسے چھپائے، دوسرا قرابت دار ہونے کی وجہ سے اس پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس کی پردہ پوشی کرے۔ اس انحطاط پذیر معاشرے میں کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا ادنیٰ شخص اپنے والدین کی نجی قسم کی سیاہ کاری کو نہیں اچھال سکتا۔ مگر غلامی ہی ایسی بدترین صفت ہے کہ انسان کو حیوان سے بھی نیچے لے جاتی ہے۔ چنانچہ ہم نے غلامی کی بدترین صفت کا مشاہدہ سابق صدر پاکستان پرویز بے شرف کی شخصیت میں کیا۔ اس نے مجاہدین کو ڈالروں کے عوض فروخت کرنے کے علاوہ اپنی خود نوشت میں بڑی بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ اپنی سیاہ کاریوں کے ساتھ ساتھ اپنے والدین کے سیاہ کاریوں کو بھی بیان کیا کہ ترکی میں سفارت کار کی حیثیت میں اقامت کے دوران میرے والدین رقص و سرور کی محفل میں جایا کرتے تھے اور ایک ایسے ہی رقص "بیلے ڈانس" میں انعام حاصل کیا۔

آج کشمیر، فلسطین، عراق اور افغانستان پر کفار و مشرکین قابض ہیں اور وہاں کفار و مشرکین اور صلیبیوں کے ہاتھوں ہزاروں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور ماؤں بہنوں کی عزت پامال ہو رہی ہے پھر بھی مسلمانوں کو کوئی فرق نہیں پڑ رہا ہے!!! ہندوستان میں بابری مسجد کی شہادت ہو اور گستاخان رسول کی گستاخیاں ہوں مسلمان نفس پرستی میں اتنے اندھے ہو چکے ہیں کہ صرف بینر اٹھا کر اور نعرہ لگا کر چپ ساد لیتے ہیں۔ اب تو نام نہاد پاک افواج اپنے ہی ملک میں مساجد پر بم گرا کر شہید کر رہی ہیں مگر نفس پرستی کے ساتھ وطن پرستی کے بُت نے مسلمانوں کی رہی سہی حِس بھی ختم کر دی ہے بلکہ ان کے منہ پر تالے لگا دیے ہیں۔

آج مسلمانوں کے مقدس مقامات صلیبی کفار کے نرغے میں ہیں پھر بھی ان کی غیرت و حمیت نہیں جاگتی۔ صرف حج و عمرہ کی اجازت ہونے کی وجہ سے ناداں اُسے آزاد سمجھ رہے ہیں۔ یہ اجازت بھی دجّالوں کے ایجنٹوں نے اپنے مالی فوائد کے لیے دے رکھی ہے تاکہ دنیا بھر کے مسلمان آئیں جائیں اور ان کی ایئر لائن اور دیگر ٹرانسپورٹ کو فوائد حاصل ہوں اس کے علاوہ نام نہاد وزراتِ مذہبی امور کے کارندوں کا خرچہ پانی بھی نکل آئے۔ جزیرۃ العرب میں یہودیوں نے فلسطینیوں کی سرزمین پر قبضہ کر کے آزاد ریاست قائم کر لی اور مسلمانوں کا قبلہ اول ان سے چھین لیا وہاں عرب مسلمانوں کی دینی حمیت نہیں جاگی حالانکہ عرب اسرائیل کے مقابلے میں عددی اعتبار سے جمّ غفیر ہیں۔ اگر عرب اپنے ملک کی تیل کی پیداوار میں سے ایک ایک فیصد تیل چھڑک کر آگ لگا دیتی تو اسرائیل کا ناپاک وجود صفحہ ہستی سے مٹ جاتے اور اس کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہتے۔ آج فلسطینی مسلمان ستّر سال سے یہودیوں کے مظالم سہہ رہے ہیں اور دربدر ہو رہے ہیں مگر عرب و عجم کے مسلمانوں کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ عرب و عجم کے نام نہاد مسلم حکمرانوں کو غلامی میں صرف اپنا اقتدار عزیز ہے نہ کہ اپنی غیرت و حمیت!!!

ہندوستان میں مغلوں کی حکمرانی تھی اور مغل بادشاہ اکبر یہاں کے سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ اس نے دین اسلام میں ایک نیا دین "دین الٰہی" کے نام سے بنایا۔ جس میں مسلم، ہندو، بدھ اور سکھ بھائی بھائی قرار پائے اس سے بھی مسلمانوں کو کوئی فرق نہیں پڑا۔ یہاں مسلمان بھی ہجرت و جہاد بھول چکے تھے۔ صرف ہجرت و جہاد ہی نہیں بھولے بلکہ نفس پرستی میں اتنے غرق تھے کہ کہا جاتا تھا "فتح مکّہ کے بعد ہجرت ہی نہیں۔ حدیث شریف کے آدھا حصّہ زبان زد عام تھا کہ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ "فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں" اور آدھا حصّہ اپنی نفس پرستی چھپانے کے لیے کھا جاتے تھے۔ جب کہ پوری حدیث یوں ہے:

لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَ نِيَةٌوَاِذَا سْتَنْفَرْتُمْ فَانْفِرُوْا

"فتح مکہ کے بعد (مکہ سے مدینہ) ہجرت باقی نہیں رہی لیکن جہاد اور اس کی نیت (قیامت تک) اب بھی باقی ہے اور جب تم سے جہاد کے لیے نکلنے کا تقاضا کیا جائے تو نکل پڑو" (بخاری)۔

اس حدیث کی تشریح میں فقہانے لکھا ہے: جب مسلمانوں کو مدد کی ضرورت پڑ جائے خواہ کوئی پکارے یا نہ پکارے مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ جہاد کے لیے نکلیں۔

مسلمان ہندوستان میں بھی عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے تھے اور تعداد میں جم غفیر کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس کے باوجود مٹھی بھر انگریز تاجر سات سمندر پار سے یہاں پر آئے اور قبضہ کر لیا۔ ان دجالوں نے یہاں کے مسلمانوں پر ایسے مظالم ڈھائے کہ ہلاکو و چنگیز کی روحیں بھی تڑپ اُٹھیں۔ انگریزوں نے لاکھوں مسلمانوں کو مختلف اذیتوں کے ذریعے قتل کیا اور انہیں غلامی کی زنجیر میں جکڑ لیا۔ مگر نفس پرستی، دنیا سے محبت اور موت سے نفرت ہی ایسی چیزیں ہیں جو آسانی سے غلامی کی زنجیر بن جاتی ہیں۔ انگریزوں نے مسلمانوں کے جم غفیر ہوتے ہوئے بھی اُن کے ناک کے نیچے سلطنت مغلیہ اور سلطنت عثمانیہ کا خاتمہ کر دیا اور ان کے سامنے ہزاروں علماءِ دین کو پھانسیاں دیں اور ان کی زمین و جائدادوں پر قبضہ جمایا اور تہہ و بالا کیا۔ پھر بھی مسلمانوں نے بیل کی دم کو نہیں چھوڑا اور اپنے آپ کو زمین سے چمٹائے رکھا۔ مسلمانوں کے ایک اشرافیوں کا طبقہ ان ہی ظالموں اور جابروں سے مراعات حاصل کرنے کے لیے جی حضوری کرتا رہا ہے۔ آج کی طرح بے غیرتی میں اس وقت کے مجاہدین کے خلاف مخبریاں کرتا رہا۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہاں کے مسلمانوں نے انگریزوں کے خلاف کوئی شور و غوغا نہیں کیا اور درپیش مسائل پر کوئی آواز نہیں اُٹھائی بلکہ انگریزوں کے خلاف شور و غوغا تو بہت برپا ہوا مگر وہ منہج نبوی کے مطابق نہیں ہوا۔ لوگوں نے تحریک پاکستان کے دوران اس طرح کا شور و غوغا بہت کیا کہ "لڑ کر لیں گے پاکستان" یہ شور و غوغے دجال ہی کے طور طریقے تھے۔ مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اپنی تصنیف "پرانے چراغ" میں لکھتے ہیں:

> جب سلطنت عثمانیہ کے خاتمہ کی خبر ہندوستان میں پہنچی تو اس خبر نے ملک کے طول و عرض میں آگ لگادی تھی۔ مسجدوں و مدرسوں، گھروں و دکانوں اور خلوت و جلوت کہیں گویا اس گفتگو کے سوا کوئی گفتگو نہ تھی

مولانا شبلی نے اپنی وہ زلزلہ نظم پڑھی تھی جو ہندوستان میں مشہور ہوئی:

خلافت پر زوال آیا پھر نام و نشان کب تک
چراغ کشتۂ محفل سے اٹھے گا دھواں کب تک
زوالِ دولت عثمان زوال ملک و ملت ہے
عزیزو! فکر فرزند و عیال و خانماں کب تک

اُسی زمانے میں ہر بڑے چھوٹے اور مرد عورت کی زبان پر یہ شعر تھا:

بولیں اماں محمد علی کی... جان بیٹا خلافت پہ دے دو

حقیقت یہ ہے کہ کفار کے خلاف جدوجہد کا منہج نبوی تو ہجرت و جہاد ہے جس کو ہندوستان میں صرف سید احمد شہیدؒ اور اُن کے رفقا کے علاوہ اور کسی نے اختیار نہیں کیا۔ سید احمد شہیدؒ اور ان کے رفقا کے علاوہ جتنے لوگوں نے بھی نعرے لگائے، ہنگامے کیے، مرثیے پڑھے اور قلمی جہاد کیا۔ یہ سب کے سب مغربی طور طریقے ہی تھے جنہیں مسلمانوں نے انگریزوں کی غلامی قبول کرتے ہوئے آسان اور تیر بہدف سمجھ کر اپنایا ہوا تھا۔ نام نہاد علمی شخصیتوں کے لیے تو یہ مرثیے اور قلمی جہاد بہت ہی دلچسپ مشغلہ ہوا کرتا ہے کیونکہ اس طرح کی تحریکوں اور بھیڑ چالوں میں انہیں اپنے نام نہاد علم کے موتی بکھرنے کے خوب خوب مواقع مل جاتے ہیں اور دادِ رشک وصول کرنے کے مواقع بھی میسّر آتے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال نے یہ نظم کہہ کر خود اپنی علمی موشگافیوں کی کمزوریوں کا اعتراف کیا:

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں موہ لیتا ہے
گفتار کا یہ غازی تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

اس کے علاوہ ایک اور موقع پر ڈاکٹر اقبال نے غازی علم الدین شہیدؒ کے بارے میں یہ الفاظ (اسیں گلاں کر دے رہے تے ترکھاناں دا منڈا بازی لے گیا) "ہم باتیں کرتے رہ گئے اور ایک بڑھئی کا بیٹا بازی لے گیا" کہہ کر بھی اپنے علمی مشغلوں کی کمزوریوں کا اعتراف کیا کہ ہماری یہ علمی مرثیہ اور قلمی جہاد تو دھرے کا دھرا رہ گیا اور میدان کسی اور نے مار لیا۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ میدان مارنے والے لوگ تو وہی ہوتے ہیں جو منہج نبوی (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے) پر عمل کرتے ہیں۔ بڑھئی کے بیٹے غازی علم الدین نے راج پال گستاخِ رسول کو قتل کرتے ہوئے اسی منہج نبوی پر عمل کیا۔ جس منہج پر صحابہ کرامؓ نے کعب بن اشراف، ابورافع یہودی اور ابو عفک جیسے گستاخانِ رسول کو قتل کر کے کیا تھا۔

مسلمانوں کی موجودہ زبوں حالی سے نجات کی راہ:

مسلمانوں کی موجودہ ذلت و مسکنت اور گمراہی تو واضح ہے کہ جن لوگوں سے ہمیں جزیہ لے کر چھوٹا بنا کر رکھنا تھا وہ ہمارے اوپر مسلط ہیں اور ہم انہیں بخوشی ٹیکس ادا کر رہے ہیں۔ ہم بغیر کسی احساس ندامت کے فخریہ ان کی اطاعت بھی کرتے ہیں اور ان کی مصنوعات خرید کر ان کی نقالی میں فیشن کے طور پر ان کا استعمال بھی کرتے رہے ہیں۔ ہم اپنی سادہ لوحی سے ان کے نظام اور ان کی معیشت ہی کو مستحکم کر رہے ہیں تاکہ وہ ہم ہی سے ہماری خوب خوب خبر لیں، اور ہماری رہی سہی قوت بھی زائل کر لیں۔ ہم اپنی شامتِ اعمال کی وجہ سے اس حد تک بے دست و پا ہو جائیں کہ اُن کی غُلامی میں کبھی ان کے خلاف لڑنے بھڑنے کا سوچ بھی نہ سکیں۔ ہمارے اندر موجودہ ذلت و خواری سے نکلنے کی سوچ پیدا ہو یا نہ ہو مگر موجودہ گمراہی پر ہمیں ضرور سوچنا چاہئے کیونکہ اس گمراہی کا خمیازہ آخرت میں یقینا بھگتنا ہے۔ آج کی گمراہی اندھری رات میں سیاہ پتھر کا سراغ لگانے کے مترادف ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس امت میں شرک ایسا ہو گا جیسے اندھیری رات میں سیاہ کالے پتھر پر سیاہ چیونٹی رینگتی ہو"۔

بعینہٖ اسی طرح آج کا شرک بھی خوش نما ناموں سے موسوم ہے جو لوگوں کی آنکھوں سے اُوجھل ہے۔ اس لیے صرف وہی شخص اُسے پہچان سکتا ہے جو قلبِ سلیم اور بصارت و بصیرت رکھتا ہو۔ آج ہم ایسے بہت سے معبودوں کی پرستش کر رہے ہیں جن کے بارے میں ہمیں کوئی شعور ہی نہیں کہ یہ بھی ہمارے خدا بنے ہوئے ہیں۔ آج ہم اللہ کی ہدایت کی جگہ اپنے نفس کی خواہش کے مطابق "انا" کی پرستش کر رہے ہیں۔ ارشاد ربّانی ہے:

اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَه هَوَاه

"(اے نبی) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش نفس کو معبود بنالیا ہے"

ہم ظالموں کے ایجاد کردہ طاغوتی جمہوری (ڈیموکرسی) نظام کو قبول کر کے عملاً "اپنے مفاد" کی پرستش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ

"وہ چاہتے ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ طاغوت سے کرائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اس طاغوت کا انکار کریں"۔

اسی طرح ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر نکتہ چینی کرتے ہوئے اور اس کے متعلق شکوک و شبہات اور تذبذب و تردد برتتے ہوئے اپنا مقدمہ طاغوت کی عدالت میں لے جاتے ہیں اور اس عمل کے ذریعے ہم طاغوت کی بندگی کرتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

"(اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں"

خواہش نفس کی پیروی، اپنا مقدمہ طاغوت کے پاس لے جانا اور اپنے مفادات کے جھگڑے میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ثالث نہ ماننا یہ ساری باتیں شرک ہیں جو خوشنما ناموں سے موسوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی معاف نہیں کرے گا تاوقتیکہ وہ سچے دل سے اللہ وحدہ لاشریک لہ کی طرف رجوع نہ کر لیں۔

امتِ مسلمہ کا بحیثیت مجموعی شرک میں مبتلا ہونا اور غلامی میں کس جانا آفات کی صورت میں امت پر عذاب ہے۔ اس سے بڑا عذاب اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ جس کی وجہ سے امت بحیثیت مجموعی عذاب میں مبتلا ہے اسی کی تلافی امت کے لیے راہ نجات ہے۔ یہ امت مسلمہ پر عذاب نہیں تو اور کیا ہے؟ کہ دنیا بھر کے کمزوروں اور بے کسوں کی دادرسی جس امت کے فرائض میں شامل تھا آج وہ خود دادرسی کی محتاج ہے۔ امتِ مسلمہ پر اس عذاب کی وجہ کیا ہے؟ گذشتہ باب میں اس کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ امت کا نفس پرستی میں مبتلا ہونا، دنیا کی محبت دل میں بسانا اور موت سے نفرت کرنا ہے۔ اس باب میں امتِ مسلمہ کے عذاب میں مبتلا ہونے کے اسباب اللہ اور اس کے رسول کی زبانی سن لیجیے۔ ارشاد ربّانی ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَا لَكُمْ اِذَا قِيْلَ لَكُمُ انْفِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ. اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

"مومنو! تمہیں کیا ہوا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلو تو تم (کاہلی کے سبب سے) زمین پر گرے جاتے ہو (یعنی گھروں سے نکلنا نہیں چاہتے) کیا تم آخرت (کی نعمتوں) کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے ہو؟ دنیا کی زندگی کے فائدے تو آخرت کے مقابل بہت ہی کم ہیں۔ اگر تم نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں بڑی تکلیف کا عذاب دے گا اور تمہاری جگہ اور لوگ پیدا کر دے گا (جو اللہ کے پورے فرمانبردار ہوں گے) اور تم اس کو کچھ نقصان نہ پہنچا سکو گے اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں واضح طور پر ارشاد فرمایا کہ اہل ایمان کا اللہ کی راہ میں نہ نکلنا عذاب کا سبب ہے

اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

"اگر تم (اللہ کی راہ میں قتال کے) نہ نکلو گے تو اللہ تمہیں بڑی تکلیف کا عذاب دے گا"۔

اسی طرح اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو متنبہ فرمایا:

مَا تَرَكَ قَوْمٌ الْجِهَادَ اِلَّا عَمَّهُمُ اللّٰهُ بِالْعَذَابِ

"کسی قوم نے جہاد نہیں چھوڑا مگر اللہ سبحانہ تعالیٰ نے سزا کی طور پر ان پر عام عذاب مسلط کر دیا" [الطبرانی]

ایک اور جگہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِيْنَةِ وَاَخَذْتُمْ اَذْنَابَ الْبَقَرِ وَرَضِيْتُمْ بِالزَّرْعِ وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتّٰى تَرْجِعُوْا اِلٰى دِيْنِكُمْ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَام

"جب تم سودی کاروبار کرنے لگو گے، اور گائے بیل کی دُمیں پکڑ لو گے، کھیتی باڑی پر قانع ہو گے اور جہاد چھوڑ دو گے تب اللہ تعالیٰ تم پر ذلّت مسلّط کر دے گا۔ یہ ذلّت اس وقت تک نہیں اُٹھائی جائی گی جب تک تم اپنے دین کی طرف پلٹ نہ آؤ"۔ (ابوداؤد)۔

اور بعض دوسری روایات میں یہ ہے کہ جب تک تم جہاد کی طرف پلٹ نہ آؤ۔

مذکورہ بالا دونوں احادیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے امتِ مسلمہ کے عذاب میں مبتلا ہونے کو "ترکِ جہاد" کے علاوہ کچھ اور اسباب بھی بتلائے ہیں۔ان میں سودی کاروبار میں ملوث ہونا، گائے بیل کی دُمیں پکڑ کر کھیتی باڑی پر قانع ہو جانا ہے اور یہ بھی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک تم جہاد کی طرف پلٹ کر نہیں آؤ گے اس وقت یہ عذاب ٹلنے کا نہیں۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کا خلاصہ قرآن اور تلوار ہیں۔یہ دونوں چیزیں امت کے عروج کی علامت ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پہلے ہی خبر دار کر گئے تھے کہ قرآن و سنت چھوڑ دو گے تو ذلت و مسکنت اور گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّتِيْ

"میں تمہارے درمیان دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم ان دونوں کو تھامے رہو گے ہر گز گمراہ نہیں ہو گے"۔[مؤطا امام مالک]

یہ حدیث مبارکہ امت مسلمہ کے لیے آج کے پس منظر میں ایک مینارۂ نور ہے۔اس میں گمراہی سے نکلنے کا طریقہ اور تابناک مستقبل کی خبر پنہاں ہے۔گو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال، اعمال اور اخلاق و اطوار سنت کا درجہ رکھتے ہیں اور ہر سنت دنیا و ما فیھا سے بہتر اور موتیوں سے زیادہ قیمتی ہے۔لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا ایک بہت بڑا نمایاں حصہ تلوار و جہاد اور میدانِ کارزار سے وابستگی ہے۔حدیثِ مذکورہ میں کتاب اللہ تو واضح ہے جو کہ قرآنِ پاک ہے اور سنت 'حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کا عمل ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے اعمال میں سب سے بڑا نمایاں عمل تلوار، جہاد اور میدانِ کارزار سے وابستگی ہے۔قرآن پاک اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی نمایاں عمل یعنی تلوار، جہاد اور میدانِ کارزار سے وابستگی نے اسلام اور مسلمانوں کو شان و شوکت عطا کی تھی اور اس کو ترک کرنے پر مسلمان ذلیل و خوار ہوئے اور گمراہی کے دلدل میں پھنسے۔موجودہ دورِ جاہلیت میں بھی انہی دو چیزوں سے دوری کی وجہ سے مسلمان ذلت و مسکنت اور گمراہی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔اس امر واقع کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ مبارکہ کے نمایاں حصے یعنی تلوار، جہاد اور میدانِ کارزار سے وابستگی والے اغلب عمل کی تائید درج بالا دونوں احادیث مبارکہ سے بھی ہوتی ہے۔

مسلمانوں کی موجودہ ذلّت و خواری اور گمراہیوں سے نجات کے لیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مذکورہ احادیث اس قدر واضح ہیں جس میں کوئی ابہام نہیں۔ماضی بعید و قریب میں ان فرامین رسول کو ترک کرنے کی وجہ سے مسلمانوں نے ذلت و پستی کمائی ہے۔انہوں نے ماضی بعید میں ان فرامین رسول کی نافرمانی کی اور تعمیر و ترقی میں اپنی صلاحیتیں لگائیں جس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے ان پر تاتاریوں کو مسلّط کر کے ان کی تعمیرات و ترقیات خاک میں ملا دیں۔ماضی قریب میں بھی مسلمانوں نے ہجرت و جہاد چھوڑ کر بیل کی دُمیں پکڑ لیں پھر اللہ تعالیٰ نے مغربی قوموں کو ان پر مسلط کیا مگر مسلمان ہوش میں آنے کے بجائے اپنی پرانی روش پر قائم رہے۔اس پستی و زبوں حالی سے نجات کے لیے قرآن و سنت اور ہجرت و جہاد چھوڑ کر امت کے نام نہاد بہی خواہوں کی طرف سے طرح طرح کی تجاویز پیش کی جاتی رہیں اور ان پر عمل بھی ہوتا رہا ہے (جس کی تفصیل بیان کرنا مضمون ہذا میں متحمل نہیں در اصل یہ سب تجاویز اور اس پر عمل سارے کے سارے قرآن و سنت اور ہجرت و جہاد سے فرار ہی کا راستہ تھا جس کی طرف صرف اشارہ ہی ممکن ہو سکے گا)۔یہ عمل و تدابیر مسلمانوں کے زوال کے آغاز ہی سے شروع ہو چکا تھا مگر آخری دو سو سال سے زیادہ شد و مد کے ساتھ جاری ہے لیکن کوئی خاطر خواہ نتائج بر آمد نہیں ہوئے۔اس مرض کے ازالے کے لیے شوگر کوٹڈ کونین کے بجائے قرآن و سنت اور ہجرت و جہاد والی خالص کونین دینی چاہئے تھی۔

اس مرض کے استیصال کے لیے جو دوائیاں تجویز کی گئیں ہیں ان میں سے ایک تجویز مسلمانوں میں بیداری دین و ملت اور سیاسی حقوق کی بازیابی کے لیے صالح جماعتوں کا قیام تھا۔چنانچہ دیکھتے ہی دیکھتے مسلم خطوں میں بے شمار صالح جماعتیں منظر عام پر آ گئیں۔یہ صالح جماعت والا کام تا حال جاری ہے۔بیداریٔ دین و ملت، دعوت و اصلاح اور سیاسی حقوق کی بازیابی تو کیا ہونی تھی مگر جو کچھ ہوا اس کی تلافی کرنا قرآن و سنت اور ہجرت و جہاد کو لازم پکڑے بغیر جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔حالانکہ اُس وقت ہندوستان میں کفار اور اس کے لاؤ لشکروں کے خلاف ایک صالح جماعت سید احمد شہیدؒ کی قیادت میں نبوی منہج پر جہاد و قتال میں مصروف تھی۔جہاد و قتال والی جماعت سے زیادہ صالح جماعت اور کون سی ہو سکتی ہے۔ہم یہ بات بھی واضح کر دینا فرض سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کی کوئی بھی صالح جماعت میدان کارزار سے وابستگی کے علاوہ صالح نہیں رہ سکتی کیونکہ شیطان صرف تلوار کی چمک سے ڈرتا ہے۔

آج یہی جماعتیں، تحریکیں، انجمنیں اور تنظیمیں مغربی معاشرے (سول سوسائٹی) کی محافظ اور ان کے نظریئے و نظام کے ہر کارے ثابت ہو رہے ہیں۔آج یہی جماعتیں مسلمانوں کو ٹکڑوں میں تقسیم کر کے دین میں سیاسی و مذہبی اور نیم سیاسی و نیم مذہبی فرقہ بندی کی موجب بن گئیں۔جن کے بارے میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ

"جن لوگوں نے اپنے دین میں بہت سے راستے نکالے اور کئی کئی فرقے ہو گئے۔ان سے (اے نبی!) آپ کو کچھ کام نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے حوالے۔پھر جو کچھ وہ کرتے رہے ہیں وہ ان کو بتا دیا جائے گا"۔

(جاری ہے)

وہ ملت کہ گردوں پہ جس کا قدم تھا

حافظ ابن الامام

بسم اللہ الرحمان الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قوموں کی زندگی میں عروج وزوال ایک فطری و ناگزیر عمل ہے۔ آپ جس قوم کی بھی تاریخ کا مطالعہ کریں، یہ بات ضرور نظر آئے گی کہ وہ قوم ان دونوں حالات سے دوچار ہوئی۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی قوم میں فقط عروج ہی عروج ہو اور وہ کبھی زوال پذیر نہ ہوئی ہو۔ اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ کوئی قوم ہمیشہ زوال کی دلدلوں میں غلطاں و پیچاں رہی ہو اور کبھی اس پر عروج کی پرچھائیں نہ پڑی ہو۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ کسی پر عروج یا زوال کا عرصہ محدود یا مختصر آسکتا ہے۔

امتِ مسلمہ بھی اپنے یومِ آغاز سے تا حال عروج وزوال کے نشیب و فراز سے ہم کنار رہی ہے۔ اس نے جس انداز سے عروج وزوال کی چوٹیاں اور گھاٹیاں عبور کی ہیں، وہ بجائے خود ایک عجیب داستان ہے۔ اور اس کی تاریخ میں گرنے اور گر کے اٹھنے سے متعلق عبرت و موعظت کا اتنا سامان موجود ہے کہ اب اسے ترقی و عروج کا سبق حاصل کرنے کے لیے دیگر اقوام و ملل کی تاریخ و حالات میں غواصی کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ اس کی سوا چودہ سو سال کی تاریخ، اور اس کے دنیا بھر میں بکھرے ہوئے اعضا میں، بگاڑ اور سنوار کے اتنے کثیر النوع نمونے موجود ہیں کہ اب اسے سنبھالا لینے کے لیے غیروں کے در کی دریوزہ گری نہیں کرنی چاہیے۔ نیز اس کے وجود کو بار بار لاحق ہو جانے والے امراض اور بیماریوں کے شفا بخش اور کیمیا اثر نسخوں کی کتاب پہلے ہی دن سے اس کے پاس موجود ہے۔ اگر اسے اپنے بگاڑ سے پریشانی ہو اور اپنے حال کی اصلاح مقصود ہو ...تو اسے فقط اتنا ہی کرنا ہے کہ کتابِ الٰہی اٹھا کر اسے دل کی آنکھوں سے پڑھنا شروع کر دے۔ اس کتاب میں اسے سابقہ اقوام کے حالات اور ان پر تبصرے کے چھنے چھنائے اسباق مل جائیں گے۔ تاہم اسے دیگر کتبِ تاریخ کے مطالعے کی طرح آزاد نہیں چھوڑا گیا کہ ان کے حالات جان کر اب اپنے تفکر سے اور اپنی ہی مرضی کے اسباق نکال لے۔ نہیں! بلکہ اسے تو صاف صاف انداز سے واقعاتِ ہلاکت سنا کر وجوہِ ہلاکت سے آگاہ کر دیا گیا۔ اور اس سوال کا جواب بھی پیشگی دے دیا گیا ہے کہ اب اسے کیا کرنا ہے۔

ترقی اور عروج کی حقیقت

لیکن یہ بڑی عجیب بات ہے کہ قرآن نے سابقہ اقوام و امم کے واقعات جب سنائے تو ان کے مادی عروج اور ترقی کا مختصراً تذکرہ کر کے اصل اہمیت ان کے زوال اور اسبابِ زوال کو دی۔ یعنی اگر آپ غور کریں تو صاف محسوس ہو گا کہ قرآن عروج اور ترقی کے حصول کو موضوعِ بحث بنانے کی بجائے زوال و ہلاکت سے بچاؤ پر زیادہ زور دیتا ہے۔ قرآن کے ہاں اصل ترقی اور فلاح اگر کوئی ہے تو آخرت کی ہے۔ اور اسی کے حصول پر وہ زیادہ زور دیتا ہے۔ قرآن نے دنیاوی اور مادی ترقی کو کبھی بھی اصل ترقی اور عروج تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ امتِ مسلمہ کی تشکیل کے وقت، قرآن نے اسے قوموں کی دنیوی و اخروی ہلاکت و بربادی کی مثالوں سے تو سمجھایا، لیکن دنیوی اور مادی ترقی و عروج کی کوئی مثال نہیں دی۔ فقط آخرت کی فلاح کا راستہ دکھلایا۔ اب سوال یہ ہے کہ دنیا کی ترقی و عروج کی مثال کیوں نہیں دی؟ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس طرح یہ بات واضح کی گئی کہ ان اقوام کی طرح ہلاک و برباد نہ ہو جانا۔ ان جیسی حرکتیں اور ان جیسے اعمال مت کرنا۔ اسی طرح یہ مثال بھی دے دی جاتی کہ فلاں قوم کی سی صفات اختیار کرو گے تو عروج کی چوٹیوں پر خیمے گاڑو گے۔ اور فلاں قوم کے نقش قدم پر چلو گے تو ترقی کے زینے چڑھتے چلے جاؤ گے۔ قرآن انفرادی حیثیت میں ایک فرد کو انبیا کی پیروی اور اسوۂ حسنہ پر چلنے کی ترغیب تو دیتا ہے، مگر بحیثیت امت... کسی قوم کی مثال بطور اسوے کے نہیں دیتا۔ چلیے ماضی کی نہ سہی... اسی موجودہ دور کی اقوام کی ہی کوئی مثال دے دی جاتی، جب امت تشکیل پا رہی تھی۔ نیز اخروی فلاح کی مثال نہ سہی، دنیوی کامیابیوں کا نمونہ ہی سہی۔ پھر اس وقت مادی لحاظ سے کافر اقوام کے پاس کیا کچھ نہ تھا۔ روم و شام ہوں یا فارس و مصر، یہ اقوام مادی ترقیات کی کس بلندی پر تھیں... اس کا کچھ کچھ اندازہ ان ممالک کی فتوحات سے کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کیا کیجیے کہ قرآن نے ان میں سے کسی کی ترقی کو نمونہ بنا کر امت کے سامنے پیش نہیں کیا۔ کیوں نہیں کیا؟ اس کا جواب ہمیں ایک حدیثِ پاک میں ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ، فَمَقَتَهُمْ...عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ، إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ (صحيح مسلم)

"اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا والوں کی طرف دیکھا تو ان سب سے نفرت فرمائی...

کیا عرب اور کیا عجم (سب سے نفرت فرمائی) سوائے چند اہل کتاب کے"۔

محدثین فرماتے ہیں یہ بعثتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کی بات ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دنیا اپنی تمام تر جلوہ سازی اور فتنہ خیزی کے باوجود... خالقِ کائنات کے یہاں مبغوض ہو گئی، اُس کی نظر سے گر گئی۔ عرب ہوں یا عجم، ان کی

ترقی، ان کا عروج، ان کے مادی وسائل، ان کی صنعتیں اور ایجادات، ان کی بادشاہتیں، ان کی تہذیبیں... الغرض اس سب کچھ کی اللہ کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رہتی، بلکہ اس پر غضب فرمایا جاتا ہے۔

جاھلیۃ کا لقب

پھر اس سے بھی زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ فمقتھم کی زد میں جو دور ہے، جو ترقی و عروج ہے، جو سلطنتیں اور تہذیبیں ہیں، جو مادی رفعتیں اور صنعتیں ہیں... ان سب کو قرآن نے صرف ایک لفظ کے کٹہرے میں کھڑا کیا ہے، اور وہ بلیغ لفظ "جاھلیت" ہے۔ مالکِ کائنات نے پوری دنیا کی مادی سرفرازی اور دینی پستیوں کو جاہلیت کہا ہے۔ ہاں مگر جو لوگ اہل کتاب تھے یعنی یہود و نصاریٰ، تو ان میں کچھ لوگ موجود تھے جو دینِ حق پر مضبوطی سے جمے ہوئے تھے۔ توحیدِ خالص اور اطاعتِ رسول کے دیپ ان کے یہاں روشن تھے۔ باقی پوری دنیا اپنی حشر سامانیوں کے باوجود جاہلیت کی تاریکیوں میں غرق تھی۔ نیز یہ نکتہ بھی ملحوظ رہے کہ تمام اہلِ کتاب مراد نہیں بلکہ چند اہلِ کتاب کا ذکر ہے، جو حق پر تھے۔ ورنہ خود اہلِ کتاب بھی ضلالت و جاہلیت کی لپیٹ میں تھے۔ اب چونکہ یہ واضح ہو گیا کہ تمام دنیا ہی جاہلیت میں مبتلا تھی، تو امتِ مسلمہ کو بطور نمونہ بھلا کس قوم کی مثال دی جاتی؟ کہ ان کے نقشِ قدم پر چلو گے تو تمہیں اخروی فلاح کے ساتھ ساتھ دنیوی ترقی و عروج بھی نصیب ہو گا۔ یہ اللہ کی شان کے خلاف تھا کہ جنہیں وہ خود اپنی نظروں سے گرا چکا ہے، ان کی ترقیات کو آئیڈیل بنا کر پیش کرتا۔ بلکہ اسے تو جاہلیت فرما کر رد کر دیا گیا۔

عروج و ترقی کی مثال بذاتِ خود بننا ہے

نیز یہ امتِ مسلمہ کے اعزاز کے بھی خلاف تھا کہ جس امت کو اب پوری دنیا کی قیادت و رہنمائی کے لیے تشکیل دیا جارہا تھا، جسے سابقہ اقوام و امم پر فضیلت دی جا رہی تھی، جس کے دین کو تمام ادیان پر اور تا قیامت غلبہ دیا جارہا تھا... اسے جاہلیت کی پیروی کا حکم دیا جاتا۔ نہیں! بلکہ اس امت نے تو اسی جاہلیت کا خاتمہ کرنا، اس کی تہذیب اور اس کی ترقی کو جھوٹا ثابت کرنا تھا۔ ان کی کامیابیوں اور غلبے کو خسرانِ مبین کی وعید سنانی تھی۔ اسے بھلا کیوں کر اللہ کی نظر سے گرے ہوؤں کی مثال دی جاتی۔ بلکہ حقیقت تو یہ تھی کہ اسے خود ایک مثال بننا تھا۔ امتِ مسلمہ کو کل عالم کی جاہلیت کے مقابلے میں بذاتِ خود ایک مثالی قوم بننا تھا۔ جس کی اپنی اقدار، اپنے اخلاق، اپنی تہذیب، اپنا قانون اور اپنا طرزِ زندگی ہو گا۔ جس کا اپنا فلسفۂ معاشرت اور اپنا نظامِ ریاست ہو گا۔ جس نے اپنے علم و عمل کے ذریعے دنیا کو حقیقی فلاح اور حقیقی عروج سے آشنا کرنا تھا۔ آخرت کے ساتھ ساتھ دنیاوی کامیابیوں اور ترقیوں کا راز بھی بتلانا تھا۔ اس نے تو جاہلیت کے ایک ایک ذرے کو چھانٹ کر مٹی کو سونا بنانا تھا۔ اس نے خود منازل کے سنگ میل تراشنے تھے، اور "اپنے" نقشِ قدم پر دنیا کو چلانا تھا۔ اس نے دوسری اقوام کی تہذیبوں کی نقالی کر کے اور ان کے ناقص علومِ عمران چرا چرا کر نہیں، بلکہ اللہ نے جو حق راستہ دکھا کر اس پر چلنے کے جو آفاقی اصول عطا فرمائے تھے، ان کے مطابق اس امت نے ایک نیا جہان تعمیر کرنا تھا، اور دنیا کو اس میں لا کر بسانا تھا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ امت نے اپنا یہ فرضِ منصبی کما حقہ ادا کر دکھایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرۃ العرب میں جاہلیت کا خاتمہ فرما کر جو ذمے داری اپنے جانشینوں کو سونپی تھی، تاریخ آج بھی گواہ ہے کہ نبی کے بعد امت نے اس دین کو جس طرح دنیا میں پھیلایا، اور اقوامِ عالم کو عروج و ترقی کا فلسفہ سمجھایا، اس کی کوئی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں ملے گی۔

زوال کی ذہن سازی

پھر عروج کے ساتھ ساتھ اس امت کو زوال و پستی کی حقیقت بھی سمجھا دی گئی۔ یہ اللہ کی سنتِ جاریہ ہے کہ اس نے ہر عروج کے قدموں میں زوال کی بیڑیاں ڈال رکھی ہیں، اور ہر رفعت کے مقدر میں پستی کے ابواب باندھے ہوئے ہیں۔ روزِ ازل سے سورج کا کمالِ عروج کو پہنچ کر زوال کے سمندروں میں غرق ہونے کا تماشا جاری ہے۔ اور روشن و منور دن کے لیے رخصت ہو کر رات کی تاریکی کے لیے جگہ خالی کرنے کا حکم ہے۔ بہار کے بعد خزاں ہو یا جوانی کے بعد بڑھاپا، صبح کے بعد شام ہو یا زندگی کے بعد موت... الغرض ہر ہر معاملے میں یہی قانونِ سنتِ الٰہی نافذ ہے۔ پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ امتِ مسلمہ کو عروج کی منازل سے گزارا جائے اور زوال سے بے خبر رکھا جائے۔ قرآن نے سابقہ اقوام کے زوال اور اسبابِ زوال سنا سنا کر اس کی بھی ذہن سازی کر دی کہ

ع "اِس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن"

ایسے اعمال و افعال، جن کے صدور سے رحمتِ الٰہی روٹھ جایا کرتی ہے، بارگاہِ اقدس میں جن کو قابلِ اصلاح تصور کیا جاتا ہے، ان کی اصلاح اور درستی کے لیے بھی زوال، شکستگی، تکالیف اور تذلل کا علاجِ کہن تجویز کیا جاتا ہے۔ چنانچہ قصۂ قارون ہو یا الکھف میں دو باغ والے کی حکایت، قرآن نے یہ سنا کر یہی باور کروایا کہ

ع "سرِ خسرو سے تاجِ کج کلاہی چھن بھی جاتا ہے"

یہ مسند و اورنگ، یہ مناصب و اعزازات، کچھ بھی تو کسی کا ذاتی نہیں۔ سب اُن کا عطا کردہ ہے، اور وہ جب چاہیں واپس لے لیں۔

پھر یہ بھی تو دیکھیے کہ انسان کی سرشت میں ہے کہ جب وہ کسی نعمت سے محروم کر دیا جائے، تو اس کی یہ محرومی اور شکستگی بڑھتے بڑھتے اسے لالچ، حرص، سوال اور فساد کی طرف لے جاتی ہے۔ جیسے کہ قصۂ قارون میں ہی لوگوں کے یہ الفاظ نقل ہوئے ہیں کہ:

یالیت لنا مثل ما اوتی قارون، انہ لذو حظ عظیم

”اے کاش! ہمارے پاس بھی وہ چیزیں ہوتیں جو قارون کو عطا کی گئی ہیں۔ یقیناً وہ بڑے نصیبوں والا ہے۔“

چنانچہ اس کے لیے ناگزیر تھا کہ وہ امتِ مسلمہ جس نے دنیا کی سیادت و قیادت کا بیڑا اٹھانا ہے، اس کے دل سے تو ضرور اس دنیا اور اس کی تمام چیزوں کی ناجائز محبت و رغبت کا غبار نکال دیا جائے۔ اس ضمن میں قرآن کا زورِ بیان دیکھیے، یہ آیات جہاں انفرادی اصلاح کا کام کر رہی ہیں، وہیں بحیثیت قوم پوری امت مسلمہ کا مزاج بنایا جا رہا ہے، صرف چند آیات پیش خدمت ہیں:

قل متاع الدنیا قلیل...والآخرة خیر لمن اتقیٰ۔و لدار الآخرة خیر...و لنعم دار المتقین۔بل تؤثرون الحیاة الدنیا...و الآخرة خیر و ابقیٰ۔و ما ھذه الحیاة الدنیا الا لھو و لعب ...و ان الدار الآخرة لھی الحیوان...لو کانوا یعلمون۔

نیز جب کبھی اہلِ اسلام مغلوب ہوں، امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جمود کا شکار ہو کے کہیں پیچھے رہ جائے، اہلِ کفر دنیاوی ترقی کے فلک بوس پہاڑوں پر ہو، اور مادیت کے ہر میدان میں اپنی سبقت و غلبے سے دنیا والوں کو مرعوب کیے دیتے ہوں...تو ایسے میں آپ کا کیا خیال ہے کہ امت میں اس طرح کے لوگ نہیں ہوں گے جو یہ فلسفہ بگھاریں گے کہ جناب! ہماری ذلت و پستی کا اصل سبب یہ ہے کہ ہم نے ان کفار کی طرح ترقی نہیں کی، ان کی طرح ہر ہر میدان میں ذوقِ تحقیق کی داد نہیں دی، ان جیسی فلک بوس عمارات، سڑکیں، حلال و حرام کو فراموش کرتے ہوئے کھانے پینے کی فراوانی، ان جیسی سائنس و ٹیکنالوجی کی حیران کن ایجادات وغیرہ نہ کرنے ہی کے سبب...ہم اس قعرِ مذلت میں غرق ہیں۔ ان کفار کی طرح سائنسی اور عمرانی علوم کی تحصیل ہی ہمیں بامِ عروج تک لے جائے گی۔ ایک طرف اس پست سوچ کو رکھیے اور دوسری طرف حبِ دنیا اور اس کی مرعوبیت پر چوٹ مارتی ہوئی ذرا یہ آیات دیکھیے:

وَلَوْلَا أَنْ يَكُونَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمَٰنِ لِبُيُوتِهِمْ سُقُفًا مِنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُونَ۔ وَلِبُيُوتِهِمْ أَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُونَ۔ وَزُخْرُفًا وَإِنْ كُلُّ ذَٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَالْآخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِينَ

”اور اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمام انسان ایک ہی طریقے کے (یعنی کافر) ہو جائیں گے تو جو لوگ خدائے رحمن کے منکر ہیں، ہم ان کے لیے ان گھروں کی چھتیں بھی چاندی کی بنا دیتے، اور وہ سیڑھیاں بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں۔ اور ان کے گھروں کے دروازے بھی، اور وہ تخت بھی جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں۔ بلکہ انہیں سونا بنا دیتے، اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سب کچھ بھی نہیں، صرف دنیوی زندگی کا سامان ہے اور آخرت تمہارے پروردگار کے نزدیک پرہیزگاروں کے لیے ہے۔“

پیچھے ہم حدیث شریف پڑھ چکے ہیں کہ اللہ تعالی نے تمام عرب و عجم کو ”فمقتھم“ کی نوک پر رکھا۔ اس آیت میں اس سے بھی بڑھ کر یہ ارشاد فرمایا کہ کفار کے کوچہ و بازار اور در و دیوار سب کچھ سونے چاندی کا بنا دیتے۔ آخر ایسا کیوں ہے کہ کفار کے لیے تو ایسی زبر دست ترقی کی فراوانی بیان ہوئی، جبکہ اہلِ ایمان، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت، اللہ تعالی کے فرمانبردار بندے، ان کے حق میں اس قسم کوئی آیت نہ اتری؟؟؟ اس کا جواب لسان نبوت سے سننے کی سعادت لیجیے:

قال رسول الله صلی الله علیه و سلم ”لو کانت الدنیا تعدل عند الله جناح بعوضة ما سقیٰ کافراً منها شربة“(احمد، ترمذی، ابن ماجه)

”اگر دنیا اللہ تعالی کی نظر میں مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو وہ اس میں سے کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا۔“

اب جس چیز کی مچھر کے پر جتنی حیثیت بھی نہ ہو اس کے بنانے والے کے نزدیک، اور ہم اس کے حصول کو ہی اصل ترقی کی معراج سمجھیں تو قصور ہماری عقلوں کا ہے۔ قرآن نے کبھی بھی اس کا درس نہیں دیا۔ تاہم کچھ لوگ بڑی دور کی کوڑی لا کر ہمیں تسخیرِ کائنات و آفاق کی آیات دکھاتے ہیں کہ دیکھیے اللہ نے خود ہمیں کائنات کی تسخیر کی اطلاع دی ہے۔ اگر یہ چیزیں مذموم ہوتیں تو اللہ تعالی کیوں ایسا فرماتے؟ ہم ایسے لوگوں کی خدمت یہی عرض کریں گے کہ ایسی تمام آیات میں اللہ تعالیٰ یہ بشارت دیتے ہیں کہ یہ سب کچھ تو تمہارے لیے تسخیر کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم ان کے حصول میں وقت ضائع کرنے کی بجائے اپنے مقصدِ تخلیق اور مقصدِ تشکیل کو پیشِ نظر رکھو اور اسے بجالانے کی فکر میں رہو۔ بھلا یہ کہاں کی عقل مندی ہے کہ جو چیز پہلے سے تسخیر شدہ ہو، اسے دوبارہ نئے سرے سے تسخیر کرنے نکل پڑنا...اور ایک شکار کیے ہوئے جانور کو بار بار شکار کیے چلے جانا...یہ جنون و پاگل پن تو ہو سکتا ہے دانش مندی ہرگز نہیں۔ یہ تو تحصیلِ حاصل اور کارِ عبث ہے۔ چنانچہ قرآن، کفار کی ایسی تمام ترقیاتی چکاچوندھ کو رد کرتے ہوئے واضح اور صاف لفظوں میں یہ احکامات دیتا ہے کہ:

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ۔

"اور دنیوی زندگی کی اس بہار کی طرف آنکھیں اٹھا کر بھی نہ دیکھو جو ہم نے ان (کافروں) میں سے مختلف لوگوں کو مزے اڑانے کے لیے دے رکھی ہے، تاکہ ہم ان کو اس کے ذریعے آزمائیں۔ اور تمہارے رب کا رزق سب سے بہتر اور سب سے زیادہ دیرپا ہے۔"

اہل ایمان کو ترقی و عروج کب حاصل ہوتا ہے

اب سوال پیدا ہوا کہ اگر ترقی اس ذریعے اور اس طریقے سے حاصل نہیں ہوتی تو پھر کیسے ہوتی ہے؟ قرآن کی ان تمام وضاحتوں کے باوجود بھی اگر ہم ترقی اور عروج کا حقیقی مفہوم نہ سمجھیں تو ہم پر افسوس ہے۔ ہم ساری زندگی بھی کوششیں کرتے رہیں ... اس زوال سے نہیں نکل سکتے۔ پھر زوال در زوال ہم پہ یہ آیا کہ ہم نے عروج و زوال کا حقیقی مفہوم ہی بدل ڈالا۔ ہم انفرادی یا قومی حیثیت میں جس چیز کو عروج سمجھ کر اس کے حصول میں ہلکان ہوئے جا رہے ہیں، وہ ایک سراب سے زیادہ کچھ نہیں۔ جس کا انجام ناکامی و ہلاکت ہے۔ ہم جب تک اپنے مقصدِ حقیقی کی طرف رجوع کر کے اس کی تکمیل کے لیے کوشاں نہیں ہوں گے، تب تک ہم یوں ہی دیگر اقوام عالم کا لقمۂ تر بنے رہیں گے۔ ہم میں سے ہر ایک کا انفرادی مقصد "اللہ کی عبادت" ہے۔ اور اسی پر خود کو اور اپنے گھرانے کو قائم رکھنا۔ یہ ہمارا انفرادی مقصد ہے۔ اور ہمارا قومی و اجتماعی مقصد، بحیثیت امتِ مسلمہ ہمارا اجتماعی مقصد... اللہ کے دین کی دعوت اور نظامِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی اقامت ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو دین اور جو نظامِ زندگی ہمیں دے گئے ہیں، اسے اپنی ذات پر نافذ کر کے، اسے وسعت دیتے چلے جانا، اپنا گھر، خاندان، محلہ و شہر، پورا ملک اور پھر تمام دنیا اس نظامِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نظامِ خلافت کے سائے میں آ جائے۔ یہی ہمارا قومی مقصد ہے۔ اور اسی میں ہماری ترقی اور عروج ہے۔ اسلام کے اولین معاشرے، صحابۂ کرام نے اسی مقصد کے تحت زندگی گزاری، اور عروج کے زینے چڑھتے چلے گئے۔ مسلمانوں نے جب بھی اپنے حقیقی مقصد میں اپنی زندگی کھپائی، انہیں عروج حاصل ہوتا گیا، وہ ترقی کرتے چلے گئے، دنیا اور اس کا سب کچھ مسخر ہو کر ان کے قدموں بچھتے چلے گئے۔ یعنی اہلِ ایمان کی سربلندی... ان کے دین کی سربلندی میں پنہاں ہے۔ مسلمانوں کو عروج تب حاصل ہو گا، جب ان کے دین کو عروج حاصل ہو گا۔ مسلمانوں کو معاشرتی، اقتصادی، سیاسی، اخلاقی، تعلیمی اور تہذیبی غلبہ دنیا میں اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب ان کے دین کو تمام دنیا پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ ایسا نہیں ہو سکتا کہ مسلمان تو غالب ہوں اور ان کا دین مغلوب ہو۔ نہ ہی یہ ہو سکتا ہے مسلمان تو مغلوب ہوں جبکہ ان کا دین غالب ہو۔ نیز اس میں بھی غلبۂ دین کو تقدیم حاصل ہے۔ یعنی پہلے دین غالب ہو گا تو ساتھ ہی ساتھ مسلمان بھی اپنے دین کی وجہ سے دنیا کی غالب قوم ہوں گے۔ لیکن اگر ان کا دین مغلوب ہے، ان کے دین کو دنیا میں عروج حاصل نہیں ہے...تو مسلمان ہر حال میں مغلوب ہی رہیں گے۔ چاہے ان کے پاس دنیا بھر کے مالی ذخائر ہوں، عالی شان سلطنتیں اور ممالک ہوں، تیل کی دولت، بحر و بر کے اہم ترین راستے، جغرافیائی لحاظ سے وہ عظیم ترین خطوں میں بستے ہوں... لیکن اس سب کچھ کے باوجود اگر ان کا دین مغلوب ہے دنیا میں، دین کو غلبہ و قوت حاصل نہیں ہے، تو مسلمان ذلالت و زوال شدہ ہی رہیں گے۔ ان کو کبھی عروج حاصل نہ ہو پائے گا الا یہ کہ وہ اپنے مقصد کی طرف رجوع کر کے اس کی جد وجہد شروع نہیں کر دیتے۔

جہاد اور عروج... لازم و ملزوم

جب اتنی بات واضح ہو گئی کہ ہماری اصل ترقی و عروج ہمارے دین کے عروج سے وابستہ ہے۔ تو یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ دین کا عروج اور غلبہ کن چیزوں سے حاصل ہوتا ہے؟ ہو سکتا ہے بعض لوگ وہی بات سوچیں کہ " چلیں دین کو غالب کرنے کے لیے ہی سہی... کفار کے سائنسی اور عمرانی علوم کی تحصیل ہمارے لیے واجب ہے، تاکہ اس کے ذریعے ہم دین کو غالب کر سکیں!!!" یہ بات بظاہر جتنی پر کشش لگتی ہے حقیقت میں ایسی نہیں ہے۔ ایسی ہر بات کی تصدیق کے لیے ہم صدرِ اول کے مسلمان معاشرے میں جھانکیں گے، جنہوں نے حقیقی عروج کا سبق دنیا کو پڑھایا۔ اور ہماری تاریخِ عروج ہمیں یہ بتاتی ہے کہ منزلِ عروج پر پہنچنا... علومِ عمران و سائنس کی تحصیل پر ہر گز موقوف نہیں! یعنی تاریخ کے پردے پر ایسا کوئی منظر ہمیں نظر نہیں آتا کہ صدرِ اول کے مسلمانوں نے ان علوم کو حاصل کرنے میں وقت لگایا ہو، اس کو عام کرنے کے لیے جگہ جگہ ادارے قائم کیے ہوں، اور ان کی تحصیل ہی کو دین دنیا کے عروج سے منتھی گردانا ہو۔ خیر القرون کی کسی کتاب یا کسی بیان کی کوئی ایک سطر ایسی نہیں دکھائی جا سکتی کہ جس میں یہ بات کہی گئی ہو۔ لوگ مامون کی اس جسارت کا تو خوب پرچار کرتے ہیں کہ اس نے یونان کے علوم منگوا کر ان کے تراجم کروائے... لیکن اس حقیقت سے نجانے کیوں پردہ نہیں اٹھاتے کہ تراجم کے بعد ان علوم سے مسلمانوں کے عروج کو کیا ثمرات عطا ہوئے۔ خیر یہ ایک الگ موضوع ہے جس کو سر دست ہم نہیں چھیڑنا چاہتے۔ تاہم یہ بات اپنی جگہ اٹل ہے کہ تاریخ کا ادنی طالب علم بھی یہ فیصلہ نہیں سنا سکتا کہ خیر القرون کا عروج اور صدر اول کے مسلمانوں کی ترقی 'ان علومِ یونان اور یورپ کے فنونِ عمران کی مرہون منت تھی۔

تو پھر وہ کیا معاملہ تھا جو انہیں عروج کی چوٹیوں پر چڑھاتا چلا گیا۔ اس کا جواب بھی ہر اس منصف مزاج کو معلوم ہے جس نے غیر جانب داری سے تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ دیکھیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں جب جزیرۃ العرب میں دین غالب ہو چکا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے... تو اس کے بعد مسلمان دنیا بھر میں پھیلے... صرف تین باتیں لے کر۔ "دعوت ایمان، جزیہ، صَیْحة الحرب یعنی اعلان جنگ۔" اصل مقصد دین کا غلبہ تھا۔ جس کے لیے مسلمان ہونے کی دعوت دی جاتی تھی۔ جب لوگ مسلمان ہو جائیں گے تو دین نافذ ہو گا اور اسلام غالب ہو گا۔ اگر ایمان قبول نہیں کرتے تو ذلیل ہو کے رہیں اور جزیہ دیں، دین بہر حال ہمارا غالب رہے گا۔ اور اگر یہ بھی قبول نہیں تو پھر جہاد کے ذریعے سے ہم دین کو غالب کریں گے۔ کیوں کہ اب دائمی دین آ گیا ہے اور اس کو دنیا میں پھیلنا ہے، اب حق آ گیا ہے اور اس کو ہر جگہ غالب ہونا ہے، اب شریعت آ گئی ہے اور اس کو ہر علاقے میں نافذ ہونا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ نور و ظلمت ایک ساتھ رہیں، حق اور باطل گلے مل کے رہیں، دینِ اسلام اور دیگر ادیان دنیا میں متحد ہو جائیں... ہر گز نہیں! اگر تم ایمان یا جزیے سے دین کا غلبہ نہیں ہونے دیتے تو پھر ہم جہاد سے، شمشیر و سنان سے، تیر و تفنگ سے اسلام کو غالب کریں گا اور اپنے دین کو عروج پر پہنچائیں گے۔

جب مسلمان ان طریقوں سے دین کو عروج پر پہنچاتے گئے... تاریخ گواہ ہے کہ امتِ مسلمہ خود بھی عروج حاصل کرتی گئی۔ دنیا بھر کی ترقیاں، علوم و فنون اور ان کے ماہرین خود بخود ان کے زیرِ نگین اور خدمت گزار ہوتے چلے گئے۔ یہ کہنے میں ہم کوئی عار محسوس نہیں کرتے اور نہ ہی ہم معذرت خواہانہ انداز اختیار کریں گے کہ مسلمانوں کا عروج صرف دعوت ایمان یا بصورت دیگر اعلان جہاد میں پوشیدہ ہے۔ ان کا کام فقط یہی ہے کہ وہ یہ دو کام کریں۔ دعوت ایمان اور اعلان جہاد۔ پھر دیکھیں کہ دین کی سربلندی اور عروج کیسے حاصل ہوتا ہے۔ ہمیں اللہ کا یہ قانون اور سنت سمجھنی ہو گی کہ جب امتِ مسلمہ کا مقصود اپنے دین کی سربلندی اور عروج ہو گا... تو دنیاوی ترقی اور عروج ان کے قدموں میں خود بخود بچھتے چلے جائیں گے۔ اور اگر امتِ مسلمہ کا مقصود خود دنیاوی ترقی ہو گی... تو وہ ہمیشہ ذلیل خوار ہوتے رہیں گے۔ نہ ان کو عروج ملے گا نہ ان کے دین کو۔ کیوں ان کا مقصود ہی بدل گیا۔

خلاصہ یہ کہ مقصود کی تصحیح چاہیے... اور وہ دین کا عروج اور غلبہ ہے۔ اور اس مقصود کو حاصل کرنے کا صحیح طریقہ چاہیے... اور وہ دعوت اور اعلانِ جہاد ہے۔ جو قومیں اپنا حقیقی مقصود اور اس کو حاصل کرنے کا طریقہ جان لیتی ہیں... کامیابی انہی کو حاصل ہوتی ہے۔ اور جو اس سے نابلد رہتی ہیں... وہ ذلالت و پستی کے میدانِ تیہ میں بھٹک بھٹک کے کالعدم ہو جاتی ہیں۔

بہر کیف! ایک ہے اہل کفر کا عروج۔ ایک ہے اہل ایمان کا عروج۔ اہل کفر کا عروج کفر کے غلبے کی جد جہد، آسمانی ادیان کی نفی، مادیت پرستی، دنیا کی محبت، اللہ تعالی سے بغاوت، اور شیطان کی اطاعت سے مشروط ہے۔ جبکہ اہل ایمان کا عروج اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، شیطان سے بغاوت، حبِ آخرت، انفرادی و اجتماعی طور پر اللہ کی عبادت، اس کے دین کی دعوت، اور تمام دنیا میں اقامتِ خلافت، یعنی دین کی سربلندی اور غلبہ... یہ وہ امور ہیں جن سے مسلمانوں کو عروج نصیب ہو گا۔ بصورت دیگر ہر گز نہیں! اب یہ ہمارا فیصلہ ہے کہ ہم کون سا عروج چاہتے ہیں۔ اہل کفر والا یا اہل ایمان والا۔ عروج دونوں کو ملے گا۔ ایک عروج ہمیشہ فمقتھم کی زد میں رہے گا۔ وہ عروج جب بھی، جہاں بھی اور جس کو بھی حاصل ہو گا... اسے جاہلیت کہا جائے گا۔ جو اللہ کی نظر سے گرا ہوا عروج ہے۔ جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور ایک عروج اہلِ ایمان کا عروج ہے۔ جو ان کے دین کی سربلندی کے ساتھ مشروط ہے۔ جس کے ساتھ اللہ کی رضا و خوشنودی وابستہ ہے۔ جس کے انعامات آخرت میں بھی بیش بہا ہیں۔ اور وہ عروج آج بھی ہمارا منتظر ہے۔ خیر القرون کے ان مسلمانوں کا اسوہ آج بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہے، جن کو یاد کر کر کے حالی ماتم کناں ہیں۔

وہ ملت کہ گردوں پہ جس کا قدم تھا
ہر اک کھونٹ میں جس کا برپا علم تھا
وہ فرقہ جو آفاق میں محترم تھا
وہ امت لقب جس کا خیر الامم تھا
نشاں اس کا باقی ہے صرف اس قدر یاں
کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلماں

☆☆☆☆☆

"السیر الکبیر" امام محمد رحمہ اللہ کی جہاد پر لکھی کتاب ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ "کفار کو لوہا فروخت کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ اس سے ہتھیار بنا کر مسلمانوں کے خلاف جنگ کریں گے"۔ میں علما سے پوچھتا ہوں کہ جب لوہا فروخت کرنا جائز نہیں تو یہود و نصاریٰ کو پیٹرول فروخت کرنا کیسے جائز ہو گا؟ جو جنگوں میں بنیادہ حیثیت رکھتا ہے۔ جنگی گاڑیاں، ٹینک، طیارے اور ساز و سامان سب تیل ہی پر موقوف ہیں"
محسنِ امت شیخ اسامہ بن لادن رحمہ اللہ

نظامِ پاکستان کے "اسلامی پہناوے"

مولوی احمد حنظلہ

اصطلاحات کا استعمال:

ہم پھر یہ بات یاد دلاتے چلیں کہ شریعت محمدیہ علی صاحبھا السلام میں اصل اعتبار عمل اور عقیدہ کا ہے۔ اب چاہے کوئی اس کو کتنے ہی خوب صورت نام دینے لگ جائے، شراب کو جوس، سود کو تجارت، طاغوت کو امیر المؤمنین... شریعتِ مطہرہ کی یہ شان ہے کہ وہ ان نقابوں کو نوچ کر اتار پھینکتی ہے اور اصل پر حکم لگاتی ہے۔

ہم علمائے حق سے بھی درخواست کریں گے کہ وہ ان کفریہ باتوں کے بارے میں اپنے مقتدیوں اور ماننے والوں کو آگاہ کریں کہ وہی اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ کفر کو کفر کہیں تاکہ کسی کی یہ جرأت نہ ہو کہ وہ کفر کو اسلام ثابت کر کے اسلامی اصولوں اور بنیادوں کے ساتھ من مانی کرتا رہے، شعائر اسلام کا مذاق اڑائے اور اللہ کی حدود کو وحشت و درندگی قرار دے۔

اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ صورتِ مسئلہ کو گہرائی کے ساتھ سمجھا جائے اور پھر شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں اس کا حکم واضح کیا جائے۔ اب ہم اس مسئلہ کو مزید اچھے طریقے سے سمجھنے کے لیے اسلافِ امت اور اکابرینِ وقت کے کچھ اقوال نقل کرتے ہیں جو ہمارے لیے مشعل راہ ہیں اور ہم سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حجۃ اللہ البالغہ کے باب، سیاسۃ المدینۃ میں فرماتے ہیں:

ولما كانت المدينه ذات اجتماع عظيم لا يمكن ان يتفق رايهم جميعا على حفظ السنةالعادلة

"جب کہ شہر انسانوں کے بڑے ہجوم کا نام ہے، سو ان سب کی رائے کا سنت کی حفاظت پر متفق ہو جانا ناممکن ہے"۔

معلوم ہوا کہ جمہوری نظام جو اکثریت کی موافقت کا محتاج ہوتا ہے اس میں اسلام اور مسلمانوں کی کامیابی ثابت کرنا دھوکہ کے سوا کچھ نہیں۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"غرض اسلام میں جمہوری سلطنت کوئی چیز نہیں... یہ مخترعہ متعارفہ جمہوریت محض گھڑا ہوا ڈھکوسلہ ہے، بالخصوص ایسی جمہوری سلطنت جو مسلم و کافر ارکان سے مرکب ہو وہ تو غیر مسلم سلطنت ہی ہو گی"[12]۔

حضرت مولانا ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"جو لوگ یہ کہتے ہیں یہ مزدور اور عوام کی حکومت ہے، ایسی حکومت بلاشبہ حکومتِ کافرہ ہے"[13]۔

علامہ سید سلمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اسلامی جمہوریت کے تصور کو رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جمہوریت اور جمہوری عمل کا اسلام سے کیا تعلق؟ اور خلافتِ اسلامی سے کیا تعلق؟ موجودہ جمہوریت تو سترہویں صدی کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ یونان کی جمہوریت بھی موجودہ جمہوریت سے الگ تھی لہٰذا "اسلامی جمہوریت" ایک بمعنی اصطلاح ہے ہمیں تو اسلام میں کہیں مغربی جمہوریت نظر نہیں آئی، اسلامی جمہوریت تو کوئی چیز ہے ہی نہیں"۔[14]

حکیم الاسلام حضرت قاری طیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"یہ جمہوریت رب تعالیٰ کی صفت ملکیت میں بھی شرک ہے اور صفت علم میں بھی شرک ہے سوائے اللہ کو ایک ماننے والو شرک کا راستہ اختیار کر کے بھی بھلا کوئی اسلام کو سربلند کر سکتا ہے؟"[15]

فقیہ العصر حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"یہ تمام برگ و بار مغربی جمہوریت کے شجرہ خبیثہ کی پیداوار ہے۔ اسلام میں اس کافرانہ نظام کی کوئی گنجائش نہیں"۔[16]

شہید اسلام حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"جمہوریت کا نہ صرف یہ کہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ اسلام کے سیاسی نظریہ کی ضد ہے"۔[17]

مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ کی کتاب "آپ کے مسائل اور ان کا حل" میں یہ مسئلہ بھی موجود ہے:

سوال:

"حرام کو قصداً حلال کہنا بلکہ اسلامی کہنا کہاں تک لے جاتا ہے؟ میں آپ

---

[12] ملفوظات تھانوی: ص:۲۵۲۔ نیز دیکھیے: احسن الفتاویٰ، کتاب الجہاد، باب سیاست اسلامیہ

[13] عقائد اسلام: ص ۲۳۰

[14] ماہنامہ سنابل، کراچی، مئی ۲۰۱۳ء، ص: ۲۸، ۲۷۔ نیز دیکھیے ماہنامہ ساحل، کراچی، شمارہ جون ۲۰۰۶ء۔ ماخوذ از امالی علامہ سلیمان ندوی رحمہ اللہ، مرتبہ مولانا غلام محمد رحمہ اللہ۔

[15] فطری حکومت از حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ

[16] احسن الفتاویٰ: ۲۶

[17] آپ کے مسائل اور ان کا حل: جلد ۸، ص: ۱۷۶

کی توجہ مئی ۱۹۹۱ء میں قومی اسمبلی کے منظور شدہ شریعت بل کی شق ۳ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ شریعت یعنی، اسلام کے احکامات جو قرآن و سنت میں بیان کیے گئے ہیں پاکستان کا بالا دست قانون ہوں گے بشرطیکہ سیاسی نظام اور حکومت کی موجودہ شکل متاثر نہ ہو۔ یعنی ملک کے سیاسی نظام اور حکومت کی موجودہ شکل کے متاثر ہونے کی صورت میں قرآن اور حدیث کو رد کر دیا جائے گا، نہیں مانا جائے گا۔ سیاسی نظام اور حکومتی شکل کے سلسلہ میں سپریم لاء ۱۹۷۳ء کا آئین ہی ہو گا۔ مولانا صاحب! اس بل کا بنانے والا، اس کے منظور کرنے والے اور ان تمام لوگوں کی معاونت کرنے والے علما کس زمرے میں آتے ہیں؟"

جواب:

"ایک مسلمان کا کام یہ ہے کہ وہ بغیر شرط اور بغیر استثنیٰ کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام کو دل و جان سے تسلیم کرے۔ یہ کہنا کہ میں قرآن و سنت کو بالا دست مانتا ہوں بشرطیکہ میری فلاں دنیوی غرض متاثر نہ ہو ایمان نہیں بلکہ کٹر نفاق ہے! گویا اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے سے صریح انکار وانحراف ہے"۔[18]

معروف عالم دین حضرت مفتی حمید اللہ جان رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک نہایت اہم فتوے میں فرماتے ہیں:

"مشاہدہ اور تجربے سے ثابت ہے کہ موجودہ مغربی جمہوری نظام ہی بے دینی، بے حیائی اور تمام فسادات کی جڑ ہے اور خصوصاً اس میں اسمبلیوں کو حق تشریع، آئین سازی و قانون سازی کا حق دینا سراسر کتاب و سنت اور اجماع امت کے خلاف ہے... اور ووٹ کا استعمال مغربی جمہوری نظام کو عملاً تسلیم کرنا اور اس کی تمام خرابیوں میں حصہ دار بننا ہے، اس لیے موجودہ مغربی جمہوری نظام کے تحت ووٹ کا استعمال شرعاً ناجائز ہے"۔[19]

ابنِ امیر شریعت، حضرت مولانا سید عطاء المحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اگر کسی ایک قبر کو مشکل کشا ماننا شرک ہے تو کسی اور نظام ریاست کو، امپریل ازم، ڈیموکریسی، کمیونزم، کیپٹل ازم، اور تمام باطل نظام ہائے ریاست ماننا کیسے اسلام ہو سکتا ہے؟ قبر کو سجدہ کرنے والا مشرک، پتھر لکڑی اور درخت کو مشکل کشا ماننے والا مشرک اور غیر اللہ کے نظاموں کو مرتب کرنا اور اس کے لیے تگ و دو کرنا اور اس نظام کو قبول کرنا، یہ توحید ہے؟ کہاں ہے جمہوریت اسلام میں؟ نہ ووٹ ہے نہ مفاہمت ہے! نہ ان کا وجود برداشت ہے، نہ ان کی تہذیب برداشت ہے! اسلام آپ سے اطاعت مانگتا ہے! آپ سے ووٹ نہیں مانگتا آپ کی رائے نہیں مانگتا! من یطع الرسول فقد اطاع اللہ"۔[20]

حضرت مولانا شاہ محمد حکیم اختر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اسلام میں جمہوریت کوئی چیز نہیں جدھر زیادہ ووٹ ہو جائیں ادھر ہی ہو جاؤ بلکہ اسلام کا کمال یہ ہے کہ ساری دنیا ایک طرف ہو جائے لیکن مسلمان اللہ ہی کا رہتا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا کی پہاڑی پر نبوت کا اعلان کیا تھا تو الیکشن اور ووٹوں کے اعتبار سے کوئی بھی نبی کے ساتھ نہیں تھا نبی کے پاس صرف اپنا ووٹ تھا، لیکن کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے پیغام کے اعلان سے باز آ گئے کہ جمہوریت چونکہ میرے خلاف ہے اکثریت کی ووٹنگ میرے خلاف ہے اس لئے میں اعلان نبوت سے باز رہتا ہوں؟"[21]

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

سوال: کیا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جمہوریت کو قائم کیا تھا اور کیا خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم بھی اسی جمہوریت پر چلے یا انہوں نے کچھ تغیر اور تبدل کیا ہے؟

الجواب:

"حامدا ومصلیا: حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جمہوریت کی تردید فرمائی ہے۔ وہاں قوانین کا دارومدار دلائل پر نہیں بلکہ اکثریت پر ہے یعنی کثرت رائے سے فیصلہ ہوتا ہے۔ پس اگر کثرت رائے قرآن وحدیث کے خلاف ہو تو اسی پر فیصلہ ہو گا۔ قرآن نے اکثریت کی اطاعت کو موجب ضلالت فرمایا ہے (وان تطع اکثر من فی الارض یضلوك عن سبیل اللہ) اہل علم، اہل دیانت، اہل فہم کم ہی ہوا کرتے ہیں۔ خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے تھے، انہوں نے اس کے خلاف کوئی دوسری راہ اختیار نہیں کی ہے"[22]۔

(بقیہ صفحہ ۸۴ پر)

---

[18] آپ کے مسائل اور ان کا حل: جلد ا ص ۴۹

[19] ماہنامہ سنابل، کراچی، مئی ۲۰۱۳ء

[20] خطاب بموقع توحید وسنت کانفرس ۲۶ ستمبر ۱۹۸۷ء جامع مسجد برمنگھم، برطانیہ

[21] خزائن معرفت ومحبت: ص ۲۰۹

[22] فتاوی محمودیہ: جلد چہارم: باب جمہوری وسیاسی تنظیموں کا بیان

علما کا اللہ سے سرکش حکمرانوں سے میل جول

(احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں)

مولانا کفایت اللہ

قربِ قیامت علما کا اللہ کے باغی اور ظالم حکمرانوں کے خلاف خاموش رہنا اور ان سے میل جول رکھنا:

علمائے دین انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ شریعت کے امین، علومِ دینیہ کے محافظ، اہلِ اسلام کے ہادی و رہنما اور امتِ مسلمہ کے سروں کے تاج ہیں۔ امام ترمذیؒ کی روایت کردہ صحیح حدیث کے مطابق عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہی ہے جیسی فضیلت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے کسی ادنیٰ صحابی پر حاصل ہے، اور آپؐ کی روایت کردہ ایک اور صحیح حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ دوسروں کو علمِ دین سکھانے والے پر اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتے، آسمانوں والے، زمین والے، یہاں تک کہ بلوں میں موجود چیونٹیاں اور پانی میں پائی جانے والی مچھلیاں... سب اس کے لیے دعا کرتے ہیں۔ علمائے کرام کے ان عظیم الشان فضائل سے احادیث نبویہ کا ذخیرہ بھرا پڑا ہے، لیکن کوئی بھی عالم ان فضائل کا مستحق اسی وقت تک رہتا ہے جب تک وہ ''حق گوئی'' کا فریضہ ادا کرتا رہے، احکاماتِ الٰہی کھول کھول کر بیان کرے اور اس معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہ کھائے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مساجد کی آبادکاری پر مامور افراد کی صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے سورۃ التوبہ میں فرمایا ہے کہ:

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَٰجِدَ ٱللَّهِ مَنْ ءَامَنَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ وَأَقَامَ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتَى ٱلزَّكَوٰةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا ٱللَّهَ فَعَسَىٰٓ أُو۟لَٰٓئِكَ أَن يَكُونُوا۟ مِنَ ٱلْمُهْتَدِينَ (التوبۃ: ۱۸)

''اللہ کی مسجدوں کو آباد کرنا تو بس انہی لوگوں کا کام ہے جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں، نماز کی پابندی کرتے ہوں، زکوٰۃ ادا کرتے ہوں اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں۔ توقع ہے کہ یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں''۔

جس عالم میں یہ صفات نہ پائی جاتی ہوں، جو اللہ کے سوا دوسروں سے ڈرتا ہوں، جسے دنیاوی لالچ دے کر خریدا جاسکے، جو احکاماتِ الٰہی کو پوری صراحت سے بیان کرنے کے بجائے ''حکمت و مصلحت'' کے نام پر انہیں چھپائے، یا اس سے بھی آگے بڑھ کر احکاماتِ شریعت کو اپنی یا حکمرانِ وقت کی خواہشات کے مطابق مسخ کردے 'وہ یقیناً درج بالا فضائل میں سے کسی کا بھی مستحق نہیں۔ ایسے ''علمائے سوء'' کے بارے میں تو کتاب اللہ یہ دل دہلانے والی وعید سناتی ہے کہ:

إِنَّ ٱلَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَآ أَنزَلَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلْكِتَٰبِ وَيَشْتَرُونَ بِهِۦ ثَمَنًا قَلِيلًا أُو۟لَٰٓئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِى بُطُونِهِمْ إِلَّا ٱلنَّارَ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ ٱللَّهُ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ أُو۟لَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ ٱشْتَرَوُا۟ ٱلضَّلَٰلَةَ بِٱلْهُدَىٰ وَٱلْعَذَابَ بِٱلْمَغْفِرَةِ فَمَآ أَصْبَرَهُمْ عَلَى ٱلنَّارِ (البقرۃ: ۱۷۳-۱۷۵)

''بے شک جو لوگ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کو چھپاتے ہیں اور اس کے معاوضے میں متاعِ قلیل وصول کرتے ہیں، کچھ شک نہیں کہ وہ اپنے پیٹ آگ سے بھر رہے ہیں۔ قیامت کے دن اللہ ان سے بات بھی نہیں کرے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔ یہ ایسے لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت چھوڑ کر گمراہی اختیار کی اور مغفرت چھوڑ کر عذاب کو چن لیا، سو کتنے باہمت ہیں آگ کا عذاب سہنے کے لیے''۔

آخری زمانے میں علمائے سوء کے حوالے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کئی لرزا دینے والی پیشین گوئیاں کی ہیں، جنہیں پڑھ کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ امام ترمذیؒ ''نوادر الاصول'' میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يكون فى امتى فزعة فيصير الناس الى علمائهم فاذا هم قردة وخنازير

''میری امت میں ایک وحشت ناک واقعہ ہو گا، پس جب لوگ (گھبرا کر) اپنے علما کی طرف پلٹیں گے تو دیکھے گے کہ وہ بندر اور خنزیر (بن چکے) ہوں گے''۔

تفسیر ''الدر المنثور فی التاویل بالماثور'' میں ابن ابی الدنیاؒ کی یہ روایت نقل کی گئی ہے کہ مالک بن دینارؒ نے فرمایا:

بلغنى ان ريحاً تكون فى آخرالزمان وظلمة فيفزع الناس الى علمائهم فيجدونهم قد مسخوا

''مجھ تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ آخری زمانے میں ایک ہوا چلے گی اور اندھیرا چھا جائے گا۔ پس جب لوگ گھبرا کر اپنے علما کے پاس پہنچے گے تو انہیں مسخ شدہ حالت میں پائیں گے''۔

نیز بعض احادیث مبارکہ میں بعد کے زمانوں کے ان علما کا بھی تذکرہ ہے جو اس امت کو جہاد فی سبیل اللہ سے روکیں گے اور کہیں گے کہ جہاد کا دور گذر چکا، اب تو سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے، تہذیب و تمدن کا دور ہے، جدید ذرائع ابلاغ کا دور ہے۔ ایسے میں قتل و قتال کی بات کرنا، گردنیں مارنے اور پور پور پر ضرب لگانے کا تذکرہ چھیڑنا، غنیمت چھیننے اور ذمی بنانے کے عزائم رکھنا، قیدی پکڑنے اور غلام و لونڈیاں بنانے کے احکامات یاد دلانا

کیونکر مناسب ہو سکتا ہے؟ چنانچہ امام ابن حمادؒ اپنی کتاب السنن الوردۃ فی الفتن میں یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تک آسمان سے بارش برستی رہے گی تب تک جہاد تر و تازہ رہے گا۔ اور لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جب ان کے علما یہ کہیں گے کہ یہ جہاد کا زمانہ نہیں ہے۔ لہٰذا ایسا دور جس کو ملے تو وہ جہاد کا بہترین زمانہ ہو گا۔ صحابہؓ نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا کوئی ایسا کہہ سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا "ہاں وہ جس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت ہو!"۔

جب کہ کنزالعمال کی روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے:

اولئک ہم وقود النار

یہی لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے"۔

پس جس طرح شریعت مطہرہ میں "علمائے حق" سے متعلق غیر معمولی فضائل وارد ہوئے ہیں، اسی طرح "علمائے سوء" کے بارے میں انتہائی غیر معمولی وعیدیں بھی ذکر کی گئی ہیں۔ علما کے راہِ حق سے پھسلنے اور علمائے حق کے زمرے سے نکل کر علمائے سوء کی فہرست میں داخل ہونے کا اہم ترین سبب "حکمرانوں سے قربت" ہے۔ جب بھی کوئی عالم حکمران طبقے سے میل جول رکھتا ہے، حاکم اور اس کے وزراء و نائبین کی مجلسوں میں بیٹھتا ہے، ان کے دستر خوانوں پر شریک طعام ہوتا ہے، خود چل کر ان کے دروازوں پر جاتا ہے، سرکاری تقریبات و کانفرنسوں میں شامل ہونے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے، سرکاری نوکریوں اور اعلیٰ حکومتی مناصب کے حصول کے لیے کوشاں رہتا ہے، خود دعوت دے دے کر حکام کو اپنے مدارس و مساجد میں بلاتا ہے، تو وہ ضرور بالضرور حق گوئی کی صفت سے محروم ہو جاتا ہے، اس کی زبان پر تالے پڑ جاتے ہیں، اس کے قلب میں حبِ مال اور حبِ جاہ جیسے مہلک امراض نہایت خاموشی سے جگہ بنا لیتے ہیں اور جلد وہ اس حقیر دنیا کے عوض اللہ کی آیات بیچنے کا مکروہ کاروبار شروع کر دیتا ہے۔

حکمرانوں سے قربت کی اس خطرناکی کے پیشِ نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی مختلف احادیث میں علمائے دین کو بالخصوص جبکہ تمام مسلمانوں کو بالعموم انتہائی سختی سے حکمرانوں کی قربت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ زیرِ نظر تحریر میں اس موضوع سے متعلقہ احادیث، اقوال صحابہ رضی اللہ عنہ اور سیرتِ اسلاف کی بہت سی مثالیں جمع کر دی گئی ہیں۔ گو کہ اس تحریر کے مخاطب تمام ہی مسلمان ہیں لیکن ہم اسے بالخصوص علمائے دین کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں تا کہ ان میں سے جو وارثینِ نبوت حق پر قائم ہیں ان کے قدم مزید جم جائیں اور جو راہِ حق سے ہٹ چکے ہیں اور دنیاوی مصلحتوں کا شکار ہو چکے ہیں، وہ اپنی حق سے دوری کا سبب جان لیں اور قہرِ الٰہی کے خوف سے، اور جنت کی طلب میں واپس صراطِ مستقیم پر لوٹنے کا فیصلہ کر لیں، خواہ انہیں اس کی کتنی ہی بھاری قیمت چکانا پڑے۔ بلاشبہ موت کے آخری غرغرے تک اور سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک توبہ کے دروازے کھلے ہیں!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ظالم حکمرانوں سامنے "کلمہ حق" کہنے والے علما کے درجات بلند فرمائے! اس جرم کی پاداش میں شہید کیے جانے والے علما کو شرفِ قبولیت بخشے! اسی جرم میں قید کیے جانے والے علما کو ثابت قدمی اور جلد رہائی عطا فرمائے! علمائے دین کو آگے بڑھ کر کافروں اور ان کے آلہ کاروں کے خلاف جاری جہاد کی قیادت سنبھالنے کی توفیق دے!

اس امت کو امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام ابن تیمیہؒ، شاہ عبد العزیز دہلویؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ، مولانا نانوتویؒ، شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، مفتی رشید احمد لدھیانویؒ، مولانا حکیم محمد اخترؒ، شیخ عبد اللہ عزامؒ، مفتی نظام الدین شامزئیؒ، مولانا محمد امین اورکزئی، شیخ ولی اللہ کابلگرامیؒ، شیخ نصیب خان، مولانا محمد عبد اللہؒ، اور مولانا عبد الرشید غازیؒ جیسے باہمت علما پھر سے عطا فرمائے!

حکمرانوں کے قربت میں بیٹھے ہوئے یا اُن کے اشاروں پر فتویٰ فروشی کرنے والے اور جہاد کی مخالفت میں ڈٹے ہوئے علما کو اپنے مؤقف سے رجوع کرنے اور حق کی طرف لوٹنے کی توفیق دے! انہیں حق دکھلائے اور اس کی حمایت میں ڈٹ جانے کی توفیق دے اور ان کے قلوب کو علم و عمل کی روشنی سے منور فرما دے! آمین۔

اے وارثین انبیاء! حکمرانوں کی قربت سے بچو!

امام دیلمیؒ حضرت ابو الاعور رضی اللہ عنہ سے اور امام بیہقیؒ قبیلہ بنی سُلیم کے ایک فرد سے روایت کیا ہے کہ اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایا کم وابواب السلطان

"خبردار! حاکم کے دروازوں پر نہ جانا"۔

امام بیہقیؒ نے ہی روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اتقوا ابواب السلطان

"حاکم کے دروازوں پر جانے سے بچو"۔

امام ہناد بن سریؒ نے الزھد میں حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص کے حاکم سے قرب میں اضافہ ہو گا، اس کی اللہ سے دوری میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا"۔

امام دیلمیؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص صاحبِ اقتدار کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے دونوں بازوؤں کے پھیلاؤ کے برابر دور ہو جاتے ہیں"۔

امام حسن بن سفیانؒ نے اپنی "مسند" میں اور امام دیلمیؒ نے بھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حاکم کے دروازوں سے اور ان کے دربانوں سے بچو، کیونکہ جو ان (دروازوں) سے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور ہوتا ہے، اور جو کوئی کسی حاکم کو اللہ پر ترجیح دیتا ہے تو اللہ اس کے دل میں ظاہری و باطنی فتنہ ڈال دیتے ہیں، اس سے تقویٰ چھین لیتے ہیں اور اس کو حیران و پریشان چھوڑ دیتے ہیں"۔

امام دیلمیؒ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"خبر دار! حکمران کے پاس نہ بیٹھنا، اس لیے کہ اس (کے پاس بیٹھنے) سے (تم اپنا) دین کھو بیٹھو گے۔ اور خبر دار! اس کی اعانت نہ کرنا، اس لیے کہ اس کے حکم سے خوش نہ ہو گے"۔

امام بخاریؒ نے اپنی کتابِ تاریخ میں اور امام ابن سعد نے "طبقات" میں نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"آدمی حکمران کے پاس اپنے دین کے ہمراہ جاتا ہے لیکن جب نکلتا ہے تو اس کے پاس کچھ بھی باقی نہیں ہوتا"۔

امام ابو داؤدؒ، امام نسائیؒ، امام بیہقی اور امام ترمذی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ے فرمایا:

من سکن البادیة جفا،ومن اتبع الصید غفل،ومن اتی ابواب السلاطین افتن

"جو شخص جنگل میں رہے گا اس کا دل سخت ہو جائے گا، اور جو شکار کے پیچھے بھاگے گا وہ (دین کے کاموں سے) غافل ہو جائے گا، اور جو حکمرانوں کے دروازوں پر حاضر ہو گا وہ فتنے میں مبتلا ہو جائے گا"۔ (امام ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے)۔

امام ابو داؤدؒ، امام بیہقیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کردہ حدیث میں آگے یہ الفاظ بھی آتے ہیں:

وما ازداد عبد من السلطان دنوا الازداد من اللّٰہ بعدا

"اور جتنا کوئی شخص حاکم کا قرب اختیار کرے گا اتنا ہی وہ اللہ سے دور ہوتا جائے گا"۔

امام حاکمؒ حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"میرے بعد بادشاہ آئیں گے، فتنے ان کے دروازوں پر یوں (ڈیرے جمائے) ہوں گے جیسے اونٹوں کی قیام گاہ پر (اونٹ بیٹھے) ہوتے ہیں۔ وہ جسے بھی (دنیا کے سامان میں سے) کچھ دیں گے، اسی کے برابر اس کے دین میں سے بھی لے لیں گے"۔

امام احمد بن حنبلؒ، امام بزارؒ اور امام ابن حبانؒ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"آئندہ کچھ امرا آئیں گے، پس جو شخص ان کے پاس گیا (ایک اور روایت کے الفاظ ہیں 'اور ان کے دروزوں پر منڈلار تارہا') اور ان کی جھوٹی باتوں کی تصدیق کی، اور ان کے ظلم (کے کاموں) میں ان کی مدد کی تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں، اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں اور وہ ہر گز حوض (کوثر) پر نہیں آئے گا (اس کے برعکس) اور جو شخص نہ ان کے پاس گیا (ایک اور روایت کے الفاظ ہیں 'اور نہ ہی ان کے دروزوں پر منڈلار تارہا') نہ ان کے ظلم میں ان کی مدد کی اور نہ ہی ان کے جھوٹ کی تصدیق کی تو وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں اور وہ حوض پر آنے والا ہے"۔

امام ابو عمرو الدانیؒ نے کتاب الفتن میں حسن سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ امت اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں اور اس کے سایۂ رحمت میں رہے گی جب تک کہ اس کے قاری (یعنی علما) اس کے امرا سے نہ لپٹیں گے"۔

امام دیلمیؒ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یکون فی آخر الزمان علماء یرغبون الناس ولا یرغبون ،ویزھدون الناس فی الدنیا ولایزھدون،وینھون عن غشیان الامراء ولا ینتھون

"آخری زمانے میں ایسے علما ہوں گے جو لوگوں کو آخرت کی طرف راغب کریں گے اور خود راغب نہ ہوں گے، لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی کی تعلیم دیں گے اور خود بے رغبت نہ ہوں گے، اور امرا (حکام) سے میل ملاپ رکھنے سے منع کریں گے اور خود اس سے باز نہ آئیں گے"۔

حافظ ابو فتیان دہستانیؒ نے اپنی کتاب "التحذیر من علماء السوء" میں، امام رافعیؒ نے تاریخ قزوین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان ابغض (وفی روایة اھون) الخلق الی اللّٰہ تعالیٰ العالم یزور العمال

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین (ایک اور روایت کے مطابق ’حقیر ترین‘) مخلوق وہ عالم ہے جو حکومتی اہلکاروں سے میل جول رکھتا ہے“۔

امام ابن عدیؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان ابغض الخلق الی اللّٰہ عالم السلطان

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض ترین مخلوق حاکم کا (درباری) عالم ہے“۔

امام دیلمیؒ "مسند الفردوس" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا رأیت العالم یخالط السلطان مخالطة کثیرة فاعلم انه لص

”اگر تم کسی عالم کو حاکم سے بہت زیادہ میل ملاپ رکھتے دیکھو، تو جان لو کہ وہ چور ہے“۔

حکیم ترمذیؒ نے نوادر الاصول میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اس حالت میں آئے کہ ان کے چہرے پر غم کے آثار نمایاں تھے، انہوں نے میری داڑھی پکڑ کر کہا:

”اناللہ وانا الیہ راجعون! کچھ دیر پہلے میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کی امت آپ کے بعد کچھ زیادہ نہیں، بس تھوڑی ہی مدت میں فتنے میں مبتلاء ہو جائے گی۔ میں نے پوچھا: وہ کس وجہ سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے علما اور امرا کی وجہ سے۔ امرا عام لوگوں کے حقوق روکے رکھیں گے، اور (لوگوں کو ان کے حقوق) نہیں دیں گے، اور علما، امرا کی خواہشات کے پیچھے چلیں گے“۔

امام ابن ماجہؒ ثقہ راویوں کی وساطت سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میری امت میں سے کچھ لوگ دین میں تفقہ (سمجھ بوجھ) حاصل کریں گے، قرآن پڑھیں گے اور کہیں گے ہم امرا (حکام) کے ہاں جاتے ہیں تاکہ ان کی دنیا سے بھی کچھ لے لیں اور اپنے دین کو بھی بچا رکھیں، حالانکہ یہ کسی طرح بھی ممکن نہیں، جس طرح ببول کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ نہیں ملتا، اسی طرح ان امرا کی قربت سے بھی خطاؤں کے سوا کچھ ہاتھ نہیں آتا“۔

امام ابن عساکرؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میرے بعد میری امت میں ایک ایسا گروہ پیدا ہوگا جو قرآن پڑھے گا اور دین میں تفقہ حاصل کرے گا۔ شیطان ان کے پاس آئے گا اور ان سے کہے گا کہ کیسا ہو اگر تم لوگ حاکم کے پاس جاؤ؟ وہ تمہاری دنیا کا بھی کچھ بھلا کر دے گا اور تم لوگ اپنے دین کو اس سے بچائے رکھنا! جبکہ ایسا ہو نہیں سکتا، کیونکہ جس طرح ببول کے درخت سے کانٹوں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا، اسی طرح ان کی قربت سے خطاؤں کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا“۔

امام ابو الشیخؒ نے ’الثواب‘ میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص قرآن پڑھ لے اور دین میں تفقہ حاصل کر لے، اور پھر حاکم کے دَر پر اس کی خوشامد کرنے اور اس کی دولت (بٹورنے) کی لالچ میں جائے تو وہ (اس راہ میں) جتنے قدم اٹھائے گا، اتنا ہی جہنم میں گھستا چلا جائے گا“۔

امام ابو الشیخؒ نے ہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جس نے قرآن پڑھا اور دین کی سمجھ بوجھ حاصل کی، اور پھر صاحب اقتدار کے پاس اس کے مال و دولت کی لالچ میں گیا تو اللہ اس کے دل پر مہر لگا دیں گے، اور (آخرت میں) اسے ہر روز دو (۲) ایسے عذاب دیے جائیں گے جو اس سے پہلے اسے نہ دیے گئے ہوں گے“۔

امام دیلمیؒ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”جو شخص ظالم حکمران کے پاس خود اپنی مرضی سے گیا، اس کی خوشامد کرنے کے لیے اس سے ملاقات کی اور اسے سلام کیا تو وہ اس راہ میں اٹھائے گئے قدموں کے برابر جہنم میں گھستا چلا جائے گا، یہاں تک کہ وہ وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر لوٹ آئے۔ اور اگر وہ شخص حکمران کی خواہشات کی طرف مائل ہوا یا اس کا دستِ بازو بنا تو جیسی لعنت اللہ کی طرف سے اس (حاکم) پر پڑے گی ویسی ہی لعنت اس پر بھی پڑے گی، اور جیسا عذاب دوزخ اُسے ملے گا ویسا ہی اِسے بھی ملے گا“۔

امام ابو داؤدؒ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بنی اسرائیل میں سب سے پہلے جو نقص پیدا ہوا تھا وہ یہ تھا کہ ان میں سے ایک شخص دوسرے شخص سے ملاقات کرتا تھا تو یہ کہتا تھا کہ اے فلاں! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور جو تم کر رہے ہو اس کو چھوڑ دو، اس لیے کہ یہ تمہارے لیے جائز نہیں ہے۔ پھر اس کی اسی شخص سے اگلے روز دوبارہ ملاقات ہوتی تھی اور وہ اپنے سابق حال پر قائم ہوتا تھا۔ لیکن یہ چیز مانع نہیں ہوتی تھی اُس (پہلے شخص) کے راستے میں کہ وہ اس کا ہم پیالہ اور ہم نشین بنے۔ جب

انہوں نے یہ روش اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کو آپس میں مشابہ کر دیا۔ (پھر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ المائدۃ کی یہ آیات تلاوت کیں) (لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ۔۔۔۔ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ) [المائدۃ:۷۸تا۸۱]

"بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی روش اختیار کی ان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کی زبان سے لعنت کی گئی۔ یہ اس لیے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور (حدود الٰہی سے) تجاوز کرتے تھے۔ اور (ان کا اصل جرم یہ تھا کہ) وہ ایک دوسرے کو شدت کے ساتھ منع نہیں کرتے تھے ان برائیوں سے جو وہ کرتے تھے۔ بہت ہی بُرا طرزِ عمل ہے جس پر وہ کاربند تھے۔ تم دیکھو گے کہ ان میں سے بہت سے لوگوں کو کہ وہ دوستی رکھتے ہیں کافروں سے۔ کیا ہی بُرا سامان انہوں نے اپنے لیے آگے بھیجا ہے کہ اللہ کا غضب ہوا ان پر اور عذاب میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ اور اگر وہ (واقعتاً) ایمان رکھتے ہوئے اللہ پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس شے پر جو اُس پر نازل کی گئی تو وہ کافروں کو اپنا دوست نہ بناتے لیکن ان میں سے اکثر نافرمان ہیں"۔ (ان آیات کی تلاوت کے بعد) پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہر گز نہیں، اللہ کی قسم! تمہیں لازماً نیکی کا حکم دینا ہوگا، اور لازماً بدی سے روکنا ہوگا، اور تمہیں لازماً ظالم کا ہاتھ کو قوت سے پکڑ لینا ہوگا، اور تمہیں اس کو لازماً حق کی طرف جبراً موڑنا ہوگا، اور اسے حق کے اُوپر قائم رکھنا ہوگا۔ یا پھر اللہ تمہارے دل بھی ایک دوسرے کے مشابہ کر دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ تم پر بھی لعنت کرے گا جیسے ان (یہود) پر لعنت کی"۔

امام حاکمؒ نے اپنی کتاب تاریخ میں اور امام دیلمیؒ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو عالم بھی صاحب اقتدار کے پاس اپنی مرضی سے گیا (اور اس کی ظلم میں معاونت کی) تو وہ اسے جہنم میں دیے جانے والے ہر قسم کے عذاب میں شریک ہوگا"۔

امام ترمذیؒ نے 'جامع ترمذی' میں حسن روایت میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ے فرمایا:

"جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو ان کے علما نے انہیں روکا، لیکن وہ باز نہ آئے (لیکن اس کے باوجود ان علما نے) ان نافرمانوں کی ہم نشینی اور ان کے ساتھ باہم کھانا پینا جاری رکھا، تو (اس کے نتیجے میں) اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو بھی باہم مشابہ کر دیا اور ان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) کی زبانی لعنت فرمائی، یہ اس لیے کہ انہوں نے نافرمانی کی روش اختیار اور وہ حد سے تجاوز کرتے رہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر بیٹھ گئے جبکہ اس سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے، اور فرمایا: ہر گز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جب تک تم انہیں زبردستی حق کی طرف نہ موڑ دو!"

امام حسن بن سفیانؒ نے اپنی 'مسند' میں، امام حاکمؒ نے اپنی کتابِ تاریخ میں، نیز امام ابو نعیمؒ، امام عقیلیؒ اور امام دیلمیؒ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

العلماء امناء الرسل علی عباداللّٰہ مالم یخالطوالسلطان ،فاذا خالطو السلطان فقد خانو الرسل فاحذروھم، واعتزلوھم

"علما' اللہ کے بندوں کے درمیان رسولوں کے (ورثے کے) امین ہوتے ہیں، جب تک وہ حاکم کے ساتھ نہ گھلیں ملیں۔ پس اگر وہ حاکم کے ساتھ گھلے ملے تو بلا شبہ انہوں نے رسولوں سے خیانت کی۔ تو (جو علما ایسا کریں) تم ان سے خبردار رہنا اور ان سے علیحدہ ہو جانا"۔

امام عسکریؒ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فقہا' رسولوں کے (ورثے کے) امین ہیں جب تک کہ وہ (دنیا کی آلائشوں) میں نہ گھسیں اور حاکم کے پیچھے پیچھے نہ چلیں۔ پس جب وہ ایسا کرنے لگیں تو ان سے بچو"۔

امام مسلمؒ نے صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس امت میں کسی نبی کو مبعوث فرمایا تو اس کی امت میں اس کے حواری اور اصحاب ہوتے تھے۔ وہ اپنے نبی کی سنت کو مضبوطی سے تھامے رکھتے تھے اور نبی علیہ السلام کا جو بھی حکم ہوتا تھا اس کی پیروی کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد ان کے ایسے جانشین (وارثین) آتے تھے جو نالائق اور ناخلف ہوتے تھے۔ یقولون مالا یفعلون "وہ کہتے وہ تھے جو کرتے نہیں" اور یفعلون مالا یؤمرون "کرتے وہ تھے جس کا ان کو حکم نہیں تھا"۔ جو کوئی ان سے جہاد کرے گا ہاتھ سے پس وہ مومن ہے، اور جو کوئی ان سے جہاد کرے گا اپنی زبان سے پس وہ مومن ہے، اور جو ان سے جہاد کرے گا اپنے دل سے پس وہ مومن ہے اور (جو کوئی یہ بھی نہ کرے تو وہ جان لے کہ) اس کے بعد تو ایمان رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں ہے"۔

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ سے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ امت کے علما کا حاکم وقت سے میل جول بڑھانا، اس کے درباروں کے چکر لگانا، ان کے ذریعے سے دنیا کے فوائد حاصل کرنا اور اس کے باوجود یہ سمجھنا کہ ہمارے دین اور ایمان محفوظ رہے گا، ان کے ساتھ ان کی مجلسوں شرکت کرنا اور عوام الناس کو ان کی اطاعت و فرماں برداری کے درس دینا جبکہ اُن میں ظلم و ستم، اللہ اور اس کی عطا کردہ شریعت کے خلاف احکامات کا اجرا ہو۔ ایسا طرز عمل اللہ کے بہت بڑے غیض و غضب کو دعوت دینے والا اور جہنم کا راستہ آسان کرنے والی بات ہے۔ چناچہ ان ہی وجوہات کی بنا پر حاکم وقت کی قربت اور ان کی مجالس سے دور رہنے کا حکم دیا ہے۔ سوائے ایک فریضہ کی ادائیگی کے، عالم دین کو حاکم وقت کے دربار میں جانے کی اجازت ہے۔ وہ ہے 'کلمہ حق' اپنی جان، مال، عہدہ، مسندوں کے چھن جانے کے خوف کے باوجود۔ امام ابن ماجہؒ اور امام ترمذیؒ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

افضل الجهاد كلمة عدل/كلمة حق عند سلطان جائر

"افضل ترین جہاد ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ عدل / کلمۂ حق کہنا ہے"۔

ظاہر سی بات ہے جو یہ فریضہ انجام دے گا اس کا مال و جان دونوں خطرے میں ڈالے گا چناچہ امام حاکمؒ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سيدا لشهداء حمزه بن عبد المطلب ،ورجل قال الى امام جائر فامره ونهاه فقتله

"شہدا کے سردار حضرت حمزہ بن عبد المطلبؓ ہیں اور دوسرا وہ شخص جس نے ظالم حکمران کو اچھائی کا حکم دیا اور برائی سے روکا اور اس (حاکم) نے اس شخص کو قتل کر دیا"۔

اہل علم حضرات کو چاہیے کہ وہ اس اہم ایمانی معاملے کے حوالے سے اپنے طرزِ عمل کا محاسبہ کرتے رہیں، تاکہ اللہ کی طرف سے کسی محاسبہ میں شرمندگی اور عذاب سے بچ سکیں۔ امام ابن ماجہؒ اور امام بیہقیؒ نے روایت نقل کی ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اگر اہل علم، علم کی قدر کرتے اور اسے اس کے اہل لوگوں کے سپرد کرتے تو وہ اپنے اہل زمانہ کے امام بن جاتے، لیکن انہوں نے اسے اہل دنیا پر خرچ کیا تاکہ اس سے اپنی دنیا بنائیں تو وہ ان کی نظروں میں بھی گر گئے۔ میں نے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ: "جس نے آخرت کے غم کو ہی اپنا واحد غم بنالیا، اللہ اس کے لیے اس کے دنیاوی غموں میں کافی ہو جائیں گے، اور جس کو طرح طرح کی دنیاوی فکروں نے الجھادیا تو اللہ بھی اس کی پرواہ نہیں کریں گے کہ وہ دنیا کی کس گھاٹی میں گر کر ہلاک ہوتا ہے"۔

امام عبد اللہ بن مبارکؒ فرمایا:

وماافسد الدين الاالملوك
واحبارُسوء ورهبانُها

"دین میں جو بھی خرابی بھی آتی ہے وہ تین اطراف سے آتی ہے، بادشاہوں کی طرف سے، علمائے سوء یعنی بُرے علما کی طرف سے اور بُرے صوفیوں کی طرف سے"۔

بقیہ: نظامِ پاکستان کے "اسلامی پہناوے"

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف:

آپ سے پوچھا گیا کہ "کیا انتخابی سیاسی نظام یا جمہوری نظم کے تحت اسلامی نظام کا نفاذ ممکن ہے"؟ تو آپؒ نے فرمایا:

"نہیں ایسا ممکن نہیں ہے۔ نہ انتخابات کے ذریعے اسلام لایا جا سکتا ہے، نہ جمہوریت کے ذریعے اسلام لایا جا سکتا ہے۔ جمہوریت میں کثرت رائے کا اعتبار ہوتا ہے اور اکثریت جہلا کی ہے جو دین کی اہمیت سے واقف نہیں۔ ان سے کوئی توقع نہیں ہے"۔[23]

حضرت مفتی نظام الدین شامزئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"دنیا میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا دین ووٹ کے ذریعے سے، مغربی جمہوریت کے ذریعے سے غالب نہیں ہو گا، اس لیے کہ اس دنیا کے اندر اللہ کے دشمنوں کی اکثریت ہے، فساق و فجار کی اکثریت ہے اور جمہوریت جو ہے وہ بندوں کو گننے کا نام ہے تولنے کا نام نہیں ہے۔ دنیا میں اسلام جب بھی غالب ہو گا تو اس کا واحد راستہ وہی ہے جو راستہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار کیا تھا اور وہ جہاد کا راستہ ہے۔

افغانستان کے اندر طالبان کی حکومت آئی اور اسلامی شریعت آئی، کب آئی؟ جب سولہ لاکھ انسان شہید ہوئے، دس لاکھ آدمی معذور ہوئے، کسی کا ہاتھ نہیں، کسی کی آنکھ نہیں، کسی کا کان نہیں کسی کی تانگ نہیں۔ اللہ تعالیٰ مفت میں کسی کو نہیں دیتے جب تک کہ قربانیاں نہ ہوں۔ تو پاکستان میں یہ لوگ یہ تمنا تو کرتے ہیں کہ طالبان کی حکومت ہو یا طالبان جیسی حکومت ہو، لیکن اس کے لیے جس قربانی کی ضرورت ہے اس کے لیے وہ تیار نہیں"۔

(جاری ہے)

[23] ماہنامہ سنابل، کراچی، مئی ۲۰۱۳ء

خیالات کا ماہنامچہ

ذہن میں گزرنے والے چند خیالات: اپریل و مئی ۲۰۱۸ء

معین الدین شامی

ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کے عاجز و خاکسار بندے ہیں، اس کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس کا فضل بیان کرتے ہیں جو وہ ہم پر صبح و شام کیے ہوئے ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے پر اللہ کا بے پناہ احسان مانتے ہیں۔ اے اللہ! ہمارے احوال کی اصلاح فرما دے۔ ہمیں مجاہدینِ حق میں شامل فرما دے۔ مالک! تو ہمارا ہو جا اور ہمیں اپنا بنا لے، ہم تیرے ہی بندے ہیں۔ مولا! ہمیں اشداء علی الکفار بنا اور ہمیں رحماء بین بینھم والوں میں شامل کر لے۔ مالک ہم سمجھتے ہیں کہ کہ اگر ہم سراپا شدید ہی رہے تو بھی تباہ ہو جائیں گے اور ہر ایک کے لیے رحیم ہو گئے تو بھی غضب کا نشانہ بنیں گے، سو رباہ! تو ویسا بنا لے جیسا تجھے نیک بندوں کو دیکھنا پسند ہے۔ یااللہ! ہمیں قبول فرما لے، آمین یاربّ العالمین۔

محمد عتیق شہید اور امریکی سفارت کار کرنل جوزف:

۷ اپریل ۲۰۱۸ء کو اسلام آباد کے دامنِ کوہ/مرغزار چڑیا گھر والے چوک پر ایک گاڑی نے بند اشارہ توڑ کر ایک موٹر سائیکل کو ٹکر ماری جس پر دو نوجوان سوار تھے۔ ایک نوجوان جس کا نام محمد عتیق تھا موقعے پر دم توڑ گیا جب کہ اس کا ساتھی شدید زخمی ہوا اور تادمِ تحریر زیرِ علاج ہے (اللہ پاک اس کو شفایاب فرمائے، آمین)۔ گاڑی امریکی سفارت خانے کی تھی اور اس وقت اسے ایک امریکی سفارت کار 'کرنل جوزف' چلا رہا تھا۔

اس میں خبر ہے کہ وزارتِ داخلہ نے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے کرنل جوزف کا نام 'بلیک لسٹ' میں ڈال دیا ہے اور وہ وزارتِ داخلہ کی اجازت کے بغیر پاکستان سے باہر نہیں جا سکتا، اصلاً مجرمین کے نام ای سی ایل یا Exit Control List میں شامل کیے جاتے ہیں لیکن یہ ایک لمبا اور پیچیدہ عمل ہے۔

- بین الاقوامی قوانین کے ماہرین کے مطابق 'سفارت کاروں' کو 'جنیوا معاہدے' کے تحت استثناء حاصل ہے بھلے جرم کیسا ہی سنگین و قبیح کیوں نہ ہو۔ یعنی وہ کچھ بھی کریں جس ملک میں وہ تعینات ہیں وہاں ان کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھایا نہیں جا سکتا۔ دوسرے الفاظ میں وزارتِ داخلہ کی پُھرتیاں لایعنی ہیں۔
- ماضی میں ریمنڈ ڈیوس نامی بدمعاش نے دن دہاڑے لاہور کے مزنگ چوک کے قریب کچھ نوجوانوں کو قتل کیا تھا اور پھر نمبر ون خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی کا نمبر ون احمد شجاع پاشا[24] خود مجسٹریٹ کی عدالت میں بیٹھ کر اس بدمعاش کی رہائی تک امریکیوں کا نمبر ون غلام بن کر بیٹھا رہا۔ اس آئی ایس آئی کا سربراہ جو آئی ایس آئی ملکی قوانین کو جوتی کی نوک پر رکھتی ہے اور سپریم کورٹ میں جس کا چپراسی بھی پیش نہیں ہوتا۔ واضح رہے کہ ریمنڈ ڈیوس 'سفارت کار' نہیں تھا بلکہ وہ لاہور میں امریکی قونصل خانے کا رکن تھا اور اس کو کوئی بھی سفارتی استثنیٰ یا Diplomatic Immunity حاصل نہیں تھی!
- یہ بات جان لینا اور سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ کم از کم امریکی 'سفارت کار' فقط سفارت کار نہیں ہوتے، بلکہ پاکستان میں یہ تاجِ امریکہ کے نمائندے اور 'ہمارے' حکمرانوں پر حاکم ہوتے ہیں۔ مذکورہ بالا ریمنڈ ڈیوس کا واقعہ بطورِ مثال ہے۔
- جنیوا معاہدے اور دیگر بین الاقوامی معاہدات و قانون کی حیثیت اور عمل داری بھی وہیں تک ہے جہاں تک بین الاقوامی سامراجیت کے مفادات پر ضرب نہ پڑے۔ ۲۰۰۱ء میں امارتِ اسلامی افغانستان، جس کی حکومت کو پاکستان نے قانوناً منظور اور مقبول قرار دیا تھا کے سفیر 'ملّا عبد السلام ضعیف' بھی ایک سفارت کار تھے۔ انہوں نے کوئی جرم بھی نہیں کیا تھا اور وہ اپنی مرضی سے نہیں پاکستان کے قانون و حکومت کے کہنے پر اسلام آباد میں بیٹھے تھے۔ انہیں ہماری حکومت و فوج نے برہنہ کر کے امریکہ کے حوالے کیا تھا۔ شاید 'استثنیٰ' سے مراد ہے کہ امریکیوں اور ان کے غلاموں کو امریکہ کے مفادات کے لیے ہر کام کرنے کی استثنیٰ حاصل ہے۔

اپنا بچہ ہے!

منظور پشتین کا نام اب معروف ہے۔ بہت سے لوگ جانتے ہیں کہ منظور پشتین نے پشتونوں کے تحفظ کے لیے ایک تحریک شروع کی ہے جس کا نقطۂ آغاز کراچی میں نقیب اللہ محسود کی 'راؤ انوار' کے ہاتھوں شہادت ہے۔ اس تحریک کے مطالبات میں سرِ فہرست لاپتہ پشتونوں کو بازیاب کروانا ہے۔ سوشل میڈیا، روایتی میڈیا، اخبارات و ٹی وی ہر جگہ ہی اس تحریک اور خصوصاً منظور پشتین کا غلغلہ ہے۔

خبر ہے کہ کور کمانڈر پشاور لیفٹیننٹ جنرل نذیر احمد بٹ نے اس تحریک کے بعد ایک جرگہ تشکیل دینے کا کہا ہے۔ مزید کہا کہ منظور پشتین اپنا بچہ ہے کہ وہ آرمی پبلک سکول سے پڑھا ہوا ہے۔

---

[24] احمد شجاع پاشا کی حرکتیں خلافتِ عثمانیہ کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے والے مصطفیٰ کمال پاشا (اتاترک) سے کچھ کم نہیں۔

جی، زرداری کا اپنا بچہ ہے راؤ انوار اور آج کل زرداری اور راؤ انوار دونوں ہی بغل بچے ہیں اسٹیبلشمنٹ کے۔ اسٹیبلشمنٹ آج فرما رہی ہے کہ منظور پشتین بھی اپنا بچہ ہے اور وجہ ہے اس کا آرمی پبلک سکول کا 'فاضل' ہونا، کل کلاں اگر اس نے غیر بچوں والی حرکتیں نہ چھوڑیں تو کوئی 'اپنا بچہ' اسے ٹھکانے بھی لگا سکتا ہے۔

رینجرز کے ہاتھوں شہید ہونے والے سرفراز شاہ سے لے کر دو لاکھ لاپتہ افراد اور ہزاروں بے رحمی سے قتل ہونے والے 'اپنے' بچے نہیں کہ انہیں راؤ انوار جیسے 'اپنے بچوں' نے اغوا اور قتل کیا ہے۔ بس اپنے بچے کا معیار دیکھ لیجیے اور اس فوج پر جان چھڑکنے سے پہلے اپنے بچے کی حفاظت یقینی بنائیے کہ آپ کا بچہ جو کسی مدرسے، سرکاری سکول یا پرائیویٹ سکول میں پڑھتا ہے اور وہ 'اپنا بچہ' نہیں!

ع وہ جو بچہ پڑھ رہا ہے ٹاٹ کے اسکول میں
پھول وہ بھی ہے مگر پھینکا گیا ہے دھول میں
راستے میں خود کھڑی کیں ہم نے دیواریں بہت
فاصلہ اتنا نہ تھا چکوال اور کاکول میں

ٹیکسی سروس 'کریم' کی ایپ ہیک ہو گئی!

پرائیویٹ ٹیکسی سروس 'کریم' کی ایپ ہیک ہو گئی تھی۔ یعنی آپ کی ذاتی معلومات، کریڈٹ کارڈز کی تفصیل اور آپ کے تمام سفروں کی ایک ایک انچ کی تفصیل سب ہیکرز کے پاس چلی گئی۔ پریشان مت ہوں یہ چار پیسے کے ہیکرز کر ہی کیا سکتے ہیں؟ دیکھیے کریم کے کروڑوں صارفین ہیں۔ دو چار ہیکر مل کر کتنی معلومات چوری کر لیں گے اور ان معلومات کو کتنا بے جا استعمال کر لیں گے؟ ہیکرز نے ہیک کر لیا اس پر سب پریشان ہیں۔ لڑکیاں سوچ رہی ہیں کہ ان کے سفر کا لمحہ لمحہ ٹریک ہوا اور نجانے کون جان لے یہ تفصیل؟

لیکن کوئی یہ بات نہیں سوچ رہا کہ ہر سمارٹ فون یا آئی فون کا صارف جس کے فون میں کم از کم بھی سو کے قریب ایپس/Apps ہوتی ہیں وہ ان سب ایپس اور ان کے بنانے والے مالکان کو جملہ اختیارات دے رہا ہوتا ہے اور وہ کون سے آپ کے چاچے کے لڑکے ہیں کہ رازداری برتیں گے؟ اکثر ایپس بہت سے فنکشنز پر رسائی اور کم از کم آپ کی درجِ ذیل معلومات ہر ہر بار انکو استعمال کرنے پر محفوظ کر رہی ہوتی ہیں اور انٹرنیٹ سے کنیکٹ ہوتے ہی اپنے 'بڑے' اداروں کو بھیج دیتی ہیں، جیسے:

1. آپ کی ساری ذاتی تفصیل؛ نام، باپ کا نام، تاریخ پیدائش وغیرہ
2. آپ کے فون میں محفوظ روابط/Contacts کی تفصیل
3. آپ کی بالکل حتمی لوکیشن (pin point location)
4. آپ کے فون کے کیمروں کا بلا اجازت استعمال
5. آپ کے فون کے مائیکروفون کا بلا اجازت استعمال
6. آپ کے کال ریکارڈز تک بلا اجازت رسائی
7. آپ کے میسجز بلا اجازت پڑھنا

جنسی ہراسگی

معروف مثال ہے۔ ایک جن کو کسی نے کتا، گھی اور نلکی لا کر دے دی۔ کہا کہ کتے کی دم ٹیڑھی ہے اس پر گھی لگائیے اور نلکی میں ڈال کر سیدھی کیجیے۔ سو اس جن کی عمر بیت گئی لیکن کتے کی دم ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہی۔

یہ نظامِ شیطنت و دجل بھی ایسا ہی ہے۔ غیر فطری ماحول بناتا ہے، فطری چیزوں کو مشکل کرتا ہے، پھر مسائل پیدا ہوتے ہیں (جن کا پیدا ہونا اس نظام میں دراصل مطلوب ہے) تو ان کا 'انمول' حل کرتا ہے۔

ایسے دفاتر، کالج، یونیورسٹیاں اور ادارے بنائے جہاں مرد و ظن کا اختلاط ہو۔ پھر وہاں بدکاری اور جنسی ہراسگی کا ماحول ہوا۔ اب اس کے روک تھام کے لیے نظام و قانون بنایا۔ اس سب نظام و قانون پر محتسب اور بڑا جس کو بنایا اس کا نام جان لیجیے، اس نظامِ شیطنت، شیطنت کے نظام میں برائیوں کے فروغ اور اس فروغ کو لگام ڈالنے کے لیے نظام کی سربراہ کا نام ہے 'کشمالہ طارق'۔ واہ... کیا ہی نظام ہے اور کیا ہی اعلیٰ محتسب!

قومی بجٹ برائے سال ۲۰۱۸ – ۲۰۱۹ء

قومی سال برائے مالیات جون میں شروع ہوتا ہے۔ لیکن نواز شریف کی حکومت کی تیزیاں ملاحظہ کیجیے کہ انہوں نے اپنے دورِ حکومت کا چھٹا بجٹ اپریل میں ہی پیش کر دیا۔ حالانکہ جو قوانین انہوں نے خود بنائے ہیں یہ اس کے مطابق بھی اخلاقاً درست نہیں۔ زیادہ سے زیادہ ایک منی بجٹ (مختصر بجٹ) پیش کیا جا سکتا تھا۔ لیکن اس سب کا سبب لوگوں کو مراعات دے کر ان کے ووٹ خریدنا ہے۔ بجٹ پیش کرنے سے قبل قانوناً سب 'دو نمبر' کاروباریوں کو عام معافی یا Amnesty دی گئی، جن میں سمگلر اور ہُنڈی کا کام کرنے والے شامل ہیں۔

فوج کے بجٹ میں دس فیصد اضافہ کیا گیا حالانکہ فوج پچھلے پانچ سال اور اس سے پہلے نواز شریف کے ساتھ دو بار جو کچھ کر چکی ہے وہ کم ذلت آمیز نہیں۔

بچوں کی پورنوگرافی (Child Pornography)

بلاشبہ بدکاری ہر شریعت، ہر قوم، ہر تہذیب، ہر مذہب، حتیٰ کہ حیوانوں میں بھی ایک شدید قبیح اور سخت قابلِ سزا جرم ہے۔ پھر معصوم بچوں کا جنسی استحصال اور ان سے سدومی[25] فعل اس سے بھی بڑا جرم ہے۔

---

[25] اللہ کے پاک، اطہر وطیّب پیغمبر حضرتِ لوط علیہ السلام جس قوم کی جانب بھیجے گئے اس کو سدوم کہتے ہیں۔ اس بستی کے لوگ عورتوں کے بجائے مردوں سے اپنی شہوت پوری کرتے تھے۔ لیکن

افسوس ناک امر یہ ہے کہ پورنوگرافک فلموں کی صنعت کی کی 'لعنت' پاکستان میں بھی وجود پا رہی ہے۔ شریعت کے پاکیزہ اور فطری نظام سے ہٹا کر شہوت پرستی کو دین و مذہب بنانے کے سبب ہر قسم کی برائی اور بدکاری کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

خبر ہے کہ سرگودھا سے تعلق رکھنے والے شخص سعادت امین عرف انکل منٹو کو سات سال قید اور بارہ لاکھ روپے کی سزا سنائی گئی ہے جس کا جرم بچوں کی جنسی استحصال و بدکاری کی ویڈیوز مغربی ممالک میں بیچنا تھا۔ خبر کے مطابق یہ شخص بنگلہ دیش اور روس کی ویب سائٹس سے اس قسم کی ویڈیوز چوری کر کے ناروے وغیرہ میں مہنگے داموں بیچتا تھا۔ اس کے علاوہ گواہان کی شہادتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ یہ کام یہاں پاکستان میں بھی کرتا تھا۔

ذرا سوچیے... کہ صرف بدکاری نہیں، بچوں سے زیادتی و بدفعلی اور پھر اس کی فلم بندی کر کے بیچنے جیسے جرم کے لیے پاکستان کے آئین و قانون نے صرف سات برس کی قید اور بارہ لاکھ روپے کی سزا تجویز کی ہے؟ اگر یہ بدباطن شخص بی اے سی اے پاس ہوا تو اچھی جیل میں سہولیات کے ساتھ رہے گا۔ ایسے قبیح جرم پر اس جرم کی سنگینی کے اعتبار سے ایسی خفیف سزا؟ ذرا ملاحظہ کیجیے کہ یہ شخص کن جرائم کا مرتکب ہوا:

1. بچوں سے بدکاری کے لیے سہولت کاری
2. بچوں سے بدفعلی کے لیے سہولت کاری
3. اس بدکاری و بدفعلی کی فلم بندی
4. ایسی فحش فلمیں چُرانا
5. ان فلموں کو بیچ کر پیسے کمانا
6. دسیوں بچوں کو بدکاری جیسے جرم کا عادی بنانا یا ان سے بالجبر زیادتی کرنا
7. دسیوں بچوں اور ان کے خاندانوں کی زندگیاں تباہ کرنا
8. اور لوگوں کے لیے اس فحش کاری کو فلم کی صورت میں دیکھنے کے لیے پیش کرنا
9. اور لوگوں کے شہوانی و حیوانی جذبات کو بے جا ابھارنا

ایسے مجرم کو صرف سات سال کی قید کی سزا اور بارہ لاکھ روپے کا جرمانہ کہاں کا انصاف ہے اور کہاں کی عبرت کہ دیگر حیوان صفت ایسے گھناؤنے جرائم سے باز رہیں۔ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ شریعتِ مطہرہ ایسے شخص پر فساد فی الارض کی تعزیری سزا قائم کرتے ہوئے قتل کا حکم جاری کرے گی۔ اب قتل صرف گردن اڑا کر یا گولی مار کر کیا جائے یا دیوار گرا کر یا اونچائی سے نیچے گرا کر یا سنگسار کر کے تو یہ جرم و معاملہ کی سنگینی اور فساد پر منحصر ہے۔

اسی کی ذیل میں یہ بھی واضح ہو جانا اچھا ہے کہ اردو زبان کے فحش و عریاں ادیب 'سعادت حسن منٹو' کے نام سے ملتے جلتے نام کے شخص 'سعادت امین' نے اپنے لیے 'انکل منٹو' کا عرفی نام اختیار کیا۔ یہ عرفی نام خود اس بات کی دلالت کر رہا ہے کہ سعادت حسن منٹو کے افکار کیا تھے اور اس کے کام کو آج اس کے مر جانے کے دسیوں برس بعد جو سراہا جا رہا ہے اور جو اس کی زندگی پر 'منٹو' نامی فلمیں بنائی جا رہی ہیں اور اس کے لکھے ڈرامے سٹیج، ریڈیو اور ٹی وی و سینما میں جو نشر کیے جا رہے ہیں تو ان سب کا مقصد کیا ہے۔

وادیٔ جنت نظیر: کشمیر

وادیٔ جنت نظیر کشمیر کے علاقے شوپیاں کے ایک گھر میں کچھ مجاہدین جمع تھے۔ ان مجاہدین میں سے ایک یونیورسٹی کے پی ایچ ڈی پروفیسر ڈاکٹر بھی تھے۔ ان پر وہاں کی نام نہاد مسلمان و ہندو فوج و پولیس نے حملہ کیا اور انکاؤنٹر میں ان سب کو شہید کر دیا۔ خبروں کے مطابق پولیس نے انکاؤنٹر سے پہلے جب علاقے کا محاصرہ کیا تو کشمیر کی مجاہد عوام نے انسانی دیوار بنا کر اپنے مجاہد بیٹوں اور بھائیوں کا دفاع کیا۔ اس دفاع کی کوشش کے نتیجے میں کشمیر کے غیرت مند عوام میں سے پانچ لوگ شہید ہوئے اور کئی زخمی ہو گئے۔ اس واقعے میں کل دس شہادتیں ہوئیں۔

الحمدللہ یہ موقعہ ایک طویل زمانے بعد آیا ہے کہ کشمیر میں جد و جہدِ آزادی و نفاذِ اسلام پاکستانی ایجنسیوں کے اثر و نفوذ سے پاک، آگے بڑھ رہی ہے۔ اسی چیز سے بھارتی سرکار پریشان ہے۔ صرف یہی ایک واقعہ کچھ علامات ظاہر کرتا ہے:

1. کشمیری عوام غیرت مند مسلمانوں کی ایک قوم ہیں۔
2. کشمیر کے مجاہد لوگ اپنے مجاہد بھائیوں سے اپنی جانوں سے بھی بڑھ کر محبت اسلام کی خاطر کرتے ہیں۔
3. مجاہدین روز بہ روز کشمیر میں مضبوط ہوتے جا رہے ہیں۔
4. اعتراض کرنے والے بخوبی جان رہے ہیں کہ 'جہاد' میں شامل ہونے والے لوگ بے روزگاری اور غربت و افلاس جیسے اسباب کی وجہ سے نہیں بلکہ اسلام کی محبت میں اس قافلے کا حصہ بن رہے ہیں۔ جس کی ایک بڑی مثال ان پی ایچ ڈی پروفیسر ڈاکٹر کا مجاہدین کی صفوں میں شامل ہونا ہے۔

اللہ پاک ہمیں صحیح فہم اور سمجھ عطا فرما دیں، آمین یا ربّ العالمین۔

و آخر دعوانا أن الحمدللہ ربّ العالمین۔

☆☆☆☆☆

'جدید' جاہلی مغربی تہذیب قومِ سدوم کی حدوں کو بھی پار کر گئی ہے۔ اس تہذیب سے تعلق رکھنے والے ہَوَس پرست تو مردوں اور مردوں، عورتوں اور عورتوں، جنس بدلنے کو بنیادی حق سے تعبیر کرتے ہیں۔ اللہ ان کو تباہ فرمائیں، آمین۔

فیصلہ آپ پر!!!

مولوی فرمان اللہ

عجیب منطق ہے آپ کو لبرلز کے ساتھ لڑتے ہوئے مدت ہوئی مگر اس لڑائی کا یہ رخ ہم نے آج دیکھا کہ آپ نے اس لیے اپنے لوگ چھوڑ دیے کہ لبرلز موقع دیکھ کر ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے ہیں۔ آپ نے اپنوں کو اس لیے ہمدردی نہیں دی کیوں کہ پرائے ان کو ہمدردی دے رہے ہیں... کمال ہے اس رویے کو کیا کہیں؟ آپ صرف وہ کہانیاں سن لیں جو ان علاقوں کے بچے لیے پھر رہے ہیں...وہ بھی آپ کو سنانا چاہتے ہیں... انہیں کیا معلوم کہ منظور پشتین کون ہے...انہیں کیا معلوم کہ یورپی یونین کیا ہوتی ہے؟ انہیں کیا معلوم کہ راا اور ان ڈی ایس کیا ہے؟ ہاں ان کو معلوم ہے کہ ان کے ساتھ ظلم ہوا ہے اور کچھ اللہ کے بندے ہیں جو ان کے سروں پر ہاتھ رکھیں گے، جو ان کے آنسوؤں کو صاف کریں گے، تسلی دیں گے، دلاسہ دیں گے اور ان کے ساتھ کھڑے ہو کر ظالموں سے لڑیں گے...

لیکن یہ کیا ہوا حضرات! آپ تو پہلا قدم اٹھانے پر ہی تیار نہ ہوئے! یہ کیا ہوا کہ آپ کے نزدیک یہ سب اہمیت کا حامل ہی نہیں رہا... یہ کیا ہوا کہ آپ نے اپنے منبر سے وہ افواہیں تصدیق کیں جن کا کوئی وجود ہی نہ تھا... یہ کیا ہوا کہ جو آپ سے دین پڑھ کر گئے تھے ان کے قتل عام پر آپ نے چپ سادھے رکھی... یہ کیا ہوا کہ آپ کے مدارس چلتے رہے اور ان مدارس سے پڑھ کر جانے والے اغوا اور قتل ہوتے رہے اور آپ ان کے ساتھ رہے جو اس ظلم کے ذمہ دار تھے... یہ کیا ہوا کہ آپ نے لال مسجد کے ظلم عظیم پر کوئی رد عمل تو کیا دینا تھا ان کے ساتھ اخلاقی ہمدردی دکھانے سے بھی گریز کیا...

یہ کیا ہوا کہ عرب و عجم سے جمع ہونے والے مجاہدین کو ڈالروں کے عوض بیچا گیا اور آپ خاموش رہے... آپ ایک پروٹوکول پر خوش ہو جاتے ہیں، ایک دعوت جس میں آپ کو "مولانا" کہہ کر مخاطب کیا جائے اس پر آپ راضی ہو گئے... مولانا ان سے پوچھا ہوتا کہ کیا یہ دعوت اس پیسے سے تو نہیں ہو رہی جو مجاہدین کو بیچ کر کمایا گیا تھا... اور گمان یہ ہے کہ یہ تمام پروٹوکول اسی پیسے سے دیا گیا تھا...

آپ کی ممدوح ایم ایم اے سوات میں عسکری اداروں کو بلوائے تو یہ درست ہے مگر اس کا فائدہ لبرلز اٹھا کر وہاں آپریشن کرنے کا مطالبہ کریں تو یہ غلط ہے یہ دہرا معیار کیوں؟ آج آپ کو یاد آیا کہ کیونکہ مظلوم کے ساتھ لبرل کھڑے ہیں اس لیے ہم تو ان کے ساتھ کھڑے نہیں ہو سکتے ... آج آپ کو یاد آیا کہ کوئی آمنہ مسعود جنجوعہ بھی تھی جو لاپتہ افراد کے لیے ماری ماری پھرتی رہی... آج آپ کو یاد آیا کہ یہ لبرل تو ملحد ہیں اس لیے ان کا ساتھ تو کسی صورت کسی کو قبول نہیں ہونا چاہیے۔

آپ ان کے ساتھ کب تھے جن پر ظلم ہوا؟ آپ تو ظالم کے حق میں فتوے دے رہے تھے... آپ تو ظالم کے ساتھ پروٹوکول انجوائے کر رہے تھے... آپ تو اس ڈیل میں حصے دار تھے جو انسانوں کو بیچ کر کمایا گیا تھا...

حضرات! عرض یہ ہے کہ ایک فتویٰ دیں اور دنیا کے تمام مظلوموں کا قتل حلال کر دیں... ایک فتویٰ دیں اور دنیا کے تمام ظالموں کو جائز قرار دیں... ایک فتویٰ دیں اور ان کہانیاں لیے پھرنے والے پھولوں کو مسل دینے کا جواز بھی عنایت فرما دیں... یہ اِنہی جہادیوں کے بچے ہیں، بڑے ہو کر دہشت گرد ہی بنیں گے... تو گر بہ کشتن روز اول والا کام کریں... کیوں اس تکلیف میں رکھتے ہیں ایک احسان اور کریں کوئی فتویٰ صادر کریں کہ خود کشی جائز ہو جائے ان لوگوں کو اور شاید ہمیں اس تکلیف سے نجات ملے...

لیکن حضرات! ایک دن آنے والا ہے جہاں نہ آپ کا فتویٰ چلے گا، نہ کسی کی وردی چلے گی، نہ کسی کا پروٹوکول چلے گا، نہ کسی کی سفارش سنی جائے گی... وہ ایک زبردست اور ہر چیز پر اختیار رکھنے والے کی عدالت ہو گی... اس دن کے لیے جواب ڈھونڈ رکھیں... یہ آپ کی جانب سے ہی ہمیں بتایا گیا تھا کہ

> "جس شخص نے کسی مسلمان کے قتل میں آدھے لفظ سے بھی معاونت کی ہو گی تو وہ قیامت کے دن اس حال میں اللہ کے سامنے آئے گا کہ اس کے ماتھے پر لکھا ہو گا کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس ہے"...

یہ بھی آپ نے ہی ہمیں بتایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

> "ایک مسلمان کی جان مال اور آبرو کی حرمت اللہ کے نزدیک کعبے سے زیادہ ہے"...

حضرات! ابھی وقت ہے، ابھی یہ سب آپ کی طرف امید بھری نگاہوں سے دیکھتے ہیں... ابھی ان پر لبرلز کا جادو نہیں چلا... لیکن چل جائے گا اگر آپ ان کو مایوس کرتے ہیں تو! اور اللہ کی قسم! بڑی گڑبڑ ہو جائے گی!

تو حضرات اب آپ پر ہے کہ آپ انتظار کرواتے ہیں اور مایوس کرتے ہیں یا آگے بڑھ کر ان کو سینے سے لگاتے ہیں، ان کے آنسو پونچھتے ہیں، ان کی امید بندھاتے ہیں... فیصلہ آپ پر!!!

پختون تحفظ موومنٹ... کس کی کیا ذمہ داری ہے؟

ابو عبیدہ سواتی

پختون تحفظ موومنٹ... سب سے پہلے تو اس کا تعارف کروادوں کہ یہ تحریک ہے کیا؟ اس کے مقاصد کیا ہیں؟ اور اسے تحریک کے حوالے سے عوام اور بالخصوص علما کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟ پختون تحفظ موومنٹ کے پیچھے اصل محرک ایک قبائلی جوان نقیب اللہ محسود کی ایک جعلی پولیس مقابلے میں شہادت ہے۔"دہشت گردی کے خلاف جنگ" کی آڑ میں بے گناہ لوگوں کی شہادتیں تو پہلے بھی ہوتی رہی لیکن چونکہ ٹائٹل ایسا تھا کہ ڈر کے مارے کوئی اس قتلِ عام اور اغوا کاریوں کے خلاف کھڑا نہیں ہو سکا۔ جن گھروں کے چشم و چراغ اٹھائے جاتے وہ لوگ پولیس تھانوں اور عدالتوں کے چکر کاٹ کاٹ کر تھک چکے تھے، ان کی شنوائی اللہ کے سوا کوئی سننے کو تیار ہی نہ تھا... بھئی! پاکستان میں بھلا بوٹ والوں کے خلاف کوئی بات کر سکتا ہے؟؟؟ اپنے اوپر دہشت گردی کا ٹھپہ لگوانا ہو تو پھر یہ خطرہ مول لیا جا سکتا ہے۔

خیر اتنے میں پولیس اور اداروں سے ایک اور غلطی ہوئی اور نقیب کو بے گناہ قتل کر دیا گیا۔ نقیب قتل کیس بھی دوسرے مقتولین کی طرح سمندر برد کر دیا جاتا لیکن اس کے لواحقین نے احتجاج شروع کر دیا... اسی احتجاج کو ایک بہادر اور غیور قبائلی جوان منظور احمد پشتین نے ایک تحریک میں تبدیل کر دیا اور اب اس تحریک کا مطالبہ صرف نقیب اللہ محسود کے خاندان کو انصاف دلوانا نہیں بلکہ پاکستان بھر سے تمام مظلومین اور پاکستانی خفیہ جیلوں میں قید ہزاروں بے گناہ جوانوں کی رہائی ہے۔ اس تحریک کی قیادت چونکہ سیدھے سادے قبائلی جوانوں پر مشتمل ہے، جو جھوٹ مکاری اور سیاسی چالوں سے واقفیت نہیں رکھتے اس لیے جذبات میں آکر انہوں نے پولیس، افواج اور اداروں کے بارے کچھ حقائق اعوام کے سامنے رکھے جس کی وجہ سے ان جوانوں کو راکا ایجنٹ جیسے القابات سے نوازا گیا۔ ان کے کارکنوں کو ڈرایا دھمکایا گیا کہ مار دیں گے اٹھالیں گے... لیکن سلام ہے ان جوانوں کو کہ ایک لمحہ بھی قدم ڈگمگاتے ہوئے دکھائی نہیں دیے۔ اور اب یہ تحریک پورے پاکستان میں پھیل چکی اور دن بدن اس کی تعداد میں اضافہ ہی دیکھنے میں آرہا ہے۔

ظلم کے خلاف اٹھنا اور ظالم کا ہاتھ روکنا ہمارے علما کی بھی اولین ذمہ داریوں میں سے ہے... ہمارے علمائے کرام کو اس تحریک سے گلہ ہے کہ آپ نے اپنے ارد گرد لبرل و سیکولر اور ملحدین بٹھا رکھے ہیں، اس لیے ہم آپ کے ساتھ کھڑے نہیں ہوتے۔ بھئی! آپ کو اس بات پر اعتراض کیوں ہے کہ پی ٹی ایم کے ساتھ لبرل کھڑے ہیں... اصل مسئلہ یہ کہ آپ کدھر کھڑے ہیں؟ میں یقین سے کہتا ہوں اگر علما اس تحریک میں شامل ہو جائیں تو یہ ملحدین اور لبرل موم بتی مافیا خود بخود بھاگ جائے گی۔ معزز علما! آپ خود خفیہ اداروں کے خوف سے تو ظلم کے خلاف کھڑے نہیں ہوتے اور جو کھڑے ہیں ان پر الزامات لگا رہے ہے کہ غیر ملکی ہاتھ لگ رہا ہے... آپ آئیں، اس میں شامل ہوں، ان کی رہ نمائی کریں، ان کو حق کی طرف دعوت دیں، ظالم کے خلاف ان کا حوصلہ بڑھائیں... پھر دیکھیں یہ غیور قبائلی جوان اور غیرت مند پختون نوجوان آپ کو ایک لمحہ کے لیے بھی مایوس نہیں کریں گے اور لبرل طبقہ اِن کی دینی وابستگیاں دیکھ کر خود ہی بدک کر ایک طرف ہو جائے گا۔ اگر یہ نوجوان لبرل اور سیکولرز کے ہاتھ لگ رہے ہیں تو اس میں سب سے زیادہ کردار آپ کا ہے!

ہائے میں کہاں سے ڈھونڈ کر لاؤں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے وارثین کو جو طاغوت کو شیروں کی طرح للکاریں اور کسی ملامت کرنے والی کی ملامت کو بالکل خاطر میں نہ لائیں... زندگی اور موت اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے، سب کو اپنے وقت پر ہی موت آنا ہے، نا ایک لمحہ پہلے اور نا ایک لمحہ بعد، وہ عین وقتِ مقررہ پر آن پہنچے گی۔ پھر ڈر کس بات کا ہے؟ منظور پشتین اگر جلسے کرتا ہے تو آپ کے پاس منبر و محراب کی قوت ہے، آپ ظلم کو بے نقاب کریں، لوگوں کو ظالموں کے خلاف حق کے ساتھ کھڑا کرنے میں اپنا کردار ادا کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں علمائے حق کی صحبتیں نصیب فرمائے آمین۔

لیکن فی الوقت جو صورت حال ہے اُس میں ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ یہ مجرمانہ خاموشی ہمیں جینے نا دے گی... اپنی محبوب پاکستانی عوام سے بھی التماس ہے کہ آج موقع ہے کہ بولیے اس ظلم کے خلاف... اپنی زبانوں کو حرکت میں لائیے... کہیں ایسا نا ہو کہ کل آپ بھی کسی سڑک کنارے اپنے کسی پیارے کی تصویر لے کر کھڑے ہوں اور کوئی آپ کو پوچھنے والا نا ہو... اس لیے آج ان مظلومین کا ساتھ دیجیے اور اپنے مستقبل کو ان خونی درندوں کے خوں آشام پنجوں سے بچانے کی ضمانت لے لیجیے۔

ایک وضاحت کرتا چلوں منظور احمد پشتین سے ہمارا تعلق ایک مسلمان ہونے کے سوا کچھ بھی نہیں... ہم اس کو سپورٹ کسی قومی یا لسانی بنیادوں پر نہیں بلکہ اخلاقی و شرعی بنیادوں پر کرتے ہیں اور ظلم کے خلاف مظلوم کا ساتھ دینا اپنے فرض سمجھتے ہیں... ہمارے کچھ بھائیوں کو گلہ ہے کہ ہم پاکستان کے خلاف ہیں تو یہ بات ہر گز درست نہیں... پاکستان ہمارا گھر ہے، بھلا اپنے گھر سے کس کو نفرت ہو سکتی ہے؟ ہاں گھر میں جو کچرا ابھر چکا ہے اس کی صفائی ہم انتہائی ضروری سمجھتے ہیں... ہم پاکستان کو "اسلامی پاکستان" دیکھنا چاہتے... ایسا پاکستان جس میں اللہ کی حاکمیت ہو... ایسا پاکستان جس کا آئین قرآن ہو ایسا پاکستان جو واقعی اسلامی ریاست ہو... جس میں ہر ایک کو اس کے مقام کے اعتبار سے اس کا حق ملے انصاف کے ساتھ۔ اللہ ہمیں حق کہنے سننے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ اللھم آمین۔

جہاد میں اللہ کی نشانیاں

معاذ بدر

۱۔ یہ اکیس رمضان المبارک کی رات تھی۔ آپریشن ضرب عضب کو شروع ہوئے چند ماہ ہوئے تھے۔ پاکستانی فوج عوام اور مجاہدین پر اندھا دھند بم باری کر رہی تھی اور امریکی ڈرون طیارے بھی اس کا ساتھ دے رہے تھے۔

ہم جس مرکز میں رہتے تھے اس میں تقریباً دس کے قریب بھائی رہتے تھے۔ آج ڈرون انتہائی نچلی پرواز کر رہا تھا۔ رات کے ڈیڑھ بجے میں ابھی سحری بنانے کے ارادے سے اُٹھ ہی رہا تھا کہ ڈرون نے یکے بعد دیگرے چار میزائل داغنے جو کہ اس نے ہمارے مرکز کے بالکل اوپر سے داغے۔ میزائل کی آواز سن کر تمام بھائی اپنے بستروں سے باہر نکل کر صحن میں آگئے۔ اتنے میں ایک ذمہ دار بھائی بھاگتے ہوئے آئے اور انہوں نے کہا کہ تمام بھائی منتشر ہو جائیں، ''عقابی'' (جو کہ ہمارے بھائیوں کے زیر استعمال مرکز تھا، جس میں انجینئر عادل (استاد سہیل) دیگر ۶ ساتھیوں سمیت شہید ہوئے) پر ڈرون ہو گیا ہے، آپ لوگ فوراً منتشر ہو جائیں۔ تمام ساتھی دو دو کی ٹولیوں میں منتشر ہو گئے۔ میں اور مدثر بھائیؒ اکٹھے نکلے۔ (مدثر بھائی پاکستانی خفیہ ایجنسیوں کے پاس تقریباً ۲ سال قید رہ چکے تھے، رہائی کے بعد فوراً وزیرستان آگئے، آپریشن کے بعد وہ دوبارہ پاکستان گئے اور دوبارہ گرفتار ہو گئے۔ پھر ان کو خفیہ ایجنسیوں نے جعلی مقابلے میں شہید کر دیا۔ نحسبہ کذالک واللہ حسیبہ)

چلتے ہوئے میں نے مدثر بھائی سے پوچھا: مدثر بھائی آپ اتنا عرصہ قید میں رہے کوئی ایسا واقعہ سنائیں، جس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کی نصرت کو واضح طور پر محسوس کیا۔ تھوڑی دیر وہ ہچکچاتے رہے پھر وہ کہنے لگے کہ قید میں اللہ تعالیٰ کی نصرت کے واقعات تو جابجا دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن ایک ایسا واقعہ جس کو میں بھول نہیں سکتا وہ سناتا ہوں:

ہم چند ساتھی پاکستان میں جہادی کاموں میں مصروف تھے۔ ہمارے حلقے کے کچھ لوگ گرفتار ہو گئے۔ ہم نے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا اور ہم لوگ بھی گرفتار ہو گئے۔ جو نہی ایجنسی والوں نے مجھے پکڑا تو مارنا شروع کر دیا۔ پتہ نہیں کتنی لاتیں، گھونسے اور مکے پڑ رہے تھے، میں نیچے فٹ بال بنا ہوا تھا لیکن عجیب نصرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھنے کو ملی کہ مجھے غنودگی آنے لگی۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے اٹھا کر گاڑی میں ڈال دیا۔ پھر گاڑی میں بھی مارتے رہے لیکن مجھے مار کھانے کی کوئی تکلیف نہیں ہو رہی تھی، بس میں گاڑی کے ایک کونے میں پڑا نیند کر تا رہا۔

گاڑی کچھ دیر چلتی رہی، ایک جگہ جا کر گاڑی رُکی، انہوں نے مجھے نکالا اور تفتیش کے لیے لے گئے۔ تفتیش سے فراغت کے بعد لاک اپ میں ڈال دیا۔ پورا مہینہ میری یہی کیفیت رہی۔ میں سارا دن سوتا تھا۔ صرف تفتیش اور نماز کے وقت آنکھ کھلتی۔ سب سے عجیب بات پورا مہینہ میں نے جیل کا ایک لقمہ روٹی اور ایک گھونٹ پانی تک کا نہیں پیا۔ جس طرح کھانا لاتے تھے ویسے لے جاتے تھے۔ خواب میں مَیں دیکھتا کہ دستر خوان بچھے ہوئے ہیں اور مختلف اقسام کے کھانے اور مشروب رکھے ہوئے ہیں، میں وہاں سے کھانا کھاتا اور مشروب پیتا۔ جب آنکھ کھلتی تو ایسے لگتا کہ ابھی کھانے سے فارغ ہوا ہوں اور بھوک کا بالکل نام و نشان نہیں ہوتا۔ پورا مہینہ میری یہی کیفیت رہی۔ جب گرفتاری کا خوف قدرے کم ہو گیا تو یہ کیفیت بھی ختم ہو گئی۔

۲۔ یہ واقعہ افغانستان کی سرزمین پر پیش آیا۔ جب حاجی ولی اللہ صاحب شہید رحمہ اللہ ایک انصار اور ۶ ساتھیوں سمیت دو گاڑیوں میں گیان کے علاقے میں سفر کر رہے تھے، ابھی تھوڑا سفر ہی کیا تھا کہ اتنے میں ڈرون نے میزائل داغا، پہلی گاڑی پر لگا جس کی وجہ سے گاڑی بالکل تباہ ہو گئی اور گاڑی میں تمام ساتھی شہید ہو گئے۔

شہادت کے بعد مقامی لوگ جائے وقوعہ پر پہنچے تو دیکھا ڈرون مزائیل کی وجہ سے میتیں تقریباً جل چکی تھیں۔ افغانستان میں عموماً مقامی لوگ مقامی شہدا کو اپنے قبرستان میں دفن کرتے ہیں۔ اب مہاجرین کو دفن کر دیا گیا۔ لیکن اس کے ساتھ انصار کو بھی وہیں امانتاً دفن کر دیا۔ چند دن بعد اس انصار کے کچھ رشتہ دار آئے، انہوں نے مقامیوں کو کہا کہ ہم اپنے شہید کو لے جاتے ہیں۔ لوگوں نے اصرار کیا کہ رہنے دیں، میت بالکل جل چکی ہے، اس کو نہ نکالیں تو بہتر ہے۔ لیکن اس کے قبیلے والے نہیں مانے۔ بالآخر جب قبر کو کھولا گیا تو وہاں موجود سارے لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ جو میت ڈرون حملے میں بالکل جھلس چکی تھی، اس پر اب جھلنے کا کوئی نشان بھی نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر وہاں موجود لوگوں کا ایمان تازہ ہو گیا۔ (اس واقعے کا ذکر استاد احمد فاروق شہیدؒ نے بھی حاجی ولی اللہ صاحبؒ کی شہادت کے موقع پر اپنے تعزیتی بیان میں کیا)

۳۔ وزیرستان مہاجرین کے لیے ایک جنت سے ہرگز کم نہیں تھا۔ جب امارت اسلامیہ کا سقوط ہوا تو مہاجر مجاہدین نے وزیرستان کو اپنا مرکز بنالیا۔ دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے مہاجرین اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے وہاں جمع تھے۔ انصار نے بھی انصارِ مدینہ کی یاد تازہ کرتے ہوئے گھر کے دروازے کھولنے سے پہلے اپنے دلوں کے دروازے کھولے۔

ان مہاجرین میں سے ایک بھائی نبیل بھائی شہیدؒ تھے۔ آپؒ کا تعلق مالدیپ سے تھا اور آپؒ عالم دین تھے۔ جس بم باری میں ڈاکٹر ارشد وحید رحمہ اللہ شہید ہوئے اس بم باری میں آپؒ بھی موجود تھے اور بمب اری سے آپ کی ایک ٹانگ شہید ہو گئی۔ پھر بھی اس شیر دل مجاہد نے ہمت نہیں ہاری اور شہادت کے لیے ترستے رہے۔ بالآخر اللہ نے آپ کو شہادت جیسے عظیم مرتبے کے لیے چن لیا۔ دسمبر ۲۰۱۳ء کو میران شاہ میں درگاہ منڈی کے قریب ایک مکان پر ڈرون حملہ ہوا۔ اس حملے میں آپ ۲ ساتھیوں سمیت شہید ہو

گئے۔ جب ڈرون حملہ ہوا تو آپ کے گھر والوں نے بتایا کہ جونہی ڈرون حملہ ہوا اور یہ ساتھی شہید ہوگئے تو میں نے اسی کمرے میں سے ۳ سبز پرندے کمرے سے اڑ کر آسمان کی طرف جاتے ہوئے دیکھے۔

۴۔ یہ واقعہ جس بھائی کے ساتھ پیش آیا اس نے مجھے خود ہی یہ واقعہ سنایا۔ وہ کہتے ہیں میں جب گرفتار ہوگیا، تفتیش اور مارپیٹ کا تو پوچھیں نہیں، کھانے میں بھی کچھ اچھی حالت نہیں تھی۔ کھانے میں دال آتی تھی جس کے دانے کبھی کبھی نظر آجاتے تھے۔ عید کے دن ہم سارے ساتھی قید سے پہلے کے واقعات یاد کر رہے تھے۔ یار کتنا مزا آتا تھا کبھی بریانی کھاتے کبھی کوفتے کبھی کیا۔ اپنی مرضی سے گھومتے تھے اب ہم رب کی رضا کے لیے پنجروں میں بند ہیں۔

ہمارے انتظارِ آرزو کا عزم کا قصہ
ادھر جا کر سنا دینا سبھی کو یہ بتا دینا
وہاں پر دور پنجروں میں کچھ ایسے لوگ بستے ہیں
جو حق کے معرکوں کے واسطے ہر دم ترستے ہیں

غرض ہر ساتھی اس طرح اپنے اپنے واقعات یاد کرتا رہا۔ اتنے میں کھانا آیا، کھانے میں پھر دال۔ دال کو دیکھ کر سب کے منہ بن جاتے تھے۔ لیکن کیا کرتے مجبوری تھی۔ بہرحال اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کر دیا۔ سبحان اللہ اس کھانے میں اللہ تعالیٰ نے عجیب ذائقہ ڈال دیا۔ کبھی لقمے میں بریانی کا ذائقہ، کبھی کوفتوں کا، کبھی قورمے کا۔ سامنے دال کھا رہے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے ذائقہ تبدیل کر دیا۔ سبحان اللہ۔

۵۔ یہ واقعہ مجاہدین کے لیے احوالِ نصرت بھی ہے اور ایک نصیحت بھی۔ اگر مجاہدین کی صفوں میں اتحاد و اتفاق رہے تو کفار و منافقین کی چالیں ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ لیکن اگر آپس میں اتفاق سے نہیں رہے تو مسلمانوں کی ہوا اکھڑ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

وَاَطِیْعُوا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ

”اور اطاعت کرو اللہ کی اور اس کے رسول کی اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ تم بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر کرو بلاشبہ اللہ صابروں کے ساتھ ہے“۔

پاکستانی مرتدین کی جیلوں میں اور آئی ایس آئی کے خفیہ سیلوں میں جہاں اہل ایمان کے جسموں کو ادھیڑا جاتا ہے، وہیں اس بات کا بھی خصوصی اہتمام کیا جاتا ہے کہ مجاہدین اپنی عبادت پر خصوصی توجہ نہ دے سکیں۔ مدثر بھائیؒ بتاتے ہیں کہ ہمارے سیلوں میں اذان تک دینے پر پابندی تھی۔ سورج کی روشنی سے تو ہم پہلے ہی محروم تھے جس کی وجہ سے نماز کا وقت معلوم نہیں ہوتا تھا، اور گھڑیاں بھی ہمارے پاس نہیں تھیں۔ ساتھی اس وجہ سے کافی پریشان رہتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے سبیل پیدا کر دی۔

ہوا یوں کہ ہر روز نماز کے وقت چڑیا آنا شروع ہوگئی۔ چڑیا آکر چہچہاتی تھی جس سے نماز کا وقت کا اندازہ ہو جاتا۔ چڑیا پچھے وقت آتی تھی۔ عصر کی مثل اوّل اور مثل ثانی میں بھی آتی تھی۔ تمام ساتھی خوش تھے کہ اللہ تعالیٰ نے راستہ پیدا کر دیا تھا۔ ایک دن یوں ہوا کہ دو ساتھیوں کے درمیان کسی فروعی معاملے میں بحث چھڑ گئی۔ لڑائی کو بھی ایک خاص انداز میں ترتیب دیا گیا۔ سیل کے باہر دو ایجنسی والے دو مختلف فقہی مسالک کے بن کے آئے اور سیل کے دروازے کے قریب آکر ساتھیوں کے سامنے کسی فروعی مسئلے پر بحث شروع کر دی۔ کچھ دیر بحث کرنے کے بعد وہ چلے گئے۔ کچھ دیر ساتھی خاموش رہے پھر ساتھیوں نے اس مسئلے پر بحث شروع کر دی۔ بات بڑھ گئی۔ ساتھیوں نے ایک دوسرے سے بولنا چھوڑ دیا۔ اس دن ساتھی انتظار کرتے رہے لیکن چڑیا نہیں آئی۔ تمام ساتھی پریشان ہوگئے کہ اللہ رب العزت کی نصرت رک گئی۔ تمام ساتھیوں نے ان دو بھائیوں کو کوسا کہ آپ کی وجہ سے نصرت رک گئی۔ بہرحال ساتھیوں کی آپس میں صلح صفائی کروا دی گئی لیکن اس کے بعد وہ چڑیا پھر کبھی نہیں آئی۔

۶۔ جب مجاہدین نے ۲۱ رمضان المبارک کی رات ڈیرہ اسماعیل خان جیل پر کارروائی کی، تو بھائیوں کے بقول کارروائی کے دوران اللہ تعالیٰ کی نصرت کے بے شمار واقعات واضح طور پر دیکھنے کو ملے۔ جس میں خاص طور پر دشمن پر مجاہدین کی ہیبت اور رعب تھا۔ تقریباً ۳۰ کے قریب بھائیوں نے پوری جیل اور اس کے گرد و نواح کا کنٹرول سنبھالا اور ۱۵ ہزار سکیورٹی فورسز کے درمیان سے اپنے ساتھیوں کو چھڑا کر لے گئے۔ کارروائی میں موجود ایک بھائی نے مجھے یہ واقعہ سنایا جس کے یقینی ہونے میں مجھے کوئی تردد نہیں ہے۔

کارروائی کے لیے کچھ کرائے کی گاڑیاں لی گئی تھیں۔ اس بھائی کے بقول گاڑی والے نے ساتھیوں کو مطلوبہ جگہ پر اتارا، ساتھیوں کو اتارنے کے بعد جب وہ واپس ہوا تو آگے جا کر اس کو پولیس نے پکڑ لیا۔ ایس ایچ او نے اس سے پوچھا بتاؤ مجاہدین کو کہاں اتارا ہے تو اس نے سامنے اشارہ کیا جہاں پر اس نے مجاہدین کو اتارا تھا اور وہ بھائی اس کو صاف نظر آ رہے تھے۔ اس نے کہا وہ جا رہے ہیں۔ ایس ایچ او نے اس کو تھپڑ مارا اور کہا کہ جھوٹ بولتے ہو کہاں ہیں؟ ڈرائیور نے کہا میں کہتا رہا وہ جا رہے ہیں آپ لوگ مجھے صاف نظر آ رہے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے پولیس کو اندھا کر دیا اور مجاہدین وہاں سے صاف بچ کر نکل گئے۔ یہ واقعہ اس ڈرائیور نے مجاہدین کو اپنی رہائی کے بعد سنایا۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆☆

اومنہ ولسوالی کی فتح

معاذ بدر

آج سے ۱۶ سال قبل امریکہ اپنے صلیبی اتحادیوں کے ہمراہ امارت اسلامیہ افغانستان پر حملہ آور ہوا۔ ہمسائے ملک کی فوج اور حکومت نے تمام شرم و حیا کی حدوں کو پھلانگتے ہوئے اس صدی کی صلیبی جنگ میں کفار کا ساتھ دیا۔ پاکستان کا ڈھیٹ جرنیل طبقہ یہ کہتے ہوئے نظر آیا کہ "طوفان جب آئے سر نیچا کر لینا چاہئے، بچا لینا چاہئے، طوفان میں کہیں سر ہی نہ اڑ جائے۔" پاکستانی فوجی طبقے کے لیے تو پانچوں انگلیاں گھی میں اور سر کڑاہی میں آگیا۔ ان ہوس کے پجاریوں نے صرف دین کی خاطر اپنے گھروں کو چھوڑ کر آنے والے حضرت یوسف کے روحانی فرزندوں کو اور ان کی نصرت کرنے والے غیرت مند مسلمانوں کو بار بار اپنے امریکی آقاؤں کے ہاتھ بیچا اور اس کے عوض چند حقیر دنیاوی ٹکے کمائے۔ ایک مجاہد بھائی کے بقول، "جب مجھے پاکستانی خفیہ ایجنسی کے اہلکار امریکی کافروں کے حوالے کرنے لگے تو میں نے کہا کہ آپ کو شرم نہیں آتی، ایک مسلمان کو امریکی کافروں کے حوالے کرتے ہو، تو اس نے کہا کہ 'امریکی کافر ہیں لیکن ڈالر مسلمان ہیں'۔"

سچ فرمایا نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم نے:

إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

تم جو بے چارگی کی حدوں سے پرے
بے ضمیری کے قدموں کو چھونے لگے
جب لٹیرے دریچوں تلک آ گئے
تم نے بھائیوں کی گردن کو آگے کیا
اپنے بوٹوں پر گرد آنہ جائے کہیں
آنچلوں کو دوپٹوں کو صافی کیا
تم یہ کہتے ہو چوائس بچی ہی نہ تھی
میں یہ کہتا ہوں چوائس کبھی بھی نہ تھی
بھلا بیچ ایمان اور کفر کے کوئی چوائس بھی ہے؟

لیکن ادھر طالبانِ عالی شان 'عزت اور مومنانہ شان کے ساتھ مہاجرین کے شانہ بشانہ کفر کے ساتھ لڑتے رہے۔ مجاہدین صرف اپنے رب کے سہارے میدان میں کھڑے رہے۔

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ

گو کہ آنکھوں کے سامنے تورابورا اور دشت لیلیٰ جیسے مناظر تھے اور وقفے وقفے سے مختلف علاقوں کے سقوط کی خبریں آ رہی تھیں مگر ان کے سامنے صرف یہی آیت تھی:

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

"دل شکستہ نہ ہو اور نہ ہی غمگین ہو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم مومن ہو"۔

مرد مجاہد امیر المومنین ملا عمر رحمہ اللہ نے فرمایا، میرے سامنے دو وعدے ہیں، ایک اللہ رب العزت کا جو فرماتا ہے، 'میری زمین بڑی وسیع ہے، میرے راستے میں جو ہجرت کرے گا اسے پناہ ملے گی'۔ دوسرا دعویٰ بش کا ہے، 'تم زمین پر کہیں بھی چھپ جاؤ میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا'۔ پھر زمین والوں نے یہ نظارہ دیکھا، جو کل نہایت غرور و تکبر کے ساتھ آئے تھے انہیں اب ڈھونڈنے سے بھی واپسی کی راہیں نہیں مل رہیں۔

یار دوست تو پہلے ہی اس دہکتی ہوئی آگ میں اکیلا چھوڑ کر بھاگ گئے ... پتہ نہیں امریکہ "بہادر" کو کس چیز کا زعم تھا، پہلے بھی یار دوستوں نے بہت روکا، وہاں کے پہاڑ آگ اگلتے ہیں، برطانیہ نے بھی زور آزمائی کر لی۔ سوویت یونین بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ گرم پانی تو دور کی بات اسے تو اب خواب میں بھی افغانستان نظر آتا ہے۔ اب نیٹو کی حالت بھی پہلے والے کافروں سے زیادہ مختلف نہیں ہے۔

ابھی تو یہ آغاز ہے پیارے، ابھی سے بھاگے جاتے ہو
جنگ کا منظر دیکھ کے جانا، یوں کیوں بھاگے جاتے ہو
جنگ کرو گے کیسے تم، جب نعروں سے تھراتے ہو
موت سے تم گھبراتے ہو، اور موت سے میری یاری ہے

افغانستان کے صحراؤں بیابانوں میں ہر طرف طالبان کی فتوحات کی گونج ہے۔ 'افغان باقی کہسار باقی، الحکم للہ الملک للہ' کی گونج واضح اور صاف سنائی دے رہی ہے۔ امریکہ پریشان ہے کس پر توجہ دوں، قندوز پر بمباری کرتے ہیں، تو طالبان غزنی کی جیل سے اپنے ساتھی چھڑا کر لے جاتے ہیں۔ ہلمند پر توجہ کرتے ہیں، تو طالبان ارزگان شہر کی طرف پیش قدمی شروع کر دیتے ہیں۔ ارزگان میں کمک بھیجتے ہیں تو کابل کے ریڈ ایریاز میں فدائی نوجوان گھس جاتے ہیں۔ جب کہ دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے جہادی محاذ صومالیہ، عراق، شام، یمن، مالی، مغرب اسلامی، لیبیا، بنگلہ دیش، پاکستان اس کے علاوہ ہیں۔ امت کے جن شیروں کی محاذوں تک رسائی مشکل ہے تو وہ "فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ" پر عمل کرتے ہوئے کفار کے ممالک میں ریلیوں اور پارکوں اور جلسوں میں گاڑیاں لے کر کفار پر چڑھ دوڑتے ہیں۔ رب کی طرف سے ہدایت اور توفیق ملنے کے بعد نائٹ کلبوں میں گھس جاتے ہیں۔ آج عالم کفر "مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ" کی عملی تفسیر نظر آ رہا ہے۔ وقت کا مغرور ہاتھی آج کے ابابیلوں کے ہاتھوں بری طرح پٹ رہا ہے۔ نمرود کی طرح اسے بھی سمجھ نہیں آ رہی، کہ تقدیر کے مچھروں سے کیسے بچا جائے۔ مکر و فریب، جھوٹ اور میڈیا کے جھوٹے پروپیگنڈے سے جتنے جال بُنے تھے آج اس کو بکھرتے نظر آ رہے ہیں۔

ٹل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا

سنا ہے یہ قدسیوں سے میں نے وہ شیر پھر ہوشیار ہو گا

یہ شیر بالآخر ایک طویل غفلت کے بعد ہوشیار ہو چکا ہے، یہ امت بحیثیتِ امت جاگ چکی ہے۔ جس بیج کو شیخ اسامہ رحمہ اللہ اس امت کے سینے میں لگا گئے تھے، آج ان کی شہادت کے بعد یہ بیج ایک تناور درخت بن چکا ہے۔ جس کو اکھاڑنا عالم کفر کے بس کی بات نہیں ہے۔

وقت کے جادوگروں کے ساتھ ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے، جب اژدہے کو اپنے جھوٹ کے بنے سانپ نکلتے دیکھتے ہیں تو بے اختیار ان کے منہ سے نکلتا ہے، ربِّ موسیٰ وہارون!

یہی وجہ ہے کہ آج کا میڈیا طالبان سے عوام کی والہانہ محبت ختم نہیں کر سکتا اور طالبان کی فتح باوجود چھپانے کے چھپا نہیں پا رہا۔ کیونکہ طابان کی فتح اب نوشتہ دیوار بن چکی ہے۔

اللہ رب العزت جس کو چاہتے ہیں، اس قافلے کا راہی بناتے ہیں۔ میں اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے اس قافلے کا راہی بنایا اور اسلام کے لشکروں کی فتوحات میں ہمیں بھی شامل کیا۔ ایک کارروائی جس میں مجاہدین نے ایک ولسوالی پر قبضہ کیا اس میں مجھے شامل ہونے کی توفیق دی۔ میرا جی چاہتا ہے دکھوں کی ماری اس امت کو بتایا جائے کہ اس کی دعاؤں کی بدولت اس کے مجاہد بیٹے روز بروز فتوحات سمیٹ رہے ہیں۔

اومنہ ولسوالی پکتیکا ولایت کی جنگلات میں گھری ہوئی ایک نہایت اہم ولسوالی ہے۔ جس پر اب طالبان کا قبضہ ہے۔ یہ ولسوالی اس لیے بھی اہم ہے کہ پکتیکا کا مرکزی شہر شیرانہ اس کے بالکل قریب ہے۔ کارروائی سے پہلے مجاہدین نے ولسوالی کا مکمل محاصرہ کر لیا اور رسد کے سارے راستے بند کر دیے۔ ولسوالی کے اردگرد پانچ مورچے تھے۔ جو ولسوالی کے تحفظ کے لیے بنائے گئے تھے۔

اب مجاہدین کے امیر خالد مولوی صاحب (فرضی نام) نے تمام مجاہدین کو اکٹھا کیا اور ابتدا میں ولسوالی کے گرد مورچوں کو فتح کرنے کا پروگرام بنایا۔ ولسوالی کے دو اطراف میں کمین والے بھائی بھیج دیے تاکہ دشمن کی کوئی کمک نہ آسکے۔ ساتھ ہی دو اطراف میں زکویک (اینٹی ائر کرافٹ گن) کی گاڑیاں کھڑی کی گئیں تاکہ وہ مسلسل وقفے وقفے سے دشمن پر فائر کر کے اس کو پریشان کرتی رہیں۔ مورچے فتح کرنے کے لیے پانچ گروپ بنائے گئے اور ہر گروپ میں مزید تین سے چار گروپ بنائے گئے۔ تاکہ اگر ایک گروپ کسی وجہ سے مورچہ فتح نہ کر سکے تو اس کو دوسرا گروپ جا کر فتح کرے۔ پہلے دن مجاہدین دشمن کی طرف بڑھے اور قریبی پہاڑیوں پر اپنے اپنے مورچے سنبھال لیے، اور کارروائی کے لیے امر کا انتظار کرنے لگے۔ لیکن امرا کی طرف سے کارروائی کا امر نہیں آیا۔ وہ رات مجاہدین نے سخت سردی میں اپنے مورچوں میں گزاری۔ جب صبح ہوئی تو گروپ اپنے مورچوں سے نیچے اتر آئے اور شام کا انتظار کرنے لگے۔

دوسرے دن شام ہوتے ہی وہ گروپ پھر اپنے ہدف کی طرف بڑھے۔ میری تشکیل ایک بھائی کے ہمراہ بکتر بند گاڑی والے مجموعے میں کی گئی جن کا مقصد یہ تھا کہ اس نے پوسٹ کے قریب پہنچ کر پوسٹ کو فتح کرنا تھا۔ ہمارے مجموعے میں کل ۱۰ ساتھی تھے، ہمارے ساتھ آئے ہوئے اور مہاجر بھائیوں کی تشکیل مختلف جگہوں پر کی گئی۔ جن میں دو بھائیوں کی تشکیل ۷۵ ایم ایم توپ والے مجموعے اور دو بھائیوں کی تشکیل دوسرے تعارضی مجموعے میں کی گئی، جس کا مقصد دوسری پوسٹ کو فتح کرنا تھا۔ مزید دو ساتھیوں کی تشکیل دوسرے مرحلے میں ولسوالی کے تعارض والے مجموعے میں کی گئی۔ اس میں ایک بھائی کا نام ولید خان (سیف اللہ شہید) تھا۔ یہ بھائی اروزگان کی جنگ میں سنائپر کا فائر لگنے سے شہید ہو گئے۔ آپؒ کا تعلق مری سے تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی شہادت قبول فرمائے۔ آمین۔

ہماری بکتر بند گاڑی کے پیچھے زیکویک والی گاڑی کورنگ فائر کے لیے کھڑی کی گئی۔ ہمارے چاروں اطراف میں ہر ہر مجموعی اپنے اپنے امیر کی قیادت میں فتح کرنے کے لیے آگے بڑھا۔ زیکویک اور دوشکا کی گاڑیاں کھڑی کی گئیں تاکہ وہ دشمن کو مسلسل مصروف رکھیں۔ عشاء کی نماز کے بعد تعارض شروع ہوا۔ تینوں اطراف سے بھائیوں نے حملہ شروع کر دیا۔ راکٹ کے گولوں اور پیکا کی آوازیں آ رہی تھیں۔ اور ہماری طرف سے زیکویک والے بھائی نے فائرنگ شروع کر دی، اور ہم بکتر بند میں تیاری حالت میں بیٹھے امر کا انتظار کرنے لگے۔ اتنے میں زیکویک والے بھائی نے آگے بڑھنے کا سگنل دیا تو ہماری گاڑی کے ڈرائیور نے گاڑی پوسٹ کی طرف بڑھا دی۔ جب دشمن نے اپنی طرف بکتر بند آتے دیکھی تو انہوں نے شدید فائرنگ شروع کر دی۔ امیر صاحب نے سختی سے امر کیا کہ سارے ساتھی نیچے بیٹھے رہیں۔ ہم لوگ تیاری حالت میں اپنی سیٹوں پر بیٹھے رہے۔ گولیاں تیزی سے ہمارے اوپر سے جا رہی تھیں اور کچھ گولیاں ہمارے دائیں بائیں بھی ٹکرا رہی تھیں۔

جب ہماری گاڑی تقریباً ۱۵۰ میٹر قریب پہنچی تو ہماری طرف سے پیکا والے بھائیوں نے فائرنگ شروع کر دی۔ پیکا والے بھائی آگے بڑھتے ہوئے مسلسل فائر کر رہے تھے اتنے میں گاڑی بالکل پوسٹ کے قریب پہنچ گئی۔ ایک بھائی جس کی گن میں جی ایل (گرنیڈ لانچر) لگا ہوا تھا اس نے جی ایل فائر کیا۔ ڈرائیور نے جونہی گاڑی روکی تو ہم نے نیچے چھلانگ لگا دی اور پوسٹ کی طرف فائرنگ شروع کر دی۔ جب ہم گاڑی سے نیچے اترے تو گھمسان کی جنگ کا منظر تھا۔ گولیاں اور راکٹ کے گولے دائیں بائیں پھٹ رہے تھے۔ اتنے میں ایک بھائی نے راکٹ چلایا جو اندھیرے کی وجہ سے نشانے پر نہیں لگا، پھر ہشتاد دو (۸۲ ایم ایم) والے بھائی نے گولا ڈالا اور چلایا لیکن گولا مس ہو گیا۔ میں نے جلدی سے اس کا پیچھے والا ڈھکن کھولا اور گولا کھینچنے کی کوشش کی لیکن گولا اندر پھنسا ہوا تھا۔ ابھی پوسٹ سے شدید جوابی فائر آ رہا تھا، گولیاں دائیں بائیں پھٹ رہی تھیں۔ ہم جھاڑیوں کی

اوٹ میں لیٹ گئے تاکہ کرالنگ کرتے ہوئے پوسٹ پر چڑھیں کیونکہ کھڑا ہونے کی صورت میں شہادت یقینی تھی۔ گولیاں بالکل سر کے اوپر سے گزر رہی تھیں، اتنے میں راکٹ کا گولا گاڑی کے بونٹ پر آکر لگا جس کی وجہ سے اس کا موبل آئل والا ڈھکن لیک ہوگیا اور موبل آئل بہنے لگا۔ کچھ ہی دیر بعد گاڑی بند ہوگئی۔ امیر صاحب نے کہا لگتا ہے گاڑی خراب ہوگئی۔ گولیوں کی بارش تھوڑی کم ہوئی تو راکٹ والے بھائی نے کھڑے ہو کر اپنی پوزیشن سے کھڑے ہو کر فائر کیا جو خطا ہوگیا۔ اب پوسٹ والوں نے دوبارہ فائرنگ شروع کر دی۔ امیر صاحب نے نسبتاً محفوظ جگہ میں سب ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور پوچھا کہ اب کیا کیا جائے۔ پوسٹ کو فتح کرنا چاہئے یا واپسی کر کے دوسرے گروپ کو موقع دینا چاہئے۔ آپ بھائی مشورہ دیں۔

مشورے کے دوران پتہ چلا کہ ۸ بھائیوں میں ۳ بھائی زخمی ہو چکے تھے، ہم لوگ جس گاڑی میں بیٹھ کر پوسٹ کی طرف گئے تھے وہ بھی راکٹ کا گولا لگنے کی وجہ سے خراب ہو چکی تھی۔ بھائیوں نے امیر صاحب کو کہا کہ صورت حال آپ کے سامنے ہے۔ امیر صاحب نے پیچھے مرکز میں وائرلیس سے رابطہ کیا اور ساری صورت حال بتائی تو مرکز والوں نے جواب دیا کہ اگر آپ لوگ گاڑی تباہ کر سکتے ہیں تو تباہ کر دیں ورنہ گاڑی چھوڑ کر واپس آ جائیں۔ ایک بھائی نے ہشتاد دو کا گولا ڈالا اور فائر کیا تاکہ گاڑی کو تباہ کیا جا سکے لیکن نمی کی وجہ سے یہ گولا بھی مس ہوگیا اور ہم نے گاڑی تباہ کیے بغیر واپسی کا سفر شروع کر دیا۔ ابھی تھوڑا ہی سفر کیا تھا کہ ہمارے رہبر نے یہ نوید سنائی کہ ہم راستہ بھٹک چکے ہیں۔ اندھیری رات کی وجہ سے راستے کی صحیح نشاندہی نہیں ہو پا رہی تھی۔ اور یہ خوف بھی لگا ہوا تھا کہ کہیں دشمن کی طرف نہ نکل جائیں۔

پیچھے زیکویک والے بھائی سے رابطہ کیا کہ ہم راستہ بھول چکے ہیں تو زیکویک والے بھائی فائر سے راستے اور جگہ کی نشاندہی کرنے لگے۔ اتنے میں بارش بھی شروع ہوگئی۔ سردی بھی شدید تھی۔ شاید تقدیر کو ہماری آزمائش منظور تھی۔ ہم چل رہے تھے کہ دوسرے مجموعے والوں کی مخابرے پر آواز سنائی دی کہ اب ہم کیا کریں؟ آواز پر غور کیا تو پتہ چلا کہ ہمارے ہی بھائی تھے جو دوسری پوسٹ فتح کر چکے تھے اور مزید احکامات کے منتظر تھے۔ ان بھائیوں نے مورچے سے غنیمت اٹھائی اور مورچے کو آگ لگا دی۔ غنیمت میں ایک کلاشن کوف، ایک پیکا، ایک راکٹ لانچر اور راکٹ کے کچھ گولے وغیرہ شامل تھے۔ ہم نے تھوڑی دیر بعد پوسٹ پر آگ کے شعلے دیکھے۔ تھوڑی دیر بعد ہم بھی اللہ کی مدد سے زیکویک والے بھائی کے پاس پہنچ گئے۔

رات کا بقیہ حصہ وہیں زیکویک والے بھائیوں کے پاس گزارا جو تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد دشمن پر فائر کر رہے تھے۔ جب صبح ہوئی تو زیکویک والے بھائیوں کو جگہ تبدیل کرنے کا امر ملا ہم بھی زیکویک والی گاڑی کے ساتھ نئی جگہ پر آ گئے، جہاں پر دوسرے بھائی نماز ادا کر رہے تھے۔ ہم نے صبح کی نماز وہیں ادا کی۔

صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد ہم لوگ اس جگہ سے نکلے تو دیکھا کہ ایک گاڑی جا رہی تھی اس کے قریب پہنچے تو ایک شہید کی میت گاڑی لے کر جا رہی تھی۔ جو کہ رات کو پوسٹ پر تعارض میں راکٹ کا گولا لگنے سے شہید ہوا تھا۔ حیدر نام کا یہ شہید بھائی ایک مقامی انصار تھا اور اسے پیٹ اور پسلیوں میں راکٹ کا گولا آکر لگا تھا۔ اس شہید کی قریبی قبرستان میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور پھر اس شہید کو اس کے رشتہ دار اپنے علاقے میں لے گئے اور وہاں دفن کیا۔

ہم لوگ بہت تھک چکے تھے اور قریبی مسجد میں جا کر سو گئے۔ رات کی تھکن اتنی غالب تھی کہ ظہر کے وقت آنکھ کھلی۔ ظہر کی نماز اس مسجد میں پڑھی نماز کے بعد بقیہ طالبان بھی وہیں آ گئے۔ وہ رات سب طالبان نے مختلف مسجدوں میں گزاری۔ اب فیصلہ کن تعارض کرنا تھا۔

تیسرے دن سارے طالبان مختلف مساجد میں امر کے انتظار میں تھے لیکن وہ رات بھی وہیں گزاری جہاں دن گزارا تھا۔ اگلی صبح ہم بازار گئے تو وہاں دو بھائی جو مہاجر تھے' ان سے ملاقات ہوگئی۔ یہ بھائی فتح ہونے والی پوسٹ کے مجموعے میں تھے لیکن ان سے پہلے جانے والے گروپ نے پوسٹ کو فتح کیا۔ وہ مہاجر بھائی ہمیں اپنے ساتھ لے گئے اور مقامی طالبان کے ساتھ تعارف ہوا۔ انہوں نے انصار ہونے کے ناطے ہم (مہاجرین) کو بہت عزت و احترام دیا۔ آج بھی مقامی طالبان کے دلوں میں مہاجرین کی بہت عزت و احترام ہے۔ وہ مہاجرین کی خدمت اپنے لیے باعث اعزاز سمجھتے ہیں۔

چوتھے دن ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد مقامی کمان دان جو کہ تشکیل کے مسئول تھے انہوں نے تمام مجاہدین کو ظہر کے بعد ایک مسجد میں اکٹھا کیا۔ شام کو ولسوالی اور دو پوسٹیں جو بچ گئی تھیں ان پر تعارض اور کمین کے لیے مختلف تشکیلات کیں۔

مہاجر مجاہدین کا مجموعہ جو کہ ۱۴ ساتھیوں پر مشتمل تھا، ان کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا۔ کچھ بھائیوں کو پوسٹ پر تعارض کچھ کو ولسوالی کے تعارض اور کچھ کو کمین کے لیے بھیج دیا۔ مجھ سمیت چار بھائیوں کو ایک پوسٹ پر تعارض کے لیے بھیج دیا۔

مجاہدین جونہی مسجد سے کارروائی کے لیے نکلے تو ڈرون اور جیٹ طیارے آ گئے جو نچلی پرواز کر رہے تھے، مقامی امرا نے ساتھیوں کو مختلف انصار کے گھروں میں تقسیم کر دیا، اور کہا کہ مزید امر کا انتظار کریں۔ ہم نے رات کا کھانا وہیں انصار کے گھر کھایا۔ شام کو امرا نے تمام مجاہدین کو مخابرے پر امر دیا کہ رات کو اپنی اپنی جگہوں پر رہیں تعارض کل ہو گا۔ ہم نے رات وہیں انصار کے گھر گزاری۔ ہم جس گھر میں تھے وہ ایک مقامی ڈاکٹر کا گھر تھا جو کہ مہاجرین سے بہت محبت کرتا تھا۔ اس کا ایک طالب بیٹا افغانستان کی جیل میں تھا۔

جب اگلی صبح ہوئی یعنی پانچویں دن تقریباً ظہر کے قریب ذمہ داران نے تمام بھائیوں کو اپنی اپنی تشکیل کی جگہ پر بھیج دیا۔ مقامی امیر کی معیت میں تقریباً ۲۰ کے قریب ساتھی موٹر سائیکل پر بیٹھ کر پوسٹ پر تعارض کے لیے نکلے۔ تقریباً آدھا گھنٹہ موٹر سائیکل چلانے کے بعد ایک جگہ گاؤں میں جا کر عصر کی نماز پڑھ ی اور شڑنبے(لسی) سے کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے بعد ہم لوگ دوبارہ اس جگہ سے نکلے، ۱۵ منٹ موٹر سائیکل چلانے کے بعد ایک پہاڑی کی دامن میں جا کر موٹر سائیکل روک دی اور تمام موٹر سائیکلوں کو وہیں کھڑا کیا کیونکہ آگے موٹر سائیکل کا راستہ نہیں تھا۔ ہم رہبر کی معیت میں پیدل چلنے لگے۔ تقریباً ۲۰ منٹ چلنے کے بعد ولسوالی کے بالکل پیچھے آ گئے اور ایک پہاڑی پر چڑھ گئے۔ جہاں سے ہمارا ہدف یعنی پوسٹ اور ولسوالی صاف نظر آ رہی تھی، جن پر ہم نے تعارض کر کے فتح کرنا تھا۔

امیر صاحب نے سب ساتھیوں کو ایک جگہ جمع کیا اور مشورہ کیا کہ ابھی کیا کیا جائے۔ تو مشورے میں یہ طے پایا کہ گروپ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ امیر صاحب نے گروپ کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک ایک پوسٹ کی طرف بھیج دیا۔ ہر گروپ میں دو راکٹ لانچر اور ایک پیکا والا تھا۔ میرے پاس راکٹ لانچر اور کلاشن کوف تھی۔ میں نے راکٹ لانچر میں گولا ڈالا اور ایک پتھر کی ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور انتظار کرنے لگا کہ کب امر ملتا ہے اور میں راکٹ داغوں۔ انتظار کرتے کرتے مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ ہر بھائی نے اپنے اپنے پتھروں کی اوٹ میں بیٹھ کر تیمم کیا اور پتھروں کی اوٹ میں ہی بیٹھ کر نماز ادا کی کیونکہ ہم کھڑے نہیں ہو سکتے تھے، کھڑے ہونے کی صورت میں ہمیں دشمن صاف دیکھ لیتا۔ پوسٹیں بالکل ہمارے سامنے تھیں اور صاف نظر آ رہی تھیں۔

ہم سے کچھ فاصلے پر زیکویک والا بھائی مسلسل فائر کر رہا تھا جو کہ پوسٹ اور ولسوالی کے مرکز کی دیوار سے ٹکرا رہے تھے۔ ہم لوگ اپنی جگہ پر بیٹھ کر تعارض کا انتظار کرنے لگے، کہ کب امر ملتا ہے۔ اتنے میں عشاء کی نماز کا وقت بھی ہو گیا۔ ہم نے اسی حالت میں بیٹھ کر عشاء کی نماز ادا کی۔ دوسرے گروپ کا پیکا والا بھائی تھوڑے تھوڑے وقفے سے فائر کر رہا تھا لیکن پوسٹ سے بالکل جوابی فائر نہیں آ رہا تھا۔

عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد امیر صاحب ہمارے پاس آئے اور کہا کہ لگتا ہے اللہ نے دشمن پر اپنا رعب طاری کر دیا ہے اور پوسٹ چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ پوسٹ سے جوابی فائر بالکل نہیں آ رہا۔ میں پوسٹ میں جا کر دیکھتا ہوں اگر فائر آئے تو آپ لوگوں نے جوابی فائر کرنا ہے۔ امیر صاحب یہ کہہ کر پوسٹ کی طرف چلے گئے۔ امیر صاحب کو گئے ہوئے تھوڑی دیر ہو گئی تو ہم پریشان ہو گئے کہ ابھی تک امیر صاحب واپس کیوں نہیں آئے۔ تھوڑی دیر کے بعد امیر صاحب آئے اور انہوں نے آ کر خوش خبری دی کہ پوسٹ بالکل خالی ہے۔ دشمن پر اللہ نے اپنا رعب طاری کر دیا اور وہ علاقہ چھوڑ کر بھاگ گیا ہے۔ ولسوالی کے مرکز کی ارد گرد پہاڑیوں پر لائٹیں جل رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہمارے مجاہدین ہیں، علاقہ پورا فتح ہو چکا ہے۔ آپ لوگ اپنا اسلحہ یہاں رکھیں اور پوسٹ کے اندر جا کر غنیمت لے آئیں۔

یہ الفاظ سن کر عجیب حالت ہو گئی، یقین نہیں آ رہا تھا کہ اللہ نے اتنے بڑے کام کے لیے ہمیں چنا اور مکمل بھی کروا دیا۔ میں اور ایک اور بھائی پوسٹ میں گئے۔ ادھر جا کر دیکھا دیگر ساتھی سامان اٹھا رہے تھے۔ دیکھ کر عجیب خوشی ہوئی۔ کفر کی جھوٹی شان و شوکت کا عجیب حال ہوا پڑا تھا۔

مہنگی کارپٹ اور گدے اور دنیا کا ساز و سامان جن کے لیے انہوں نے اپنے ایمان کا سودا کیا تھا مجاہدین کے بوٹوں کے نیچے تھے۔ ایک بھائی نے سارا سامان ایک جگہ اکٹھا کیا۔ اتنے میں اور بھائی بھی آ گئے انہوں نے تمام سامان کو ایک جگہ اکٹھا کیا اور گٹھڑیوں میں باندھ دیا۔ نیچے گاڑی کھڑی تھی جو مختلف پوسٹوں سے غنیمت کا سامان اکٹھا کر رہی تھی۔ ہم نے اپنی پوسٹ سے سامان اٹھایا اور گاڑی میں ڈال دیا۔ گاڑی سامان اٹھا کر چلی گئی اور ہم ساتھی دوبارہ اپنے مورچوں میں چلے گئے۔ واپسی پر عجیب خوشی ہو رہی تھی، تھکاوٹ کا بالکل احساس نہیں ہو رہا تھا۔ واپسی پر میں یہ ترانہ پڑھتا ہوا جا رہا تھا

جو کاٹتی تھی سروں کی فصلیں، درانتی میں نے وہ توڑ دی ہے
وہ ضرب کاری ہتھوڑے والی، وہ ضرب دشمن کو موڑ دی ہے
جو میری عزت پہ حملہ کش تھے، کلائی ان کی مروڑ دی ہے
اٹھی تھی جو دین حق کی جانب، وہ چشم گستاخ پھوڑ دی ہے
خدائی دعوے جو کر رہے تھے، انہی کو درس فنا دیا ہے

ابھی ہم اپنے مورچوں پر پہنچے تو امیر صاحب کی طرف سے یہ پیغام آیا کہ تمام بھائی اپنے مورچوں پر رہیں رات کو پہاڑی سے نیچے نہیں اتریں۔ کیونکہ ڈرون اور جیٹ طیارے آ چکے تھے۔ یہ دشمن کی عادت ہے کہ جب بھی مجاہدین کوئی علاقہ فتح کرتے ہیں تو یہ عوام اور مجاہدین پر بمباریاں کرتے ہیں۔ ہم لوگ اپنے مورچوں میں بیٹھے صبح کا انتظار کرنے لگے، سردی بہت شدید تھی، اور ہوا بھی چل رہی تھی، خدا خدا کر کے صبح ہوئی ہم نے اپنے مورچوں پر صبح کی نماز تیمم سے ادا کی۔ صبح کی نماز کے بعد پہاڑی پر آگ جلائی جس کی وجہ سے سردی کم ہوئی۔ سورج کے نکلنے کے بعد امیر صاحب نے سب بھائیوں کو جمع کیا، جو کہ پہاڑ سے نیچے اتر آئے تھے۔ سب بھائی موٹر سائیکلوں پر بیٹھ کر ولسوالی مرکز کے اندر چلے گئے۔ یہاں پہنچتے ہی عجیب خوشی تھی۔ ہر ایک بھائی سجدہ ریز اور اللہ کا شکر ادا کر رہا تھا، جس کی نصرت کی وجہ سے اتنی بڑی کامیابی ملی تھی۔ مرکزی کیمپ کے پانچ کمرے تھے اور ایک بڑا ہال تھا۔

(بقیہ صفحہ ۹۸ پر)

ایک "درویش" ہر دل عزیز مجاہد

مولانا عبید الرحمٰن المرابط

(تخلص: درویش جاناں۔ تعلق: بنوں۔ تاریخ شہادت: رجب ۱۴۳۸ھ۔ اپریل ۲۰۱۷ء۔ مقام شہادت: افغانستان کے جنوب مشرقی صوبے۔ کارروائی: امریکی ڈرون حملہ۔)

بنوں کے مضافاتی علاقے کے ایک غریب گھرانے میں پیدا ہونے والا مجاہد فی سبیل اللہ۔ والد روزگار کے سلسلہ میں بیرون ملک میں کام کرتے تھے لیکن گھر بس گزارے سے ہی چلتا تھا۔ آفرین اس ماں پر جس نے والد کی دوری اور مالی تنگی کے باوجود اپنے بچوں کو غیرت و نخوت اور اسلام سے محبت پر قائم رکھا۔ اس کی شہادت اس کے والدین کے لیے اہم ترین اعزاز ہے کہ آخرت میں ان کی شفاعت کا ذریعہ ہے اور دنیا میں یہ فخر کہ فرعونِ وقت امریکہ نے انہیں ڈرون میزائل سے افغانستان میں نشانہ بنایا۔ امریکہ کو ایسے ہی شہسواروں سے خار ہوتی ہے جو امریکیوں اور اس کے حواریوں کو غلاظتوں میں لت پت پر تعیش زندگی سکون سے نہیں گزارنے دیتے۔

حساس، غیرت مند، دیندار صرف وہ نہیں بلکہ ایک اچھے درخت کا وہ تو صرف ایک رسیلا پھل تھا۔ اس سے پہلے اس کے ایک چچا مقبوضہ کشمیر میں شہید ہوئے۔ ایک ماموں زاد سقوطِ امارت کے وقت افغانستان میں شہید ہوئے۔ دیگر رشتہ دار بھی جہاد کے شیدائی تھے۔ ان ہستیوں پر مغربی میڈیا کا جادو کچھ اثر نہ کر سکا تھا۔ کیونکہ ان کے آباؤ اجداد نے اس جادو کا توڑ پہلے سے کر رکھا تھا۔ قرآن مبین اور سنت رسول امین صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم! سرزمینِ جہاد سے قربت کی بدولت آنکھوں دیکھا حال بھی سامنے تھے۔ ان کے آباؤ اجداد میں سے کئی علما و ائمہ مساجد تھے۔ اس طرح آباؤ اجداد کی دین داری اور پشتونوں کی غیرت و بہادری انہیں میراث میں ملی تھی۔ ایسے خاندان نے ویسے ہی دینی تحریکات کو پرکھ لیا ہوتا ہے۔ دعوت کے میدان میں سرگرم ہوں یا سیاست کے میدان میں۔ لیکن ان ہستیوں کو اپنا مقصود ان میں نظر نہیں آتا تھا۔ ان کا مقصود کیا تھا: مکمل سپردگی... جسم و جان اور روح و قلب سمیت......مال و دولت تو کچھ بھی نہیں......سب کچھ اللہ کے لیے حاضر۔

انگور اڈے میں ساتھیوں کی جان:

چنانچہ دنیا و آخرت کی عزت کے لیے یہ روحِ بے قرار ۲۰۱۰ء میں القاعدہ سے بیعت یافتہ ایک مجموعے کے ساتھ جڑ گئی۔ جنوبی وزیرستان کے صدر مقام وانہ کے شمال میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر واقع سرحدی گزرگاہ انگور اڈہ اور اس کے قریب کے علاقہ غرلامہ میں مجموعے کے عسکری ذمہ دار کے معاون رہے۔ حالات نے سخت جان تو پہلے سے ہی بنا دیا تھے۔ لہٰذا وہاں کے معسکرات میں خندقیں کھودنے اور اسلحہ کو محفوظ کرنے کے لیے زمین میں دفن کرنے کی خصوصی ذمہ داری ملی۔ انتہائی سرد اور برفیلے علاقے اور سخت پتھریلے پہاڑوں میں انہوں نے یہ کام سر انجام دیا۔ ان کے ساتھ وقت گزارنے والے ساتھی بتاتے ہیں کہ ساتھیوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے۔ ان کا انتہائی خیال رکھتے اور گپ شپ اور باتوں میں ڈھیلے سے ڈھیلے اور سست ترین ساتھی کو بھی کام پر لگا دیتے۔ کام بھی ہو جاتا اور ساتھی بھی ناراض نہ ہوتے۔ زندہ دل، باہمت اور غیرت مند......ریاضی اور سائنس کی کتابیں نہ پڑھ سکے تو کیا! کتابِ زندگی خود کیا اوروں کو پڑھا کر چلے بھی گئے۔ اور زندگی کے امتحان میں اعلیٰ ترین اعزاز سے سرفراز ہوئے۔ نشانِ شہادت۔ نحسبه کذلک واللہ حسیبه۔ ولا نزکی علی اللہ احدا۔

ان کی دالوں سے کچھ زیادہ نہیں بنتی تھی۔ مرکز میں دالیں دیکھیں تو ساتھیوں سے کہا "آپ لوگ ان کے بدلے سبزیاں خریدو، رہا گوشت لانا تو وہ میرے ذمے"۔ یہاں وہاں دوڑ دھوپ کر کے ہر ہفتے دیسی مرغی یا بکرے کا بندوبست کر دیتا۔ ساتھی بھی خوش بیت المال کی بھی بچت۔ اور خود کھانا پکائے تو ہر کھانا لذیذ۔ ساتھی تعریف کرتے تو کہتا مجھے پکانا نہیں آتا، بس غلطی سے اچھا پک جاتا ہے۔ یہ تو اس کی انکساری تھی، لیکن در حقیقت یہ اخلاص ہوتا ہے جو ہر کام میں مٹھاس بھر دیتا ہے۔

محسود میں محاذ کے ذمہ دار:

۲۰۱۰ء کے اواخر میں محسود علاقے کے ایک خط (محاذ) کا ذمہ دار مقرر کیا گیا جہاں وہ تین چار ماہ تک امریکہ کی غلام فوج سے لڑتے رہے یہاں تک کہ موسمِ سرما کی شدت سے مجاہدین کو پسپائی اختیار کرنی پڑی۔ اس دوران بھی ہمارے بھائی نمایاں رہے۔ ساتھیوں کی خدمت ہو یا پہاڑوں پر چڑھنا اترنا اور دوڑ دھوپ ہو۔ رمضان کے مہینے میں ایک کارروائی میں تمام ساتھی روزے سے تھے اور سب گرتے اٹھتے آرہے تھے۔ ایک ساتھی بتاتے ہیں کہ درویش نے اس وقت کہا: "بس اخلاص ہو اور جہاد تو جنت ہے"۔ اس وقت ان جملوں کا سب پر بہت اثر ہوا۔ جن کا ان سے پہلے واسطہ نہ پڑتا وہ انہیں سادہ گمان کرتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ محسود میں جب محاذ قائم ہوا تو درویش بھائی وہاں کے مرکز کی جان بن گئے۔ ایک ذمہ دار کہتے ہیں کہ:

> "اس دوران وہ ساتھی جن کے بارے میں ہم یہ سمجھتے تھے کہ ان کو چلانے کے لیے بہت صلاحیت کی ضرورت ہے۔ وہ تمام ساتھی ان پر فریفتہ ہو گئے۔ درویش خود بھی اطاعت میں بے مثال تھے اور ساتھ ہی ساتھ ساتھیوں کو عزت اور احترام دینے میں بھی کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے تھے"۔

جماعت کے ایک ذمہ دار درویش کے توکل کا ذکر کرتے ہوئے واقعہ سناتے ہوئے کہتے ہیں:

"ہم محسود کے علاقے سے نکل رہے تھے کیونکہ فوج رفتہ رفتہ آگے بڑھ رہی تھی۔ اس وقت ہم تین افراد تھے کہ گاڑی کا پمپ خراب ہو گیا اور پھر کمانی کے کلپ بھی ٹوٹ گئے۔ اوپر سے فوج کے گولے بھی پڑ رہے تھے۔ گاڑی رک گئی۔ ابو سیف بھائی اس دن روزے سے تھے۔ ہم پریشان بیٹھے تھے کہ آگے بھی رستہ میں فوج ہے جبکہ اس علاقے میں ہمارے علاوہ کوئی مخلوق نظر نہیں آ رہی تھی۔ لیکن جانان بھائی کہتے ہیں: کوئی مسئلہ ہی نہیں۔ جیسے ہی مغرب کا وقت داخل ہوا کہ سامنے سے مقامی طالبان کی ڈاٹسن نظر آئی۔ جانان نے اشارہ کیا۔ وہ رکے تو انہیں مسئلہ بتایا۔ انہوں نے فوراً کمانی کے دو کلپ نکال کر دیے۔ پھر کہا کہ کہاں جا رہے ہیں! آئیں ہمارے مرکز میں۔ سو ان کے ساتھ مرکز گئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں بکرا ذبح پڑا تھا۔ ابو سیف اور جانان اللہ کی اس مدد پر ایک دوسرے کو خوشی سے دیکھتے رہے۔ ابو سیف بھائی نے کہا کہ کاش مزید بھی دعا کر لیتا اگر اتنی جلدی ہی دعا قبول ہونی تھی"۔

افغانستان میں گرفتاری:

۲۰۱۱ء کے اگست یا ستمبر کے مہینے میں درویش بھائی سرحد کے اس پار افغانستان میں امریکہ کی غلام فوج سے لڑنے کے لیے کمربستہ ہوئے۔ اللہ کی تقدیر تھی کہ آزمائش آنی تھی اور ساتھیوں کے ساتھ ملی اردو کی ایک چوکی کے پاس گزرتے ہوئے گرفتار ہو گئے۔ اس وقت ان کے پاس اسلحہ بھی نہ تھا۔ گاڑی میں بیٹھے درویش نے ساتھی کو اشارہ کیا کہ میں گن چھیننے کی کوشش کروں گا، تم لوگ بھاگنا۔ اترتے ہی اس نے افغانی فوجی سے گن چھیننے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا کیونکہ فوجی نے مشین کا پٹہ گلے میں پہنا ہوا تھا۔ نتیجتاً دونوں گتھم گتھا ہو گئے۔ اتنا ہوا کہ چند ساتھی اس جھڑپ کی وجہ سے بھاگنے میں کامیاب ہو گئے۔ جب کہ خود ایک دو ساتھی سمیت گرفتار ہو گئے۔ وہ خود اپنی روداد سناتا ہے کہ: "تفتیش کے دوران کئی دفعہ امریکی اہلکاروں سے سامنا ہوا۔ میں ذہن میں منصوبے بناتا رہا کہ کسی طرح ان میں سے کسی کو ماروں"۔ وہ بتاتا ہے کہ منافق افغانی اہلکار آ کر کوشش کرتے کہ قیدیوں کو سزا کم کرنے کے وعدے دے کر اور ہمدرد بن کر ان سے معلومات حاصل کریں۔ بہر حال اسلحہ چھیننے کی کوشش پر اسے ۳ سال قید کی سزا سنائی گئی۔ اس کی روداد سے معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان سے افغانستان کے جیل کافی بہتر ہیں۔ ممکن ہے یہ اس لیے کہ افغانی اہلکار ابھی کچھ عرصہ پہلے ہی امریکی غلامی میں داخل ہوئے ہیں۔ کفر کی خدمت کرتے ہوئے بھی اسلام، داڑھی اور غیرت کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جبکہ ہمارے ہاں تو غلامی میں تین صدیاں گزر گئیں۔ انگریز کے صحیح غلام بن چکے ہیں۔ اِن کے دلوں میں دین کا بغض ان کے چہروں پر نظر آتا ہے۔ بھونکیں تو گالیوں کے سوا کچھ نہیں۔ لعنۃ اللہ علیھم (دونوں پر)۔ منافقوں کے لیے جہنم کا نچلا ترین حصہ مخصوص ہے۔ جو جتنا اپنے کفر و نفاق میں شدید۔ جہنم میں اتنا ہی نیچے اور شدید عذاب میں۔

بہادری اور ثبات:

تقریباً تین سال بعد ۲۰۱۳ء میں رہا ہو کر گاؤں گیا تو اس کا خوشی سے استقبال کیا گیا۔ لیکن یہ بھائی ایک دو مہینے بعد پھر سے سرزمین جہاد میں ساتھیوں کے ساتھ۔ اب کی بار اس کی عسکری تشکیل اسی کے علاقے میں کر دی گئی۔ ۲۰۱۴ء میں آپریشن ضرب کذب شروع ہوا تو اس دوران اسے کسی کام سے سرزمین جہاد کی طرف آنا پڑا۔ پہنچا تو پیچھے کے راستے ہی بند ہو گئے۔ بس! یہ جوان پھر سے سرحد کے دونوں پار امریکہ کی غلام فوجوں اور خود امریکہ سے لڑائی میں مصروف ہو گیا۔

اسی دوران مجاہدین کے استخبارات نے انہیں اٹھایا اور یوں اپنوں کے ہی ہاتھوں اسے اذیت ملی۔ یہاں تک کہ القاعدہ کی اعلیٰ قیادت کی طرف سے ان کے حق میں فیصلہ جاری ہوا۔ لیکن اس بھائی نے صبر و استقامت دکھائی اور اس سب کے باوجود اپنے مقصد سے جڑے رہے اور صحیح منہج پر ڈٹے رہے۔

ایک ساتھی ان کی بہادری کا ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ گومل دریا میں سیلاب آیا۔ ایک گاڑی میں ایک بوڑھی اماں، ایک خاتون اور بچی سوار تھے اور ڈرائیور دریا کو پار کرنے کی کوشش میں تھا۔ لیکن دریا کے عین وسط میں گاڑی ایسی پھنسی کہ الٹنے لگی۔ قریب تھا کہ دریا کا تیز بہاؤ گاڑی کو سواریوں سمیت اپنے ساتھ لے جائے۔ دریا کے کنارے مقامی افراد بھی کھڑے تھے اور میں اور درویش بھائی بھی کھڑے تھے۔ درویش بھائی نے ذرا بھی جھجکے بغیر اس طوفانی دریا میں چھلانگ لگا دی تاکہ ان خواتین کو بچا سکیں۔ جب کہ دیگر تمام افراد مبہوت کھڑے اسے دیکھتے رہ گئے۔ دریا کی لہریں اسے اٹھا اٹھا کر دور پھینک رہی تھیں اور وہ بار بار دریا کی لہروں کو چیرتے ہوئے واپس گاڑی کی طرف بڑھنے کی کوشش کرتا۔ آخر وہ اپنے حوصلے اور عزم سے دریا کو مخالف سمت میں چیرتے ہوئے گاڑی تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کو دیکھ کر مقامی افراد کو ہمت ہوئی اور ہاتھوں کی زنجیر بنا کر گاڑی تک پہنچے۔ اس طرح آخر کار خواتین بچ نکلیں"۔

ایک دوسرے ذمہ دار جنونی حد تک ان کی بہادری کا آنکھوں دیکھا حال بتاتے ہیں کہ:

"افغانستان میں ایک کیمپ پر کاروائی میں سامنے سے گولے آ رہے تھے۔ لیکن یہ کھڑا بالکل ان کی سیدھ میں ان پر (ہشتاد دو 82) سے جوابی گولے برسا رہا تھا جب کہ درمیان میں کوئی رکاوٹ بھی نہ تھی۔ جب بھی گولا پھینکنا ہوتا تو جوش کے مارے اس کے منہ سے جھاگ نکلتی اور مخصوص

آوازوں کے بعد تکبیر بلند کرتا۔ ہاتھ پاؤں اکڑے اور آنکھیں سرخ۔ اس دوران نہ وہ بیٹھتے نہ وقفہ کرتے۔ ایک طرف مارنے کے بعد دوسرا گولا بھرتے اور دوسری طرف کا نشانہ لیتے"۔

شہادت:

۲۰۱۵ء میں افغانستان کے علاقے گومل میں امریکی افغانی مشترکہ فضائی چھاپہ پڑا۔ درویش بھائی اس چھاپے میں ساتھیوں اور اسلحہ کو سنبھالنے کی کوشش کرتے رہے اور بچ نکلے۔ اسی عرصے میں ساتھیوں کے اصرار پر شادی کی باتیں شروع ہوئیں لیکن ساتھی کیا جانیں کہ حوریں اس کے انتظار میں بیٹھی تھیں۔ یہاں تک کہ بالآخر ۲۰۱۷ء میں آپ افغانستان ایک تشکیل کے لیے محوسفر تھے جب امریکی ڈرون نے گاڑی پر میزائیل مارا اور اپنے کئی ساتھیوں کے ساتھ اپنی منزل تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔ تقبلہ اللہ۔

درویش کے اہل خانہ اور عزیز و اقارب! خوش رہو کہ تمہارا سپوت کامیاب رہا۔ اور ڈٹے رہو۔ درویش کا ایک ساتھی بتاتا تھا کہ ان کی پردادی کو جب کسی پر غصہ آتا تو اسے (انگریز کا بچہ) ہونے کا طعنہ دیتیں۔ اسی طرح تم بھی حب مسلمین اور بغض کفار کو دلوں میں زندہ رکھو۔ یہی وہ ولاء و براء کا عقیدہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہمارے لیے قدوہ بنایا۔

اے پیارے بھائی! ہمیں چھوڑ کر چلے گئے۔ بس ہمیں یاد کرتے رہنا۔ اللہ سے دعا ہے کہ جنت میں آپ سے ملیں۔ آمین۔

یا اللہ سرزمین پاکستان میں ایسے لاکھوں جوان اور پیدا کر۔ یا اللہ درویش بھائی اور اس کے ساتھیوں کی قربانیوں کی بدولت پاکستان و افغانستان میں شریعت کی بہار جلد دکھا دے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

بقیہ: اومنہ ولسوالی کی فتح

مرکزی کیمپ کے ساتھ وزارت تعلیم اور انتخابات کا مرکز بھی تھا۔ ہر طرف سامان بکھرا ہوا تھا۔ بے شمار اسلحہ جس میں ۷۰ ہزار کلاشن کوف کی گولیاں، ۷۰ ہزار پیکا کی گولیاں، کلاشنکوفیں، پیکا، اور ۷۵ ایم ایم توپ، جی ایل کے بے شمار گولے، بلٹ پروف جیکٹیں، کمانڈو وردیاں، پیکا مشین گن کے بیرل کے علاوہ فرنیچر، گدے، جینریٹر کو چلانے والی بیٹریاں، ۷ کے قریب رینجر گاڑیاں، اس کے علاوہ خوراکی سامان جس میں ۵۰ کے قریب آٹے کی بوریاں، اور دال چاول کی بوریاں بھی شامل تھیں۔ یہ سب سامان غنیمت میں ہاتھ آیا۔ دنیا کی عجیب بے ثباتی اور بے وقعتی دیکھنے کو مل رہی تھی۔ مجاہدین قیمتی کارپٹ کو روندتے ہوئے غنیمت کا سامان اٹھا رہے تھے۔ سامان اٹھاتے ہوئے میرے ذہن میں شہید احسن عزیزؒ کے اشعار آ رہے تھے

ہم نے الحمد سے لے کر والنّاس تلک
جو بھی کچھ ہے پڑھا وہ بھلایا نہیں
ہم پہ روئیں ہماری ہی مائیں صدا
ہم نے تم کو اگر خوں رلایا نہیں
روند کر اہل ایمان کی بستیاں
کیسی جنت بسانے کے خوابوں میں ہو
یہ تو ممکن نہیں عیش سے تم رہو!
اور ملت ہماری عذابوں میں ہو

مجاہدین نے غنیمت کا سامان اٹھایا اور محفوظ مقام پر منتقل کر دیا۔ سامان کی منتقلی کے بعد مجاہدین نے عوام کو ولسوالی کے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ عوام کا ایک جم غفیر تھا اور سارے خدا کا شکر ادا کر رہے تھے اور مجاہدین کا بھی شکریہ ادا کر رہے تھے کہ آپ نے ہماری ان لٹیروں سے جان بچائی۔ ابھی عوام ولسوالی دیکھ رہی تھی کہ اتنے میں دوسری قریبی ولسوالی سے ہاون (مارٹر) کے گولے آنا شروع ہوگئے۔ مجاہدین نے جلدی سے عوام کو منتشر کر دیا۔ عوام کے چلے جانے کے بعد مجاہدین نے ولسوالی کو بارود لگا کر زمین بوس کر دیا۔ ہم لوگ رات کے تھکے ہوئے اور جاگے ہوئے تھے تو ایک مقامی کے گھر گئے کہ وہاں جا کر کھانا کھاتے ہیں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو ایک مقامی کو کہا کہ کیا آپ ہمارے لیے کھانا لاؤ گے؟ تو اس نے کہا کہ کیوں نہیں، آپ مجاہدین تو ہمارے محسن ہیں، آپ نے ہماری ان درندوں سے جان چھڑائی۔ انہوں نے تو ہمارا کچھ نہیں چھوڑا۔ نہ جان، نہ مال نہ عزت آبرو۔ یہ لٹیرے ہماری بکریاں چوری کر کے کھا جاتے تھے، گھر پر چھاپہ مار کر جو کچھ ہاتھ میں آتا لے جاتے۔

اس کے بعد ہم لوگ کچھ روز اس علاقے میں رہے۔ پھر ایک دن اعلان ہوا کہ غنیمت کا بازار لگا ہوا ہے جس نے خریداری کرنی ہے وہاں آ جائے۔ ہم لوگ وہاں پہنچے تو عجیب خوشی ہو رہی تھی۔ کفر کی ٹیکنالوجی جس کی بنا پر کفر خدائی کا دعوے دار بنا پھرتا ہے انتہائی سستے داموں بک رہی تھی۔ ٹیکنالوجی کو اللہ کے ناتواں بندوں کے آگے یوں ذلیل ہوتے دیکھ کر بہت خوشی ہوئی، ایک جگہ غنیمت کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ تمام مجاہدین نے وہاں جا کر خریداری کی۔ ہم نے بھی خریداری کی۔ اس کے بعد مقامی امیر نے سب مجاہدین کو اجازت دے دی کہ سارے مجاہدین اپنے علاقوں میں جا سکتے ہیں۔ پھر ہم مقامی رہبر کے ساتھ اپنے علاقے کی طرف لوٹ آئے۔ یوں اس حسین تشکیل کا حسین خاتمہ ہوا۔ وہ تشکیل تو ختم ہوگئی لیکن اس کی مہک آج بھی دل میں تازہ ہے۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِــُٔـوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ

☆☆☆☆☆

خراسان کے گرم محاذوں سے

ترتیب وتدوین: عمر فاروق

افغانستان میں محض اللہ کی نصرت کے سہارے مجاہدین صلیبی کفار کو عبرت ناک شکست سے دوچار کر رہے ہیں۔ اپریل ۲۰۱۸ء میں ہونے والی اہم اور بڑی کارروائیوں کی تفصیل پیش خدمت ہے۔ یہ تمام اعداد و شمار امارت اسلامیہ ہی کے پیش کردہ ہیں۔ تمام کارروائیوں کی مفصل روداد امارت اسلامیہ افغانستان کی ویب سائٹ http://www.urdu-alemarah.com پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

یکم اپریل:

☆صوبہ فریاب کے ضلع گرزیوان میں دشمن پر بوخن کے علاقے پر حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں چار اہم علاقوں (وادی شاخ، تخارہ، آب باریک اور بھارک) سے جنگ جوؤں نے فرار کی راہ اپنائی۔

☆صوبہ کابل کے ضلع سروبی میں جلال آباد، کابل قومی شاہراہ پر سورے تیگہ کے مقام پر فوجی کارروان اور آس پاس چوکیوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک، ایک فوجی رینجر گاڑی تباہ ہونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک اور زخمی اور مجاہدین نے مختلف النوع اسلحہ و دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ بدخشان کے ضلع جرم میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان جھڑپ ہوئی۔ جس کے نتیجے میں صوبائی اسسٹنٹ ڈائریکٹر سمیت 3 مخبر زخمی ہوئے۔

2اپریل:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر سے ضلع خوگیانی جانے والے فوجی کارروان پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 12 اہل کار ہلاک جب کہ 15 زخمی ہونے کے علاوہ 3 ٹینک تباہ ہوئے۔

3اپریل:

☆صوبہ روزگان کے ضلع چنارتو میں 40 جنگ جوؤں نے امارت اسلامیہ کے دعوت وارشاد کمیشن کے کارکنوں کی دعوت کو لبیک کہتے ہوئے مجاہدین کے مخالفت سے دست بردار ہوئے۔ یاد رہے کہ سرنڈر ہونے والوں نے 24 کلاشنکوف، ایک راکٹ لانچر ایک پستول اور ایک وائیر لیس سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین کے حوالے کردیا۔

☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں گنبد کے علاقے میں کمانڈر عبدالقادر کے سرپرستی میں 13 فوجی مجاہدین سے آملے۔ سرنڈر ہونے والوں نے 12 کلاشنکوف، 2 بم آفگن اور 7 موٹر سائیکلوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین کے حوالے کردیا۔

4اپریل:

☆صوبہ زابل کے ضلع قلات شہر میں سپینہ غبرگہ کے علاقے میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے رینجر گاڑی تباہ اور اس میں سوار 9 اہل کار ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں لیزر گن سے 2 فوجی ہلاک ہوئے۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں جرقلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 7 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ روزگان کے ضلع خاص روزگان میں ضلعی مرکز کے قریب واقع فوجی مراکز پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس سے 4 اہم مراکز فتح، 35 فوجی و جنگ جو ہلاک، جب کہ 14 گرفتار ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے صدر مقام گردیز شہر کے قریب انٹیلی جنس سروس ڈائریکٹوریٹ سے متصل مجاہدین نے فوجی اکیڈمی کے استاد اور زون کمانڈر کرنل جان آغا کو ایک اور وحشی مخبر محمد امین سمیت موت کے گھاٹ اتار دیا۔

5اپریل:

☆صوبہ لغمان کے صدر مقام مہترلام شہر میں کرنج آباد کے علاقے میں جنگ جوؤں کی چوکی پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح وہاں تعینات اہل کاروں میں سے 4 ہلاک جب کہ 5 زخمی اور مجاہدین نے تین کلاشنکوفیں، ایک راکٹ اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرکے بحفاظت اپنے مراکز کو لوٹ گئے۔

☆صوبہ نورستان کے ضلع نورگرام میں مجاہدین نے چوکی پر شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں چوکی فتح اور وہاں تعینات 2 پولیس اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی اور مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، تین کلاشنکوفیں، ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں سرخ سنگ کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے کمانڈر (اشرف) سمیت 5 اہل کار ہلاک، جب کہ 3 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ روزگان کے ضلع خاص روزگان میں ضلعی مرکز کے قریب واقع فوجی مراکز پر حملہ ہوا، جس سے 4 مراکز فتح، 35 اہل کار ہلاک، 14 گرفتار، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنائی۔ مجاہدین نے 8 کار مولی، 3 امریکن ہیوی مشن گن، ایک بم آفگن، 2 راکٹ لانچر اور ایک رائفل گن سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کرلیا۔

6اپریل:

☆صوبہ بلخ کے ضلع چمتال میں سیکورٹی فورسز نے مجاہدین کے خلاف کارروائی کا آغاز کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت

سے بزدل دشمن نے جانی و مالی نقصانات اٹھاتے ہی فرار کی راہ اپنالی اور اس دوران ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 36 سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ زابل کے ضلع ارغنداب میں شاولی چوکی میں تعینات 2 رابط مجاہدین نے دشمن پر حملہ کیا، جس سے کمانڈر (شیر علی) سمیت 5 اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔ رابط مجاہدین ایک راکٹ لانچر، 3 کار مولی، 8 کلاشنکوف، ایک ہیوی مشن گن، ایک بم آفگن اور ایک وئیر لیس سیٹ سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان مجاہدین تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ سرپل کے صدر مقام سرپل شہر میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 10 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 2 ہاموی ٹینک، 2 اینٹی ایئر کرافٹ گن، 2 مارٹر توپ، ایک راکٹ لانچر، ایک شلکا ہیوی مشن گن، 2 امریکن (GC) ہیوی مشن گن، 8 (M16) امریکن بندوقوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

7 اپریل:

☆صوبہ غور کے ضلع شہرک میں واقع چوکیوں پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ ہوا، جس سے 2 چوکیاں فتح، 5 فوجی ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 12 موٹر سائیکل اور 3 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازو سامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل میں گولائی کے علاقے میں مجاہدین نے انٹیلی جنس سروس اہل کار محمد آغا کو قتل کر دیا۔

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع یفتل پایان میں مجاہدین نے اعلیٰ فوجی افسر ضابط احمد کو قتل کر دیا

8 اپریل:

☆صوبہ سرپل کے ضلع سید آباد میں واقع چوکی پر مجاہدین نے چھاپہ مارا، جس سے چوکی فتح، 6 شر پسند ہلاک، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے 2 ہیوی مشن گن، 2 راکٹ لانچر اور 3 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع گیلان کے مرکز پر مجاہدین نے ایسے وقت میں میزائل داغے، جب کٹھ پتلی انتظامیہ کا صوبائی گورنر متین متین ایک جلسے خطاب کرنے والا تھا۔ میزائل جلسے کے قریب گرے اور صوبائی گورنر قافلے کے ہمراہ علاقے کو چھوڑ کر غزنی شہر کی جانب فرار ہو گیا۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع شورابک میں سروچاہان کے علاقے میں واقع چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 5 اہل کار ہلاک، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔ مجاہدین نے 2 کلاشنکوف اور 2 ہیوی مشن گنوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا

9 اپریل:

☆صوبہ زابل کے ضلع شینکئی میں فوجی پارٹی پر حملہ ہوا، جس سے 6 اہل کار ہلاک ہوئے۔

10 اپریل:

☆صوبہ میدان کے ضلع نرخ میں درانی کے علاقے میں سپیشل فورس اور کمانڈوز اہل کار ٹینکوں اور گاڑیوں کے اتر کر بڑی تعداد میں آس پاس کھڑے تھے، اس دوران امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہدین نے بارود بھری کے ذریعے سفاک اور وحشی دشمن کو شہیدی حملے کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں درجنوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

11 اپریل:

☆صوبہ قندہار کے صدر مقام قندہار شہر میں مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں ظالم اور وحشی کمانڈر (عبدالسلام عرف نان) سمیت ایک اور کمانڈر بھی ہلاک ہوا۔

☆صوبہ اورزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں کٹھ پتلی فوجیوں نے امریکی طیاروں ہمراہ آپریشن کا آغاز کیا، جن پر مجاہدین جوابی کارروائی کی، جس سے 3 ٹینک تباہ، اہم افسر (محمد ولی عرف احمدی) سمیت 11 اہل کار ہلاک، جب کہ 13 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ روزگان کے ضلع خاص روزگان میں سیدان کے علاقے میں فوجیوں و پولیس اہل کاروں مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس سے 15 اہل کار وزخمی، جب کہ دیگر نے فرار کی راہ اپنالی۔

12 اپریل:

☆صوبہ غزنی کے ضلع خواجہ عمری کے مرکز، پولیس ہیڈ کوارٹر اور آس پاس چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ضلعی و پولیس مراکز اور تین چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ ضلعی سربراہ، پولیس چیف اور اعلیٰ عہدیداروں سمیت 20 سے اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور مجاہدین نے کافی مقدار میں مختلف النوع ہلکے وبھاری ہتھیار اور فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع حصارک میں امریکی و کٹھ پتلی فوجوں نے مجاہدین کے مرکز پر چھاپہ مارا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں 4 کمانڈروز ہلاک جب کہ 7 زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں آپریشن کرنے والے فوجیوں اور جنگ جوؤں پر استشہادی مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے پانچ ٹینک تباہ اور 12 فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک میں کال قلعہ اور گنج آباد کے علاقوں میں آپریشن کرنے والے فوجیوں پر حملہ ہوا، جس سے 8 فوجی ہلاک، جب کہ 6 مزید زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں واقع پولیس اور مقامی جنگ جوؤں کی پانچ چوکیوں پر مجاہدین نے اسی نوعیت کا حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے تین چوکیاں فتح ہوئیں اور وہاں تعینات اہل کارروں میں سے 17 ہلاک جب کہ 11 زخمی اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا، اس کے علاوہ مجاہدین نے کافی مقدار میں اسلحہ و گولہ بارود غنیمت کر لی۔

13اپریل:

☆صوبہ قندھار کے ضلع معروف میں ضلعی مرکز کے قریب سمچک اور ابیک کے علاقوں میں فوجی قافلے پر حملہ ہوا، جس کے نتیجے میں 4ٹینک، 4رینجر اور ایک بائی فور گاڑی تباہ، 21 اہل کار ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 2رینجر گاڑیوں سمیت ایک اینٹی ایئر گرافٹ گن، ایک مارٹر توپ، ایک کلاشنکوف سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں پل کے علاقے میں فوجی یونٹ پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس سے یونٹ فتح، 4ٹینک تباہ، 20فوجی ہلاک، جب کہ 8زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 8 کلاشنکوف، ایک راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشن گن، ایک بم آفگن اور ایک وائیرلیس سیٹ سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ فراہ میں امریکی اور نیٹو افواج کے کمانڈر جان نکلسن کی آمد کے موقع پر امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے صوبائی ایئر بیس پر میزائل داغے، جو اہداف پر گر کر دشمن کے لیے نقصانات کا سامنا ہوا۔

☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان چھڑنے والی لڑائی دن بھر جاری ہے، جس کے نتیجے میں 2ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 11زخمی ہوئے۔

☆صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں نیک نام قلعہ کے علاقے میں مجاہدین نے فوجی کاررواں پر حملہ کیا، جس میں ایک ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 8 اہل کار ہلاک بھی ہوئے۔

14اپریل:

☆صوبہ غزنی کے ضلع خواجہ عمری میں ضلعی مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر اور آس پاس چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، اور ساتھ ہی تازہ دم اہل کارروں کو مجاہدین کی کمین گاہوں کا سامنا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت سے ضلعی مرکز، پولیس ہیڈکوارٹر اور تین چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 4ٹینک بھی تباہ ہوئے اور اس دوران ضلعی مرکز، انٹیلی جنس چیف، سیکورٹی افسر سمیت 47 اہل کار ہلاک جب کہ 23زخمی ہوئے اور مجاہدین نے دو فوجی رینجر گاڑیاں، 55عدد مختلف النوع ہلکے و بھاری ہتھیار اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لی۔

15اپریل:

☆صوبہ غزنی کے ضلع جغتو میں واقع 3پولیس چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے 2چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کارروں میں سے کمانڈر سمیت 8 ہلاک ہوئے، مجاہدین نے دو موٹر سائیکلیں اور مختلف النوع اسلحہ و فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ لوگر کے صدر مقام پل عالم شہر میں سپیس کے علاقے میں بم دھماکہ سے اعلیٰ فوجی افسر کرنل عبدلوہاب سمیت 4اہل کار ہلاک ہوئے اور ان کا ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع دولت آباد میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 2چوکیاں فتح، 6 جنگ جو ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے 2ہیوی مشن گن، 2راکٹ لانچر، ایک کلاشنکوف اور ایک مسلسل بندوق سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

☆صوبہ سرپل کے ضلع سنگچارک میں دشمن پر مجاہدین نے چھاپہ مارا، جس سے کمانڈر (حفیظ عرف گرگ) سمیت 11 اہل کار ہلاک، جب کہ 3زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر اور پانچ کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

16اپریل:

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں کوٹ وال کے علاقے میں واقع فوجی یونٹ پر حملہ ہوا، جس سے 15فوجی و پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں خشک کے علاقے میں مجاہدین نے پولیس چوکی پر اچانک حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کارروں میں سے 3ہلاک جب کہ 5زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے، اس کے علاوہ مجاہدین نے ایک ہیوی مشین گن، تین ہینڈ گرنیڈ، تین کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر کے بحفاظت اپنے مراکز کو لوٹ گئے۔

18اپریل:

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں شلگر اڈہ کے علاقے میں سفاک وحشی اور جنگ جوؤں کے جنرل کمانڈر بسم اللہ کو مسلحانہ کارروائی کے نتیجے میں قتل کر دیا گیا۔

☆صوبہ قندھار کے صدر مقام قندہار شہر میں حلقہ نمبر چار کے علاقے میں موٹر سائیکل کے ذریعے بم دھماکہ ہوا، جس سے ویگو گاڑی تباہ اور اس میں سوار سریع فورس کا اہم اور ظالم کمانڈر (جانان) سمیت 5اہل کار ہلاک ہوئے۔ یہ وحشی کمانڈر ضلع میوند میں 31 شہریوں کی شہادت میں ملوث تھا اور کافی عرصے سے مجاہدین کے نشانے پر تھا۔

19اپریل:

☆صوبہ روزگان کے صدر مقام ترینکوٹ شہر میں واقع فوجی مراکز پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس سے 17 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

21اپریل:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع غورماچ میں فوجی یونٹ پر حملہ کیا گیا، جس سے ٹینک تباہ اور اس میں سوار پولیس چیف (نور آغا خان) سمیت 4 اہل کار ہلاک، جب کہ 3زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں لیزر گن سے 5فوجی ہلاک ہوئے۔

22اپریل:

☆صوبہ نیمروز کے ضلع دلارام میں ٹال کے علاقے میں فوجی کانوائے پر حملہ ہوا، جس سے 2ٹینک تباہ، 3 اہل کار ہلاک، جب کہ 4زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ہلمند کے ضلع ناد علی میں واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے ایک چوکی فتح، اور 12 فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک ہوئے۔
☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک میں کٹھ پتلی سیکورٹی فورسز نے زمینی اور فضائی حملہ شروع کیا، جنہیں مجاہدین کی شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں ڈسٹرکٹ پولیس چیف کمانڈر ضابط خنجر، کمانڈروں الماس، سرور، لقمان سمیت 19 اہل کار ہلاک جب کہ ڈسٹرکٹ پولیس چیف کمانڈر خنجر اور 16 اہل کار زخمی ہونے کے علاوہ ایک ٹینک اور دو رینجر گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں اور دشمن نے فرار کی راہ اپنالی۔
☆صوبہ اورزگان میں ترینکوٹ کے ائیر بیس پر مجاہدین نے میزائل داغے، جس سے ایک امریکی قابض فوجی ہلاک، جب کہ 2زخمی ہوئے۔

23اپریل:

☆صوبہ ہلمند کے ضلع گریشک میں ضلعی بازار کے قریب واقع چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک و گاڑی تباہ اور کمانڈر (آغا محمد) سمیت 9 اہل کار ہلاک، جب کہ کمانڈر (عبد الرزاق) اور کمانڈر (محمد آغا) سمیت 5زخمی ہوئے۔
☆صوبہ فراہ کے ضلع بالابلوک میں واقع پولیس چوکی پر حملہ ہوا، جس سے چوکی فتح، 3 گاڑی تباہ، کمانڈر (باری گل) سمیت 7اہل کار موقع پر ہلاک ہوئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، 3 چلتر بندوق اور 3 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ بادغیس کے صدر مقام قلعہ نو میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے 16 اہل کار ہلاک۔ مجاہدین نے 6 کار مولی بندوقوں سمیت مختلف النوع فوجی سازو سامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں دفاعی چوکیوں پر حملہ ہوا، جس سے 11 فوجی ہلاک، جب کہ 11 مزید زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے 2 گاریاں، 10 موٹر سائیکل، ایک مارٹر توپ اور 3 کلاشنکوفوں سمیت مختلف النوع فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔

24اپریل:

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں دشمن پر حملہ ہوا، جس سے ٹینک تباہ، اہم اور وحشی کمانڈر (جنرل غلام فاروق عرف قاطع) سمیت 4 اہل کار ہلاک، جب کہ 2زخمی ہوئے۔
☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر کے قیاغ کے علاقے میں واقع 2 پولیس چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے دونوں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کارروں میں سے 12 ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔ مجاہدین نے دو ہیوی مشین گن، پانچ کلاشنکوفیں، ایک ہینڈ گرنیڈ، ایک راکٹ لانچر اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں واقع پولیس چوکی پر مجاہدین نے حملہ کر کے اس پر قبضہ جمالیا اور وہاں تعینات اہل کارروں میں سے 7 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہو گئے۔ مجاہدین نے ایک راکٹ لانچر، ایک ہیوی مشین گن اور مختلف النوع اسلحہ و فوجی ساز غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں فوجی یونٹ پر حملہ ہوا، جس سے مرکز فتح، 2 ٹینک تباہ، 17 پولیس اہل کار ہلاک۔ مجاہدین نے 2 ٹینک اور 20 عدد اسلحہ غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ جوزجان کے ضلع فیض آباد میں سیکورٹی فورسز کے خلاف وسیع کارروائی کا آغاز کیا گیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے دو بڑے دیہات فتح ہونے کے علاوہ 6 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 10 زخمی اور ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

25اپریل:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع سنگ آتش میں واقع دو فوجی چوکیوں پر مجاہدین نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے دونوں چوکیاں فتح اور وہاں تعینات اہل کارروں میں سے 4 ہلاک جب کہ دیگر فرار ہو گئے۔ مجاہدین نے ایک اینٹی ایئر کرافٹ گن، چار کلاشنکوفیں، چار موٹر سائیکلیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ زابل کے ضلع سیوری میں میراخور کے علاقے میں مجاہدین نے سیکورٹی فورسز پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک ٹینک تباہ ونے کے علاوہ 5 اہل کار ہلاک اور مجاہدین نے پانچ ایم16 امریکی گنیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کر لیا۔
☆صوبہ کابل کے ضلع دہ سبز کے ترہ خیل کے علاقے میں مجاہدین نے اعلی انٹیلی جنس سروس اہل کار خان محمد کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔
☆صوبہ ننگرہار کے ضلع گوشتہ کے مرکز پر میزائل داغے گئے، جس کے نتیجے میں نائب ضلعی سربراہ سمیت 3 اہل کار ہلاک جب کہ ایک زخمی ہوا۔

26اپریل:

☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک میں مجاہدین اور کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان شدید لڑائی چھڑ گئی، جس کے نتیجے میں کمانڈر عبدل سمیت 14 اہل کار ہلاک جب کہ کمانڈر مرستیال کے ہمراہ 16 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ ننگرہار کے صدر مقام جلال آباد شہر کے قریب ایئرپورٹ کے سامنے سپیشل فورس اہل کارروں کی گاڑی کو مجاہدین نے حکمت عملی کے تحت دھماکہ خیز مواد کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں گاڑی تباہ اور اس میں سوار 4 اہل کار موقع پر ہلاک جب کہ 5 زخمی ہوئے۔
☆صوبہ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں شاغولی کے علاقے میں واقع دو چوکیوں پر مجاہدین نے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں ایک چوکی فتح اور دوسری تباہ ہونے کے علاوہ کمانڈر سمیت 7 اہل کار ہلاک جب کہ 5 زخمی اور مجاہدین نے کافی مقدار میں اسلحہ غنیمت کر لی۔

☆صوبہ بغلان کے ضلع پل خمری میں واقع چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا، جس میں اب تک اللہ تعالی کی نصرت سے مجاہدین وسیع علاقے پر قابض ہوئے اور معروف کمانڈر محب اللہ سمیت درجنوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

☆صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں چغاتک کے علاقے میں قائم چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے تین چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ پانچ تباہ اور 9 اہل کار ہلاک جب کہ 15 زخمی ہوئے، مجاہدین نے ایک مارٹر توپ، پانچ کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی میں واقع کٹھ پتلی فوجوں کے مرکز پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے چوکی فتح اور وہاں تعینات 19 اہل کار ہلاک جب کہ 6 زخمی اور ایک ٹینک و دو گاڑیاں بھی تباہ ہوئیں۔

☆صوبہ زابل کے ضلع دائی چوپان کے مرکز کے قریب آس پاس چوکیوں اور مراکز پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے 5 چوکیاں فتح ہونے کے علاوہ 15 اہل کار ہلاک جب کہ 7 زخمی اور دیگر فرار ہونے میں کامیاب ہوئے اور ساتھ ہی مجاہدین نے ایک اینٹی ایئرکرافٹ گن، ایک ہیوی مشین گن، دو کلاشنکوفیں اور دیگر فوجی سازوسامان بھی غنیمت کرلیا۔

☆صوبہ لوگر کے ضلع محمد آغہ میں واغجان کے علاقے میں مجاہدین نے صوبائی نائب گورنر کے قافلے پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں نائب گورنر قمرالدین شکیب سمیت 9 اہل کار ہلاک جب کہ صوبائی کورٹ کے سربراہ اور گورنر ترجمان سلیم صالح کے ہمراہ متعدد زخمی ہوئے۔

27اپریل:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع بٹی کوٹ میں 8 افغان فوجی 'مجاہدین سے آملے۔

☆صوبہ قندہار کے ضلع میوند میں مندوزئی کے علاقے میں پہلے دشمن پر دھماکہ ہوا، جس سے گاڑی تباہ ہوئی اور اس میں سوار کمانڈر رحمت اللہ ہلاک جب کہ بعد میں مجاہدین نے دشمن پر حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 فوجی ہلاک جب کہ 6 زخمی ہوئے۔

28اپریل:

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع گوشتہ کے مرکز، خویزئی اور سربند کے علاقوں میں واقع جنگ جوؤں اور پولیس چوکیوں پر مجاہدین نے ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے شدید حملہ کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے سربند نامی چوکی فتح اور وہاں تعینات اہل کارروں میں سے 7 ہلاک اور دیگر فرار، رینجر گاڑی تباہ ہوگئی اور مجاہدین نے دوراکٹ لانچر، دو ہیوی مشین گن، چار کلاشنکوفیں، ایک موٹر سائیکل اور دیگر فوجی سازوسامان غنیمت کرلی۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع غنی خیل کے رہائشی پانچ افغان فوجی 'مجاہدین سے آملے۔

☆صوبہ غزنی کے صدر مقام غزنی شہر میں فوجی کارروان پر ہلکے وبھاری ہتھیاروں سے وسیع حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں 15 سیکورٹی اہل کار ہلاک جب کہ 11 زخمی اور 6 فوجی ٹینک بھی مکمل طور پر ہوئے اور دشمن نے فرار کی راہ اپنالی۔

☆صوبہ غزنی کے ضلع جغتو میں بم دھماکوں سے 2 فوجی ٹینک تباہ ہونے کے علاوہ 7 اہل کار ہلاک جب کہ 4 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ بدخشاں کے ضلع تیشکان میں مجاہدین نے دشمن کے خلاف کارروئی کا آغاز کیا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالی کی نصرت سے فوجی مرکز، 8 چوکیاں اور درجنوں گاؤں فتح ہونے کے علاوہ 14 اہل کار ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور دیگر فرار ہوگئے۔

☆صوبہ ہرات کے ضلع شینڈنڈ میں مجاہدین نے فوجی کارروان پر ہلکے و بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 5 اہل کار ہلاک جب کہ 11 زخمی ہوئے۔

☆صوبہ ہلمند کے ضلع نادعلی میں واقع فوجی مرکز پر امارت اسلامیہ کے فدائی مجاہد شہید رحمت اللہ محبت تقبلہ اللہ بارود بھرے مزدا ٹرک کے ذریعے شہیدی حملہ سرانجام دیا، جس کے نتیجے میں مرکز مکمل طور پر مہندم اور وہاں تعینات اہل کارروں میں سے 29 ہلاک جب کہ 12 زخمی اور 6 فوجی ٹینک و گاڑیاں بھی مکمل طور پر تباہ ہوئیں۔

29اپریل:

☆صوبہ بادغیس ضلع قادس میں دو کمانڈروں رئیس عبدال اور گل امین نے 26 سیکورٹی اہل کارروں کے ہمراہ مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔

☆صوبہ ننگرہار کے ضلع رودات کے مربوطہ علاقے میں مجاہدین نے امریکی جاسوس ڈرون طیارے کو نشانہ بناکر مار گرایا

☆صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک میں ارزنکار کے علاقے میں مجاہدین اور جارح امریکی و کٹھ پتلی فوجوں کے درمیان چھڑنے والی لڑائی میں ایک امریکی بکتر بند ٹینک بم دھماکہ سے تباہ ہونے کے علاوہ اس میں سوار وحشی فوجی بھی ہلاک اور زخمی ہوئے۔

30اپریل:

☆صوبہ بادغیس کے ضلع قادس میں ہمایون خان کے علاقے میں فوجی کمانڈر سخی حقائق کا ادراک کرتے ہوئے 19 فوجیوں اور اسلحہ سمیت مجاہدین سے آملے۔

☆صوبہ قندوز کے صدر مقام قندوز شہر میں کٹھ پتلی فوجوں پر دھماکے ہوئے، جس کے نتیجے میں 12 اہل کار ہلاک جب کہ ایک ٹینک بھی تباہ ہوا۔

☆صوبہ کاپیسا کے ضلع تگاب میں نوروز خیل کے علاقے میں امریکی فوجوں اور کٹھ پتلی کمانڈوز نے مجاہدین کے مراکز پر چھاپہ مارا، جنہیں شدید مزاحمت کا سامنا ہوا اور اس دوران 2 امریکی اور تین کمانڈوز ہلاک جب کہ متعدد زخمی اور دیگر فرار ہوئے۔

☆☆☆☆☆

غیرت مند قبائل کی سرزمین سے

عبدالرب ظہیر

قبائل اور مالا کنڈ ڈویژن کے ملحقہ علاقوں میں روزانہ کئی عملیات (کارروائیاں) ہوتی ہیں لیکن اُن تمام کی تفصیلات ادارے تک نہیں پہنچ پاتیں اس لیے میسر اطلاعات ہی شائع کی جاتیں ہیں۔ متعلقہ علاقوں کے ذمہ داران سے بھی گذارش ہے کہ وہ تفصیلی خبریں ادارے تک پہنچا کر اُمت کو خوش خبریاں پہنچانے میں معاونت فرمائیں (ادارہ)۔

۵ اپریل: باجوڑ ایجنسی (ٹرائبل نیوز) باجوڑ ایجنسی کی تحصیل سلارزئی میں پاک فوج اور شدت پسندوں کے درمیان ایک ہفتے سے جاری جنگ میں آج صبح بھی تحصیل سلازئی میں پاک فوج کو شدت پسندوں کیجانب سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، ٹرائبل نیوز کو موصول ذرائع کے مطابق اب تک پاک فوج کے پندرہ جوان جان دے چکے ہیں جبکہ متعدد اہلکار زخمی بھی ہوئے ہیں۔

۷ اپریل: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں فوجی گاڑی کو بارودی سرنگ حملے کا نشانہ بنایا گیا، جس کے نتیجے میں ۹ فوجی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۹ اپریل: باجوڑ کے سرحدی علاقے چاچاگے سر میں فوجی چیک پوسٹ پر مجاہدین نے ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں دسیوں فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۰ اپریل: کوئٹہ میں بلیلی چیک پوسٹ کے قریب ایئرپورٹ روڈ پر آئی ایس آئی، ایم آئی اورایف سی کے مشترکہ قافلے پر فدائی حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں بیسیوں سیکورٹی اور جاسوسی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۰ اپریل: کرم ایجنسی کی تحصیل علی زئی میں پاکستانی فوج کی چیک پوسٹ گلدی پوسٹ پر حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں آرمی اہل کار ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

۱۵ اپریل: شمالی وزیرستان کے علاقے میر علی میں بائی پاس کے قریب ملیشیافورسز کی گاڑی کا بارودی سرنگ دھماکہ کا نشانہ بنایا گیا، جس کے نتیجے میں گاڑی مکمل طور پر تباہ اور اس میں سوار ۱۵ فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

۱۵ اپریل: لوئر کرم ایجنسی کے علاقے لکہ تیگہ میں پاکستانی فوج پر حملے کے نتیجے میں ۵ فوجی اہل کار ہلاک اور ۱۲ زخمی ہوئے۔

۱۵ اپریل: بنوں سے رزمک جانے والے فوجی کانوائے میں شامل گاڑی کو بارودی سرنگ حملے کا نشانہ بنایا، جس کے نتیجے میں ۹ فوجی اہل کار زخمی ہوئے۔

۱۹ اپریل: شمالی وزیرستان کی تحصیل بویا میں فوجی گاڑی کو بارودی سرنگ سے نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں ۲ فوجی اہل کار ہلاک اور ۷ زخمی ہوئے۔

۱۹ اپریل: شمالی وزیرستان کی تحصیل میر علی میں فوجی گاڑی کو بارودی سرنگ سے نشانہ بنایا گیا جس کے نتیجے میں ۲ فوجی اہل کار ہلاک اور ۵ زخمی ہوئے۔

۱۸ اپریل: خیبر ایجنسی کی تحصیل باڑہ کے علاقے اکاخیل میں سیکورٹی اہل کار بارودی سرنگوں کے صفایا میں مصروف تھے جب بارودی مواد دھماکے سے پھٹ گیا۔

۱۸ اپریل: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے شیر نہ میں فوجیوں کے والی بال گراؤنڈ میں بم دھماکہ سے متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۱۵ اپریل: بنوں میں چیک پوسٹ کے قریب ایف سی کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم سے حملہ کیا گیا ہے جس سے ۱۳ اہل کار شدید زخمی ہوئے

۲۲ اپریل: شمالی وزیرستان کی تحصیل دتہ خیل کے علاقے دری واستے میں بارودی سرنگ دھماکہ کے نتیجے میں ایک سیکورٹی اہل کار ہلاک اور ۳ زخمی ہوئے

۲۲ اپریل: شمالی وزیرستان کے تحصیل میر علی کے علاقے کھجوری میں سیکورٹی فورسز کی گاڑی پر ریموٹ کنٹرول بم حملہ کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں ۸ اہل کار ہلاک اور کئی زخمی ہوئے۔

۲۲ اپریل: کوئٹہ کے علاقے مغربی بائی پاس پر فائرنگ سے ایک پولیس اہل کار ہلاک ہو گیا۔

۲۴ اپریل: کوئٹہ میں ایئرپورٹ کے قریب پولیس کی گاڑی کو فدائی حملے میں نشانہ بنایا گیا۔ جس کے نتیجے میں ۵ پولیس اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۲۴ اپریل: کرم ایجنسی کی تحصیل علی زئی میں ایف سی کی پوسٹ پر ہلکے اور بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا گیا، جس کے نتیجے میں ایک ایف سی اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

۲۴ اپریل: ڈی آئی خان میں لیاقت پارک کے قریب پولیس اہل کاروں پر دستی بم حملے کے نتیجے میں ۵ پولیس اہل کار زخمی ہوئے۔

۲۴ اپریل: مستونگ کے علاقے دشت کمیلا کراس میں ریلوے پھاٹک پر قائم سیکورٹی فورسز کی چوکی پر حملہ میں متعدد سیکورٹی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۶ اپریل: مہمند ایجنسی کی تحصیل صافی کے علاقے شیخ بابا میں پاکستانی فوج کی پوسٹوں پر مجاہدین کے حملوں میں ۶ اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۹ اپریل: مہمند ایجنسی کی تحصیل بائیزئی کے علاقے میٹئی میں فوجی چیک پوسٹ پر حملے کے نتیجے میں متعدد فوجی اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

۲۹ اپریل: ڈی آئی خان میں تھانہ سٹی پر دستی بم حملے کے نتیجے میں ایک پولیس اہل کار زخمی ہو گیا۔

☆☆☆☆☆

زاہد مصطفیٰ

ناگن چورنگی کراچی رات کے وقت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک سڑک پر لکھ دیا گیا جس پر رات بھر گاڑیاں چلتی رہیں:

''مدینہ ثانی اور اسلام کا قلعہ ''ہونے کی دعوے دار ریاست جہاں کچھ عرصہ قبل تک انٹرنیٹ پر اللہ عزوجل اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کی جاتی رہیں ان کو سرکاری سرپرستی میں ملک سے فرار کروایا گیا اور اب ان درندوں کی یہ جرات ہو چکی کہ سڑکوں پر آکر یہ گستاخیاں کریں گے اور کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا۔ معاملہ اگر کسی مذہبی یا غیر مذہبی سیاسی جماعت کے رہنما پر کیچڑ اچھالنے یا الزام تراشی کا ہوتا تو ممکن تھا کہ ایسا ردعمل دیکھنے میں آتا جو ٹی وی چینلز دکھانے پر اور اس کے متعلق بات کرنے پر مجبور ہو جاتے۔ لیکن دو کروڑ سے زائد آبادی والے شہر میں احتجاج صرف اسی جگہ تک اور اسی دن تک محدود رہا اور بات آئی گئی ہوگئی۔ فیا اسفاہ

پاکستانی ماہانہ ۷۔۳ارب موبائل فون بیلنس پر پھونکنے لگے:

ٹیلی کمیونیکیشن ادارے جس پیمانے پر پاکستانی عوام کی جیبوں سے ان کی آمدن کا بڑا حصہ نکال رہے ہیں شاید ہی کوئی اور شعبہ یا ادارہ ایسا کر پا رہا ہو۔ تمام ہی کمپنیاں تھری جی اور فور جی کی سہولت فراہم کر رہی ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے نام پر حاصل کی جانے یہ ترقی معلومات کے حصول کا بھی باعث بن رہی ہے یا صرف فلموں کی ڈاؤنلوڈنگ کے ریکارڈ توڑنے کے ہدف حاصل کیے جا رہے ہیں۔ ریپ اور زیادتی کے واقعات اب شہروں تک محدود نہیں رہے بلکہ دیہات بھی اب تیزی سے اس اخلاقی گراوٹ کا نشانہ بن رہے ہیں جو چند سال پہلے تک محفوظ تھے۔ اب جب کہ کم عمر بچے بھی موبائل اور انٹرنیٹ سے جڑے رہتے ہیں تو کیا ضروری نہیں تھا کہ انفرادی ، اجتماعی اور حکومتی سطح پر بھی گندگی کے اس سیلاب کی روک تھام کے لیے کوئی تدبیر عمل میں لائی جاتی اور ایسا کرنے کے لیے بھی کسی راکٹ سائنس یا فنڈز مختص کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ یوٹیوب کی ہی مثال لے لیجیے ایسا تو بہت سے ملکوں میں عملدرآمد بھی ہو رہا ہے کہ متعلقہ کی ورڈز یعنی حروف کی شناخت کے ذریعے وہ لنکس نہیں کھل پاتے جہاں فحش مواد ہے اگر سو فیصد روک تھام نہ بھی ہوسکی تو کم از کم ۸۰ فی صد ہی ہو جائے لیکن کوئی سوچے تو صحیح!

وزارت خارجہ کی ملی بھگت سے دو برس میں درآمد کی جانے والی ۳۳کروڑ کی غیر قانونی شراب کے سکینڈل کے خلاف تحقیقات کا آغاز

خبر کے مطابق شراب کے کنٹینرز کراچی کی بندرگاہ سے سفارتی استثنٰی کی بدولت بغیر معائنے کے ریلیز کروائے جاتے رہے۔ اس حوالے سے بھی چھان بین کی جا رہی ہے کہ یہ شراب کہاں فروخت کی جاتی ہے۔ ایک دستاویزی فلم نظر سے گزری جو پاکستان میں قائم شراب کی اس فیکٹری کے متعلق تھی جس کی بنیاد برصغیر میں انگریز دور میں انگریز فوجیوں اور ان کے مقامی خدمت گاروں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ڈالی گئی۔ فلم میں ایک ریٹائرڈ میجر بڑے فخر کے ساتھ بتاتے ہیں کہ کمپنی کس بین الاقوامی معیار کی شراب تیار کر رہی ہے۔ اور یقیناً یہ مکمل قانونی ہے۔ ۳۳کروڑ کی جس غیر قانونی شراب درآمد کیس کے خلاف تحقیقات کا آغاز کیا گیا ہے وہ بھی دراصل خاکیوں کی ملکیت میں قائم شراب فیکٹری کا شئیر تھا جس کے مارے جانے پر قانون حرکت میں بھلا کیوں نہ آتا۔ ان سے تو پوچھا جا رہا ہے کہ شراب کن کو بیچتے ہو... مگر کیا ان ریٹائرڈ جیالوں سے پوچھنے کی جرات کی جاسکتی ہے اپنے کسٹمرز کی لسٹ فراہم کریں۔ ویسے یہاں اس لفظ قانونی اور غیر قانونی کو حلال اور حرام سے بدل لیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ مولانا عاصم عمر حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ادیان کی جنگ ; دین اسلام یا دین جمہوریت میں اصطلاحات کے اس ہیر پھیر کو بڑے آسان اور سادہ الفاظ میں سمجھایا ہے کہ کیسے ان سنگین معاملات کو ریاست بڑی آسانی سے اصطلاحات کے ردوبدل سے عوام وخواص کی نگاہوں سے بچالے جاتی ہے۔

سابق جرنیل کے خلاف ادویات سکینڈل:

جرمن نشریاتی ادارے ڈوئچے ویلے سے گفتگو کرتے ہوئے کرنل ریٹائرڈ انعام رحیم نے کہا''فوج کا ایک نظام ہے جس کے تحت ہسپتال براہ راست ادویات نہیں خرید سکتے لیکن ایک کور کمانڈر صاحب نے ریٹائرمنٹ کے بعد دوائی کی فیکٹری لگالی اور غیر معیاری ادویات بنانا شروع کر دیں۔ پنجاب ڈرگ اتھارٹی نے انہیں جعلی اور مضر صحت قرار دیا کیونکہ یہ ریٹائرڈ کور کمانڈر فوج میں ایک انتہائی سینئر افسر کے دوست ہیں۔ اس لیے فوج کے ہسپتالوں کو خط لکھ کر کہا گیا کہ وہ یہ ادویات خرید سکتے ہیں میں نے اس معاملے کی تحقیق کے لیے سپریم کورٹ میں پٹیشن دائر کی جسے رجسٹرار نے اعتاضات لگاکر واپس کر دیا۔ مبصرین کے خیال میں پٹیشن کو اس لیے منظور نہیں کیا گیا کیونکہ ان میں ایسے آرمی افسران کے نام ہیں جو انتہائی اہم عہدوں پر فائز رہے ہیں''۔

ڈی ایچ اے گوجرانوالہ میں چھ ہزار پلاٹس کی بکنگ کے لیے سات لاکھ درخواستیں بمعہ تین ہزار فی پلاٹ فیسیں وصول ہوئیں:

پلاٹ ملنے تو چھ ہزار کو ہیں باقی چھ لاکھ چورانوے ہزار درخواستوں کے جمع کردہ دو ارب بیاسی کروڑ روپے کن کی جیب میں جائیں گے۔ یہ حال صرف ایک شہر کے ڈیفنس ہاؤسنگ سکیم کا نہیں بلکہ لاہور، کراچی، راولپنڈی، ملتان اور بہاولپور سب جگہوں پر اسی مہذب طریقے سے ڈکیتی لگائی جاتی ہے جن کے متعلق کسی ادارے بشمول عدلیہ کو کوئی خیال نہیں آتا کہ یہ فیسیں ریفنڈایبل (قابل واپسی) کیوں نہیں؟ڈی ایچ اے لاہور کا کیس بھی تاحال ہائی کورٹ کی فائلوں میں دبتا نظر آتا ہے اور متاثرین سوائے دھرنوں کے کچھ کر بھی نہیں سکتے۔ سولہ ارب کے اس سکینڈل میں سابقہ آرمی چیف جنرل پرویز کیانی کا بھائی کامران کیانی نیب کو مطلوب تھا۔ نیب وزارت داخلہ کو منت کرتی رہی کہ کامران کیانی 'جو بیرون ملک ہے 'کو انٹرپول کے ذریعے گرفتار کرکے پاکستان لایا جائے تاکہ اس کے خلاف مقدمہ چلایا جاسکے۔ یہ بھی خبریں میڈیا میں آئیں کہ کامران کیانی کے اثر رسوخ کے سبب اسے پلے بار گین کی آفر دی گئی یعنی چار ارب کی واپسی پر اس کے خلاف مقدمہ ختم کیا جائے گا۔ اس سکیم کے مالکان بشمول کامران کیانی نے درخواستوں کی مد میں وصول کردہ ساڑھے پندرہ ارب رقم اپنے ذاتی اکاؤنٹس میں ٹرانسفر کرواکے دوسرے پراجیکٹس میں استعمال کیں۔

سعودی عرب میں ۳۵۰ سینما گھر تعمیر کیے جائیں گے وزارت ثقافت نے امریکی کمپنی کو ٹھیکہ دے دیا۔

معاہدے کے تحت اگلے پانچ برسوں میں چالیس اور دس برسوں میں ۵۰ سینما گھر تعمیر کیے جائیں گے۔ ۱۸اپریل کو ریاض میں کھولے جانے والے سینما میں مرد و خواتین کے الگ الگ نشستوں کی بجائے مخلوط تفریح کا بندوبست کیا گیا۔ امریکی کمپنی کا اصرار ہے کہ سعودی حکومت فلموں کے ان ورژن کی منظوری دے جو کویت اور دبئی میں استعمال ہو رہے ہیں۔ ان ورژن میں ایسے مناظر کی بھرمار ہے جو بالغان کے لیے مخصوص ہوتے ہیں۔ سعودی دارلحکومت ریاض میں تاش کی قومی چیمپئن شپ کا افتتاح مسجد الحرام میں چند روز امامت کرنے والے الکبانی نے کیا۔ سوشل میڈیا پر ہونے والی تنقید کے جواب میں سعودی حکومت کی جانب سے ردعمل آیا کہ اس چیمپئن شپ کو جوئے خانے کا رنگ دینا غلط ہے۔ چلئے مان لیتے ہیں یہ جوئے خانے کا افتتاح نہیں تھا لیکن اس کی راہ ہموار کرنا تو ہے۔ الکبانی اس سے قبل ۲۰۱۰ء میں گانوں اور موسیقی کے جواز کا بھی فتویٰ دے چکا ہے اور ملک میں سینما کھولے جانے کا بھی پرزور حامی ہے۔

بظاہر سعودی حکومت یہ ثابت کرنے کی کوشش کررہی ہے کہ ان اقدامات کو عوامی حلقوں میں سراہا جارہا ہے جب کہ ایسا نہیں ہے عوامی حلقے سخت اضطراب کی حالت میں ہیں اور ایسے حالات میں کہ سعودی حکومت پر کسی قسم کی تنقید برداشت نہیں کی جاتی بہت سے علماء سعودی حکمرانوں کے خلاف کلمہ حق کہنے کی پاداش میں زندانوں کو آباد کررہے ہیں۔ نہ صرف علماء اور داعی حضرات کو گرفتار کیا گیا ہے بلکہ ان کے خاندانوں کی نقل و حرکت پر بھی پابندی لگائی گئی ہے۔

گوانتاناموبے جیل کی خاتون گارڈ کا گوانتاناموبے میں قید اسیر بھائیوں کے نام پیغام

پاکستانی نژاد برطانوی شہری معظم بیگ جنکو پاکستانی اہلکاروں نے اغوا کرکے امریکیوں کو بیچا اور پھر گوانتاناموبے جیل میں بھی قید رہے ایک تحریر میں ذکر کرتے ہیں کہ ان کو ایک خاتون 'جو گوانتاناموبے میں گارڈ رہیں' نے پیغام بھیجا کہ ''آپ بھائیوں کو بتاسکتے ہیں کہ ان کے عزم و استقلال سے میں اتنا متاثر ہوئی کہ اسلام قبول کیا۔ اللہ آپ سب کی سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرے''۔

یہ پہلا موقع نہیں ہے کہ قیدیوں سے متاثر ہوکر کوئی مسلمان ہوگیا ہو۔ اس سے قبل ٹیری ہولڈبروکس نے بھی ۲۰۰۳ء میں ہی گوانتاناموبے کے قیدی سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا۔ ان خبروں کو دیکھ کر میں پاکستانی قید خانوں میں تعینات ان ہزاروں اہلکاروں کے متعلق سوچنے پر مجبور ہوجاتا ہوں جنکے سامنے ہزارہا قیدیوں کو بدترین تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے شہید کیا جاتا ہے ان میں سب ہی اہل کار خود کو مسلمان سمجھتے ہیں یہ ظلم و جبر دیکھتے ہوئے کبھی ان کا ضمیر ملامت نہیں کرتا کہ ان ہزاروں اہلکاروں میں سے اب تک کوئی ایک اہلکار بھی سامنے آکر بتادیتا کہ اس دنیا میں کیا کیا ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں... کاش کوئی ایک تو ان میں ایسا نکل آئے جو رازوں سے پردہ ہٹائے اور ظالموں کے مکروہ چہرے کو بے نقاب کرے۔

سعودی عرب میں طالبان سے مذاکرات کے لیے علماء کانفرنس جولائی میں ہوگی

ایسا دکھائی دیتا ہے کہ اس سال موسم گرما طالبان کے پے در پے حملے سہنے کے سبب امریکیوں کو خاصہ طویل معلوم ہورہا ہے۔ پاکستان پر تو ویسے ہی اعتماد نہ رہا تھا تو اب سعودی عرب کے ذریعے طالبان کو مذاکرات کی میز پر لانے کا خواب دیکھا جارہا ہے۔ گوکہ طالبان کی جانب سے ابھی تک اس بابت باقاعدہ اعلان تو سامنے نہیں آیا ہے کہ آیا وہ شرکت کریں گے یا نہیں لیکن مبصرین کا خیال ہے کہ طالبان کے سابق رہنما جو اب بھی طالبان سے رابطوں میں ہیں وہ شرکت کریں گے۔ یہاں ایسی کانفرنسوں کے متعلق یہ دیکھنا نہایت ضروری ہے کہ کیا علماء کو واقعی مذاکرات کی نیت سے ہی کانفرنس میں بلایا جارہا ہے یا ان کا نام استعمال کرتے ہوئے افغانستان میں غاصبوں کے خلاف ہونے والی جائز مزاحمت کی جڑ کاٹنا مقصود ہے۔ اسی لیے اس سے قبل انڈونیشیا میں ہونے والی کانفرنس کے متعلق

طالبان کی جانب سے واضح پیغام دیا گیا تھا امریکی جارحیت پسندوں کی فرمائش پر دیے جانے والے فتاوی ہرگز قابل قبول نہیں۔

کیا فوج سیمنٹ اور گوشت بیچنے پر اتر آئی:

اسلام آباد ہائی کورٹ کے جج نے فوج کے کردار پر تنقید کرتے ہوئے اس کے معاشی اور تجارتی کردار پر سوال اٹھائے۔ جسٹس صدیقی نے کہا کہ دنیا کی کوئی فوج تجارتی سرگرمیوں میں ملوث نہیں ہے لیکن ہماری تو سیمنٹ گوشت اور بریڈ تک بیچ رہی ہے۔ جو کچھ جسٹس صدیقی صاحب نے کہا وہ غلط تو نہیں لیکن چاول کی دیگ کا ایک دانہ...بقیہ پوری دیگ کیسی ہے اس پر تو کتاب لکھی جائے تو کم ہے۔ تجارتی شعبے صرف چند ایک نہیں ہیں بلکہ شاید ہی کوئی ایسا شعبہ ہو جہاں ریٹائرڈ حتیٰ کہ حاضر سروس افسران ملوث ہیں...یہ بھی شاید ان کی ضروریات پوری کرنے سے قاصر ہے جس کے سبب اب یہ منشیات، اغوا برائے تاوان سے لے کر جرائم پیشہ افراد کو استعمال کرکے کمائی کررہے ہیں۔

کرنل ریٹائرڈ حیدر علی کا سوات میں جلسہ عام

موصوف دو سال قبل چمن بارڈر پر فرائض انجام دیتے رہے اٹھارہ ارب روپے کی کرپشن میں ملوث پائے گئے اور پلے بارگین اصول کے تحت سات ارب کی واپسی پر باعزت معافی کے حقدار ٹھہرے۔ کرنل صاحب کے ساتھ سات دوسرے افراد بھی کرپشن میں ملوث پائے گئے تھے سب کو ریٹائر کیا گیا۔ چند مراعات واپس لی گئیں لیکن پنشن اور میڈیکل کی سہولت برقرار رکھی گئی۔ یہ وہی ملٹری لیڈرشپ ہے جو کہتی ہے ہمارے اپنے چیک اینڈ بیلنس کا نظام ہے اور ہم خود ہی اپنا احتساب کرسکتے ہیں کسی سویلین ادارے کی یہ اوقات کہاں ہے کہ وہ ان کا احتساب کرے۔ یہ وہی ملٹری لیڈرشپ ہے جو دہشت گردی کے خلاف جنگ میں ناکامی کا سبب بھی اس کرپشن کو گردانتی ہے جو سیاستدانوں کے ہاتھوں ہوتی ہے۔

محسود قبیلے کے ناقابل تسخیر ہونے کے تصور کو پاک فوج کی جانب سے چکنا چور کردیا گیا: بریگیڈیئر ابوبکر امین باجوہ

قدرتی آفات زلزلوں اور سیلاب کی تباہ کاریوں سے نمٹنے اور بحالی کا کام کرنے والے ادارے "ایرا ERRA" کے چیف آف سٹاف بریگیڈیئر ابوبکر امین اپنی کتاب Inside Waziristan،journey from war to peace میں آپریشن راہ نجات کی کامیابیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے محسود قبیلے کی تسخیر کا ذکر شاید فخر سمجھ کر، کربیٹھے یا شاید آقاؤں کو جتانا بھی مقصود تھا۔ تسخیر کردہ علاقوں میں بحالی کے نام پر جو کچھ کیا جارہا ہے وہ صرف ناچ گانا اور میوزیکل پروگرامز ہی ہیں۔ حال ہی میں میرانشاہ ہسپتال میں میوزیکل پروگرام اور ڈانس پارٹی منعقد کی گئی میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے ایجنسی سرجن کا کہنا تھا کہ انہیں سوشل میڈیا کے ذریعے معلوم ہوا کہ ہسپتال میں ڈانس پارٹی ہوئی ہے جس سے مریضوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسری طرف قبائلی عمائدین نے کہا ہے کہ اگر ذمہ داروں کے خلاف کارروائی نہ ہوئی تو پشاور میں احتجاج کریں گے۔ پاکستانی افواج کی یہ تسخیر صرف قبائلی علاقہ جات تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ بلوچستان کی بھی یہی صورت حال ہے۔ اپنے ظلم کا مداوا یہ ایف سی کی سرپرستی میں ہونے والے میوزیکل پروگراموں کے ذریعے کررہے ہیں۔

پاکستان اور بھارت پہلی مرتبہ فوجی مشقوں میں شریک ہوں گے

شنگھائی تعاون تنظیم کے تحت روس میں ہونے والی ان مشقوں میں پاکستان، بھارت اور چین کی فوج حصہ لے گی۔ گو کہ اخبارات اور چینلز میں دعویٰ کیا گیا کہ پاکستان اور بھارت کی یہ فوجی مشقیں پہلی دفعہ ایک ساتھ ہورہی ہیں جب کہ حقیقت یہ ہے پاکستان اور بھارت کی افواج اقوام متحدہ کے جھنڈے تلے ایک ساتھ فوجی مشقیں کرچکے ہیں جہاں پاکستانی سینئر فوجی افسران نے بھارتی فوجی افسران کے ماتحت بڑی جانفشانی اور فرمانبرداری کے ساتھ کام کرنے کے ڈھنگ سیکھے تھے اور اس دوران ان کی عزت نفس ذرا مجروح نہ ہوئی۔

پاکستان کے دفاعی بجٹ میں ۲۰ فی صد اضافہ

اگر آرمڈ فورسز ڈویلوپمنٹ پروگرام کے تحت مختص کردہ سو بلین روپے بھی دفاعی بجٹ میں شمار کیے جائیں تو دفاعی بجٹ میں اضافہ ۳۰ فی صد تک پہنچتا ہے۔ دو سو ساٹھ بلین روپے جو فوجی افسران کی پنشن پر خرچ ہونے ہیں وہ علیحدہ ہیں جو سویلین بجٹ سے نکالے جائیں گے۔ ٹوٹل بجٹ کا ۴۷ فی صد بری افواج، بیس فیصد فضائیہ اور دس فیصد نیوی کو ملے گا۔ اگر اس دفاعی بجٹ کا موازنہ سال ۱۴-۲۰۱۳ سے کیا جائے تو یہ ۶۰۰ بلین سے ۱.۱ ٹریلین تک جا پہنچا ہے یعنی پانچ سال میں ۸۳ فی صد اضافہ ہے۔ ۲۰۰۲ء سے ۲۰۱۵ء تک دفاعی بجٹ کا اکیس فیصد امریکی امداد سے پورا ہوتا رہا تھا جو ۲۰۱۶ء میں کم ہو کر گیارہ فیصد رہ گیا اور اب مزید کمی متوقع ہے۔ دوسری طرف بچی کھچی معیشت چین ہڑپ کرتا جارہا ہے کرپشن کا بھوت الگ، جس کا راگ خود ملٹری اشرافیہ الاپتی ہے لیکن ان تمام حقائق و حالات سے کچھ بھی فرق نہیں پڑا یعنی اگر معیشت کریش ہورہی ہو تو ہوتی رہے ان کی بلا سے، انہوں نے اپنے پیسے نہ صرف کھرے کرنے بلکہ ہر سال اس میں بلا کسی روک ٹوک یوں اضافہ کرنا ہے جیسے یہ سب قرض حسنہ سے حاصل کردہ رقم سے ہورہا ہے۔

☆☆☆☆☆

ہم شریعت کے عَلَم بردار

ہم شریعت کے عَلَم بردار
حُبِّ سنت سے ہیں دل سرشار
کرتے ہیں طاغوت کا انکار
توڑ دیں گے غلبۂ کفار

ہم نفاذِ دین کے داعی
غلبۂ اسلام کے حامی
اک نظامِ مصطفٰی ﷺ کافی...
اور سب کچھ جھوٹ کا دربار

بے حیا تہذیب کے دشمن
بے وجہ تعذیب کے دشمن
امن میں تخریب کے دشمن
ہر جہالت سے ہیں ہم بے زار

ہم تو ہیں اِس دیس کے ناصر
حقّ و باطل سب پہ ہے ظاہر
حکمراں ہر ایک ہے فاجر
دیکھ لو اِن سب کا تم کردار!

فوج بھی کفّار کی خادم
بے گناہوں پر بہت ظالم
زیرِ خنجر کتنے ہیں عالم...
مسجد و طالب پہ ہے بس وار

اِن کا ہر جرنیل ہے ایسا
آستیں میں سانپ کے جیسا
ہے خدا اِن کا فقط پیسہ!
ہاں! یہی ہیں ملک کے غدار

اہلِ حق مظلوم صبح و شام
شَرَف و عزت ہو گئے بدنام
دین داری کا ہے یہ انعام...
قید میں کھاتے رہیں بس مار

آج میرا دیس پاکستاں
بن گیا ہر ظلم کا عنواں
ہر مجاہد ہے پسِ زنداں
بے اماں ہے اِس کی ہر دیوار

اے مسلماں چھوڑ دے اب ڈر!
سوچ تو ہنگامۂ محشر
اُٹھ بنامِ ساقیٔ کوثر ﷺ
تھام لے اب ہاتھ میں تلوار

کس نے بیچی دین کی حرمت؟
کس نے لوٹی ملک کی دولت؟
سوچ تو اے عاشقِ غفلت...
کون اپنے، کون ہیں اغیار؟

اب جہادِ فی سبیل اللہ
ہے نجاتِ اُخروی کی راہ

اُٹھ اگر ہے جنتوں کی چاہ!
اے مسلماں اب تو ہو بیدار!

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کفر کو عام کیا جا رہا ہے اور کوئی شخص نہیں جو اس منکر کو روکے!

"جو قتال سے پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہنا پسند کرتے ہیں یقیناوہ سمجھ نہیں رکھتے، اگرچہ انہوں نے بہترین جامعات سے تعلیم حاصل کی ہو اور ساری دنیا کے لوگ ان سے فتوے لیتے ہوں مگر وہ علم نہیں رکھتے کیونکہ یہ اللہ کا قول ہے کہ:

رَضُواْ بِأَن يَكُونُواْ مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لاَ يَفْقَهُونَ (التوبۃ:۸۷)

"وہ راضی ہوگئے اس بات پر کہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ بیٹھے رہیں، ان کے دلوں پر مہریں لگا دی گئی ہیں پس وہ کچھ نہیں جانتے"۔

پس وہ مفتی اعظم جو بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں کچھ نہیں جانتے، کیونکہ جس کے پاس علم ہو وہ اللہ سے ڈرتا ہے۔ جیسا کہ ایک عورت نے کسی عالم سے کہا "اے عالم"۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ عالم وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو۔ علم یہ نہیں کہ آپ کے پاس کثیر تعداد میں روایتیں ہوں بلکہ علم یہ ہے کہ آپ خوف اور تقویٰ کے ساتھ اللہ کی عبادت کریں۔ مذکورہ بالا آیت میں اللہ کے حکم کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہ کچھ علم رکھتے اور ان کے دلوں میں مضبوط ایمان ہوتا تو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے نیکیوں کی طرف تیزی سے بڑھتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ نوجوانوں کے لیے علم کے درست معنی واضح ہو جانے چاہیے تاکہ وہ غلط تصورات کی قید سے آزاد ہو جائیں۔ جیسا کہ ہمارا ایک بھائی ابو العباس جو ہمارے لیے بہت تقویت کا باعث ہے (اور اس جیسے بہت سے نوجوان بلاد اسلامیہ میں موجود ہیں لیکن وہ ایسی ہی تاویلات کی قید میں ہیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے) لیکن اللہ نے اسے اس قید سے آزاد کیا اور جب وہ محاذ پر آیا اور اس کو حالات کی حقیقت کا اندازہ ہوا تو اس نے لوگوں کو خبردار کرتے ہوئے کہا کہ "وہ لوگ جو علم حاصل کر رہے ہیں یقیناً ایک عظیم کام کر رہے ہیں اور اللہ آپ کو اس کی جزا دے، لیکن جب جہاد فرض ہو جائے تو اس سے مقدم کوئی چیز نہیں ہے"۔ اسی موضوع سے متعلق ایک اور حدیث ہے جسے حضرت حذیفہؓ نے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ لوگ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھ رہے تھے اور میں نے شر کے متعلق پوچھا اس ڈر سے کہ کہیں میں شر میں گرفتار نہ ہو جاؤں۔ تو میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم جاہلیت اور شر میں تھے تو اللہ نے آپ کی صورت میں ہم تک خیر کو پہنچایا تو کیا اس کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، میں نے کہا: کیا اس شر کے بعد پھر کوئی خیر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اور اس کا دھواں بھی ہے، میں نے عرض کیا: پھر کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں اور وہ یہ ہے کہ علما دوزخ کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے جو ان کی پکار کا جواب دے گا اس میں پھینک دیا جائے گا۔ (متفق علیہ) جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آج اسلامی دنیا میں یہ شر (برائی) بری طرح سے پھیل چکا ہے۔ وہ اس طرح کہ عرب اور عالم اسلام کے حکام اپنے ذرائع ابلاغ اور دوسرے اداروں کی مدد سے خطرناک نظریات، انسانی اور کفریہ قوانین کو عام کر رہے ہیں، یوں وہ صبح شام لوگوں کو جہنم کے دروازوں کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ) ہر طرف ریڈیو، ٹی وی اور اخباروں میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کفر کو عام کیا جا رہا ہے اور کوئی شخص نہیں جو اس منکر کو روکے! یہی تو وہ ائمہ ہیں جو لوگوں کو جہنم کی طرف بلا رہے ہیں۔ ایسے حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہیے؟

حضرت حذیفہؓ بھی اپنے سوالوں کے دوران میں جب اس حالت تک پہنچے کہ "لوگوں کے امام ان کو دوزخ کی طرف بلائیں گے" انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: جب ایسے حالات ہوں تو کیا کرنا چاہیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مسلمانوں کی ایک جماعت کو ان کے مقابلے کے لیے کھڑے ہو جانا چاہیے"۔ لیکن آج جن علما پر یہ بات فرض ہے وہ سب طاغوتی حکمرانوں کی مدح سرائیوں اور خوشامد میں مصروف ہیں سوائے ان علما کے جن پر اللہ کا خاص رحم ہوا۔ اخباروں میں ان حکمرانوں کی تعریفیں کی جاتی ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام سے کفر کیا، بلکہ یہ اخبار تو بذات خود کفر کے علم بردار ہیں اور امت کو گمراہ کر رہے ہیں۔

امت مسلمہ کبھی بھی اس قدر بڑے فتنے میں مبتلا نہیں ہوئی جیسا کہ اب ہے۔ کیونکہ اگر کوئی برائی مسلمانوں میں داخل بھی ہوئی تو وہ جزوی تھی یعنی چند لوگوں پر اس کا اثر تھا۔ لیکن ذرائع ابلاغ کے باعث آج یہ فتنہ عوام الناس تک پہنچ چکا ہے۔ کیونکہ ابلاغ کا کوئی نا کوئی ذریعہ ہر گھر میں موجود ہے۔ پس اس فتنے سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔ پہلے یہ تھا کہ اگر کوئی عالم گمراہ ہوتا تو اس کے افکار ایک محدود جگہ تک رہتے، یا بادشاہ فاجر ہو جاتا تو اس کا فجور اپنے محل تک ہی ہوتا۔ لیکن آج تمام لوگ طاغوتی نظام کے غلام ہیں اور ایسا تاریخ اسلام میں پہلے کبھی نہیں ہوا۔ جب بھی کبھی دین سے دوری یا عقائد کی خرابی کا اندیشہ ہو تو ایک جماعت ایسی تھی جو اپنی کوشش سے بگاڑ کو سدھار لیتی، لیکن آج امت کے امام، علما اور فقیہہ سب طاغوت کے زیر اثر ہیں کچھ علما کے سوا جن پر اللہ نے خاص کرم کیا ہے۔ ان میں سے بعض سے میں نے بات کی تو کہتے ہیں کہ: "ہم حق نہیں کہہ سکتے کیونکہ جب ہم حق بولنا چاہتے ہیں تو ہمارے ذہن گھروں میں موجود ہمارے بچوں اور بیویوں کے لیے پریشان ہوتے ہیں کہ وہ کہاں جائیں گے؟ ہمارا کیا بنے گا؟"

محسن امت شیخ اسامہ بن لادن رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ